Spot CMYK#Waheed

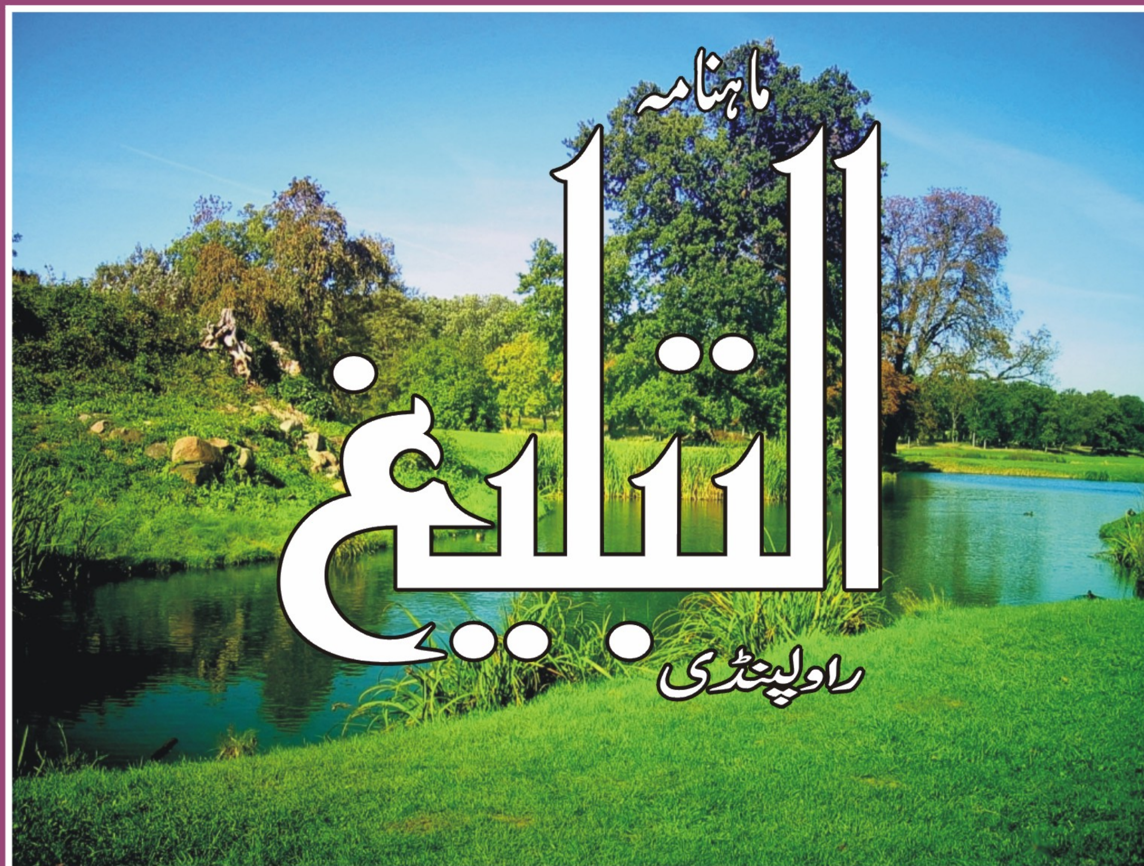

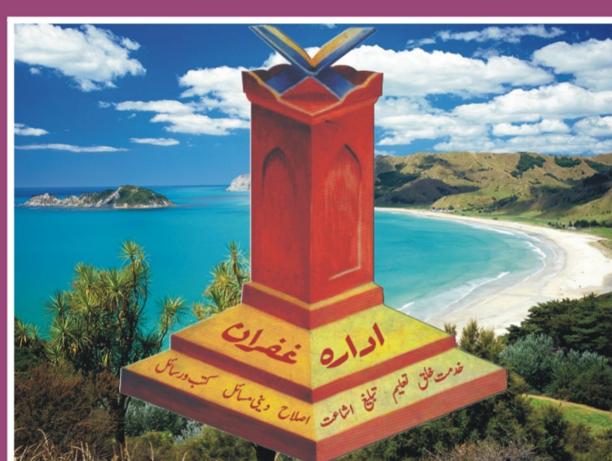

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

بشرفِ دعا
حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس مفتی محمد امجد حکیم محمد فیضان غفار الحق

فی شمارہ............25 روپے
سالانہ..............300 روپے

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط وکتابت کا پتہ
ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر
الحاج غلام علی فاروق
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ وچمڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان
فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5780728
www.idaraghufran.org
Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ ....بجلی اور کاروباری بحران اور بغیر بل کا بلب............مفتی محمد رضوان ۳

درسِ قرآن (سورہ بقرہ قسط ۶۷)... یہود کی مسلمانوں کو ایمان سے پھیرنے کی کوشش......// // ۷

درسِ حدیث ....نماز میں خشوع وخضوع کی فضیلت واہمیت (قسط۴)......// // ۹

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

اِس دور کے چارہ گر کہاں ہیں؟ (قسط۵).............................مفتی محمد امجد حسین ۲۱

فجر اور شفق کے درجہ کی تحقیق (قسط۵).............................مفتی محمد رضوان ۲۶

ماہِ ربیع الآخر: چوتھی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات..............مولوی طارق محمود ۳۰

سنت، نفل نمازیں (نماز کے احکام: قسط۱۹).............................مفتی محمد امجد حسین ۳۳

جانوروں کے حقوق وآداب (قسط۴).............................مفتی محمد رضوان ۳۷

علماء وطلباء کے لیے ہدایات (تیسری وآخری قسط)......اصلاحی مجلس: حضرت مولانا ڈاکٹر حافظ تنویر احمد خان صاحب ۴۴

علم کے مینار.............سرگذشت عہدِ گُل (قسط۳۱).............مفتی محمد امجد حسین ۴۹

تذکرۂ اولیاء:........... ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان (قسط۱۲)..............// // ۵۲

پیارے بچو! .... برکتوں والی روزی..............................ابو فرحان ۵۶

بزمِ خواتین .... علمِ دین کی فرض مقدار.................مفتی ابو شعیب ۵۸

آپ کے دینی مسائل کا حل... ظہر اور عصر کی نماز کے اوقات کی تحقیق..........ادارہ ۶۱

کیا آپ جانتے ہیں؟............. سوالات وجوابات........ترتیب: مولانا محمد ناصر ۹۰

عبرت کدہ .... حضرت لوط علیہ السلام (قسط۹)...................ابوجویریہ ۹۲

طب وصحت............. پپیتا غذائیت سے بھرپور پھل..............حکیم محمد فیضان ۹۵

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز..........................مولانا محمد امجد حسین ۹۷

اخبارِ عالم .... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں..............حافظ غلام بلال ۹۹

Idara Ghufran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

مفتی محمد رضوان

بجلی اور کاروباری بحران اور بغیر بل کا بلب

ہم اس سے پہلے بھی وطنِ عزیز میں جاری بجلی بحران کے مسئلہ پر کئی مرتبہ گفتگو کر چکے ہیں۔

کیونکہ یہ مسئلہ معاشی ومعاشرتی اعتبار سے انتہائی اہمیت کا حامل ہے، اور ملکی توانائی کے شعبے میں مرکزی حیثیت رکھنے کے ساتھ ساتھ آج پورے اجتماعی اور تمدنی سسٹم میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت کا حامل ہے، لہٰذا اس موضوع کو کسی طرح بھی نظر انداز کر دینے کی گنجائش نہیں ہے۔ یوں تو آج کل بجلی بحران کے معاملے پر بے شمار تجزیئے اور تبصرے کئے جا رہے ہیں، جن میں تان آ کر حکمرانوں کو موردِ الزام ٹھہرانے پر ہی ٹوٹتی ہے، اور یہ حقیقت بھی ہے کہ حکمرانوں کی اس سلسلہ میں مجرمانہ غفلت کو کسی طرح نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن اس معاملہ میں عوام کا اپنے آپ کو بالکل بے قصور سمجھ لینا بھی درست نہیں۔

بلکہ اس موقع پر عوام کے کاندھوں پر بھی بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے، کیونکہ ہمارے یہاں اکثر لوگوں کی جو معاشرتی زندگی کا طرزِ عمل ہے، اس میں بجلی کے بے تکے، اور بے ہنگم اور بے جا استعمال کی بہت کثرت ہے، جس کی مثالیں اتنی ہیں کہ بیان سے باہر ہیں۔

ہم اس وقت اس کے دوسرے پہلوؤں کو نظر انداز کر کے صرف ایک پہلو کا ذکر کرتے ہیں، اور وہ یہ ہے کہ خاص کر شہری ماحول میں اکثر لوگوں کی یہ عادت بن چکی ہے کہ وہ شروع دن کا بڑا حصہ نیند اور بستر کی نذر کر دیتے ہیں، اور اس وقت میں سورج کی روشنی سے فائدہ اٹھانے سے محروم رہتے ہیں۔

اور پھر رات کے وقت بجلی کی مصنوعی روشنی میں کام کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔

جبکہ یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ قدرت کی طرف سے سورج کی شکل میں انسانوں کو روشنی کی جو نعمت حاصل ہے، اس کا نہ کسی کو بل ادا کرنا پڑتا، اور نہ ہی اس کا کنکشن لینے کے لئے کوئی فیس یا رشوت دینے کی ضرورت پڑتی ہے، اور نہ ہی لوڈ شیڈنگ کے مسائل درپیش آتے ہیں۔

گویا کہ سورج ایک ایسا قدرتی اور انتہائی طاقتور بلب ہے کہ جو بیک وقت پورے ملک بلکہ ساری زمین اور اس کے باشندوں کو بغیر کسی معاوضہ ومشقت کے روشنی فراہم کرتا ہے۔

Idara Ghufran

کچھ عرصہ پہلے حکومت نے چند ماہ کے لئے دفتری اوقات کو پیچھے کر کے کچھ جلدی کا وقت مقرر کیا تھا، جس کے پیشِ نظر تجزیہ نگاروں کی رائے کے مطابق کافی مقدار میں بجلی کی بچت ہوئی تھی۔ مگر ہماری قوم کے دیر سے اٹھنے اور دیر سے پہنچنے کے پہلے سے بنے ہوئے مزاج نے اس پر عمل درآمد میں کافی مشکلات پیدا کیں، جس کی وجہ سے تاخیر سے ڈیوٹی پر پہنچنا دوسرے اعتبار سے قوم کے اجتماعی نقصان کا سبب اور خسارے کا باعث بنا، اور اس سے کوئی معتد بہ فائدہ حاصل نہ کیا جا سکا۔ اور بجلی بحران میں کمی لانے کے لئے ابھی چند دن پہلے جب بعض حکمرانوں کی طرف سے تاجروں اور دوسرے لوگوں اور بالخصوص شادی ہال کے ذمہ داران کو اپنے مشاغل رات کو جلدی ختم کر دینے کی ہدایت کی، تو اس پر بہت سے عوام کی طرف سے سخت ردِعمل سامنے آیا۔ جس میں بعض لوگوں کا کہنا یہ تھا کہ اگر رات کو جلدی اپنے مشاغل روک دیئے جائیں گے، تو اس سے ان کو معاشی طور پر سخت مشکلات کا سامنا ہوگا۔

لیکن یہ سوچنے کی زحمت نہیں کی گئی کہ اگر اپنے مشاغل صبح سویرے سے شروع کئے جائیں، تو رات شروع ہونے سے پہلے انسان بآسانی ان سے فراغت پا سکتا ہے، خاص کر جبکہ صبح کا وقت خصوصی برکت کا وقت ہے، اور حضور ﷺ نے اپنی امت کے لئے صبح کے وقت کے کاموں میں برکت کی دعا فرمائی ہے۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا قَالَ وَكَانَ إِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً أَوْ جَيْشًا بَعَثَهُمْ أَوَّلَ النَّهَارِ وَكَانَ صَخْرٌ رَجُلًا تَاجِرًا وَكَانَ إِذَا بَعَثَ تِجَارَةً بَعَثَهُمْ أَوَّلَ النَّهَارِ فَأَثْرٰى وَكَثُرَ مَالُهُ (ترمذی) [1]

ترجمہ: اے اللہ! میری امت کے صبح سویرے کے وقت میں برکت ڈال دیجئے۔

اور رسول اللہ ﷺ جب کوئی چھوٹا یا بڑا قافلہ جہاد کے لئے روانہ فرماتے، تو دن کے ابتدائی حصے میں روانہ فرماتے، اور صخر نام کے ایک صحابی تاجر شخص تھے، وہ جب تجارت کا سامان بھیجتے

---

[1] باب ماجاء فی التبکیر بالتجارة، واللفظ لهٗ، سنن ابی داوٗد حدیث نمبر ۲۶۰۸، ابنِ ماجة حدیث نمبر ۲۲۲۷، مسند احمد حدیث نمبر ۱۵۵۵۷، السنن الکبریٰ للنسائی، باب توجیه السرایا، سنن دارمی حدیث نمبر ۲۴۹۱، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۷۱۲۴، صحیح ابنِ حبان حدیث نمبر ۴۷۵۴
وقال الترمذی: وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَبُرَيْدَةَ وَأَنَسٍ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرٍ حَدِيثُ صَخْرٍ الْغَامِدِيِّ حَدِيثٌ حَسَنٌ (حواله بالا)

تھے، تو دن کے اول حصے میں بھیجتے تھے، تو اس سے ان کو بہت برکت حاصل ہوئی، اور ان کا مال بہت زیادہ ہوگیا (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ:

فَكَثُرَ مَالُهُ حَتَّى كَانَ لَا يَدْرِي أَيْنَ يَضَعُهُ (مسند احمد حديث نمبر ۱۵۵۵۸، مسند طيالسي حديث نمبر ۱۳۳۰)

ترجمہ: حضرت صخر کا مال بہت زیادہ ہوگیا، یہاں تک کہ وہ یہ نہیں جانتے کہ اس کو کہاں رکھیں (ترجمہ ختم)

حضرت صخر صحابی نے حضور ﷺ کی اس ہدایت اور سنت پر خاص توجہ کے ساتھ عمل کیا، تو اس کی وجہ سے ان کے مال میں غیر معمولی برکت ہوگئی۔ [1]

آج بھی اس سنت پر عمل کر کے برکت کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ صبح کے وقت میں کھلی آنکھوں برکت کا مشاہدہ ہوتا ہے، جو لوگ صبح سویرے کام کے عادی ہوتے ہیں ان کے پورے دن میں برکت رہتی ہے۔

اس کے علاوہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جابجا دن کو کام کاج کے لئے اور رات کو آرام کے لئے بنانے کی نشاندہی فرمائی ہے، جو کہ فطرت کے عین مطابق ہے، اور فطرت پر چل کر اور فطری ضابطوں کو اپنا کر ہی ہم زندگی اور نظامِ زندگی کی گاڑی کو صحیح ڈگر پر چلا سکتے ہیں۔

مگر افسوس ہے کہ بجلی کے بحران کے خاتمے کے لئے تمام تر کوششیں وتبصرے اور تجزیئے کئے جانے کے باوجود، مسلمانوں کی رات کو دیر سے سونے اور دیر تک بجلی کے قمقموں میں مشاغل جاری رکھنے اور سورج کی روشنی ظاہر ہونے کے باوجود دیر تک سوتے رہنے کی بگڑی ہوئی معاشرت کی اصلاح کی طرف توجہ نہیں کی جارہی، بلکہ روز بروز اس بگاڑ میں ترقی ہی ہوتی جارہی ہے، اور بہت سے شہروں اور مارکیٹوں کے رواج اور عرف میں صبح کا وقت دوپہر کے دو بجے تک کو قرار دیا جانے لگا ہے۔ کاش کہ ہم اپنے دینِ فطرت کی طرف لوٹ آئیں، اور مصنوعی بجلی پر غیر معمولی دباؤ ڈالنے کے بجائے سورج کے بلب کی روشنی سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کا اہتمام کریں، جس سے مستفید ہونے کی صورت میں نہ تو بل کی ادائیگی ذمہ میں لازم ہوگی، اور نہ ہی توانائی کے بحران کا سامنا ہوگا، اور اسی کے ساتھ بے روزگاری اور مال میں برکت کی شکایت کا بھی ازالہ ہوگا۔

---

[1] وكان صخر هذا يراعى هذه السنة وكان تاجرا يبعث ماله فى أول النهار إلى السفر للتجارة فكثر ماله ببركة مراعاة السنة لأن دعاءه مقبول لا محالة (مرقاة، كتاب الصلاة، باب آداب السفر)

درسِ قرآن (سورہ بقرہ قسط ۶۷ آیت ۱۰۹، ۱۱۰) مفتی محمد رضوان

یہود کی مسلمانوں کو ایمان سے پھیرنے کی کوشش

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ م بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا. حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْ م بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ. فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ. اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ(۱۰۹) وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ. وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ. اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ(۱۱۰)

ترجمہ: بہت سے اہلِ کتاب اپنے دلوں کے حسد کی بنا پر یہ چاہتے ہیں کہ تمہارے ایمان لانے کے بعد تمہیں (ایمان سے) پھیر کر پھر کافر بنا دیں، باوجودیکہ ان پر حق واضح ہو چکا ہے، پس تم معاف کرو اور درگزر سے کام لو، یہاں تک کہ اللہ خود اپنا فیصلہ بھیج دیں، بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے (۱۰۹) اور نماز قائم کرو، اور زکاۃ ادا کرو، اور (سمجھ لو کہ) جو خیر والا کام بھی تم اپنے فائدے کے لئے آگے بھیج دو گے، اس کو اللہ کے پاس پاؤ گے، بے شک اللہ تمہارے ہر عمل کو دیکھنے والا ہے (۱۱۰)

تفسیر وتشریح

بعض یہودی دن رات مختلف تدبیروں سے دوستی اور خیرخواہی کے پیرایہ میں مسلمانوں کو اسلام سے پھیرنے کی کوشش کیا کرتے تھے، اور باوجود ناکامی کے اپنی اس دھن سے باز نہیں آتے تھے، اور دین میں طرح طرح کے شبہے (مثلاً فلاں حکم کیوں منسوخ کر دیا گیا) نکالتے اور اعتراض کرتے تھے، اور اس کا مقصد یہ تھا کہ اہلِ کتاب کی طرح مسلمان بھی کسی نئے حکم کا انکار کر دیں، اور اپنے نبی پر یہ اعتراض کریں کہ تم نے پہلے تو یہ حکم دیا تھا اور یہ دوسرا حکم اس کے خلاف دے رہے ہو۔

اور یہودیوں کا یہ کوشش کرنا اور چاہنا مسلمانوں کی خیرخواہی کی وجہ سے نہیں ہے، جیسا کہ وہ اظہار کرتے ہیں، بلکہ یہ ان کے دلوں کے حسد کی وجہ سے ہے، حالانکہ ان کا حسد کرنا سراسر ظلم ہے۔

کیونکہ ان کے اوپر نبی ﷺ اور قرآن مجید، اور اسلام کی حقانیت وصداقت، معجزوں اور پہلی شریعتوں کی پیشین گوئیوں کی وجہ سے اچھی طرح واضح ہو چکی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بات سن کر کہ یہودی مسلمانوں کو اپنے دین سے پلٹانا چاہتے ہیں، مسلمانوں کو غصہ آنا فطری چیز تھا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے آگے فرمایا کہ تم معاف کرو، اور درگذر کرو، اور نہ تو ان کو برا بھلا کہو، اور نہ ہی جنگ وجدال اور قتل وقتال کرو، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جہاد وقتال اور جزیہ کا حکم بھیج دیں، اور اس وقت تک تم نماز قائم کر کے زکاۃ ادا کر کے جہاد بالنفس میں مشغول رہو۔

اس صورت میں بھی تم اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے والے اور آخرت میں کامیابی پانے والے سمجھے جاؤ گے، کیونکہ یہ خیر کے کام ہیں، اور جو بھی تم خیر کے کام کرو گے، اللہ تعالیٰ کے پاس اس کا اجر پاؤ گے، اور تمہارا کوئی نیک عمل بھی ثواب سے خالی نہ ہوگا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تمہارے سارے اعمال پر نظر ہے۔

جس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز اور زکاۃ وغیرہ اللہ تعالیٰ کے اصلی اور مقصودی احکام ہیں، اور جہاد وقتال ضرورت کی وجہ سے اور بطور وسائل مشروع کئے گئے ہیں، ان کا درجہ نماز اور زکاۃ وغیرہ جیسے اصلی اور مقصودی احکام کے بعد ہے۔

نماز، بدنی عبادات میں سب سے بڑی عبادت ہے، اور زکاۃ مالی عبادات میں سب سے بڑی عبادت ہے، دونوں قسم کی (یعنی بدنی اور مالی) عبادات میں سے ان دونوں عبادتوں کا ذکر اسی خصوصیت واہمیت کی وجہ سے کیا گیا۔

اور اللہ تعالیٰ نے اس طرف بھی اشارہ فرمادیا کہ جہاد وقتال وغیرہ کا حکم بھیجنے میں تاخیر کی وجہ نعوذ باللہ عاجز وضعیف ہونا نہیں ہے، بلکہ اس تاخیر میں کچھ حکمتیں ومصلحتیں ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں۔

اس وقت حالات کا تقاضا معاف کرنے اور درگزر کرنے کا تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے جہاد وقتال کی آیات نازل فرمادیں۔

جس کے بعد یہودیوں کے ساتھ حسبِ حیثیت ان کے فساد وشرارت کو دور کرنے کے لئے قتل یا بصورتِ دیگر جزیہ وغیرہ کا عمل مقرر کیا گیا۔

چنانچہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

" كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ يَعْفُونَ عَنِ الْمُشْرِكِينَ،

وَأَهْلِ الْكِتَابِ كَمَا أَمَرَهُمُ اللَّهُ وَيَصْبِرُونَ عَلَى الْأَذَى، قَالَ اللَّهُ " :فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ "،وَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَأَوَّلُ فِي الْعَفْوِ مَا أَمَرَهُ اللَّهُ بِهِ حَتّٰى أَذِنَ اللَّهُ فِيهِمْ بِقَتْلٍ، فَقَتَلَ اللّٰهُ بِهِ مَنْ قُتِلَ مِنْ صَنَادِيدِ قُرَيْشٍ ."(تفسير ابنِ ابی حاتم تحت آيت ۱۰۹ من سورة البقرة) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابۂ کرام، مشرکین اور اہلِ کتاب سے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق درگزر سے کام لیا کرتے تھے، اور تکلیفوں پر صبر کیا کرتے تھے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''پس تم معاف کرو اور درگزر سے کام لو، یہاں تک کہ اللہ خود اپنا فیصلہ بھیج دیں، بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے'' اور رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق درگزر پر عمل کرتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں سے قتال کی اجازت عطا فرمادی، پھر اللہ تعالیٰ نے قتال کے حکم کے ذریعے سے قریش کے بعض سرداروں کو قتل فرمادیا (ترجمہ ختم)

اور بخاری شریف کی روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں:

فَلَمَّا غَزَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدْرًا فَقَتَلَ اللَّهُ بِهِ صَنَادِيدَ كُفَّارِ قُرَيْشٍ (بخاری، باب ولتسمعن من الذين أوتوا الكتاب من قبلكم ومن الذين أشركوا أذى كثيرا)

ترجمہ: پس جب رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ بدر فرمایا، تو اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے کفارِ قریش کے سرداروں کو قتل کردیا (ترجمہ ختم)

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی وقت حکمت و مصلحت کا تقاضا قتال کا نہ ہو، تو مسلمانوں کو مایوس نہ ہونا چاہئے، اور یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ اب ہمارے لئے دینِ اسلام پر عمل کرنا ممکن نہیں، بلکہ نماز و زکاۃ اور دیگر بدنی و مالی عبادات میں اخلاص کے ساتھ مشغول رہنا چاہئے، کیونکہ یہ جہاد بالنفس میں داخل ہیں، پھر اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ حالات بھی درست فرمادیتے ہیں۔

---

[1] وهذا إسناده صحيح، ولم أره في شيء من الكتب الستة (ولكن له أصل في الصحيحين عن أسامة بن زيد رضى الله عنهما (تفسير ابنِ كثير تحت آيت ۱۰۹ من سورة البقرة)

درسِ حدیث — مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

نماز میں خشوع وخضوع کی فضیلت واہمیت (قسط ۴)

انگلیوں میں انگلیاں ڈالنا

نماز میں ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنے سے منع کیا گیا ہے، جس کو تشبیک کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ طرزِ عمل خشوع کے خلاف ہے۔

چنانچہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يُشَبِّكَنَّ بَيْنَ أَصَابِعِهِ فَإِنَّهُ فِي صَلَاةٍ (ترمذی حدیث نمبر ۳۸۶، بَاب مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ التَّشْبِيكِ بَيْنَ الْأَصَابِعِ فِي الصَّلَاةِ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی وضو کرے، اور اچھے طریقے سے وضو کرے، پھر وہ مسجد کی طرف چلے، تو اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں نہ ڈالے، کیونکہ وہ نماز میں ہوتا ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلَا يُشَبِّكَنَّ بَيْنَ أَصَابِعِهِ ، فَإِنَّ التَّشْبِيكَ مِنَ الشَّيْطَانِ ، وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَزَالُ فِي صَلَاةٍ مَا دَامَ فِي الْمَسْجِدِ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْهُ (مصنف ابنِ ابی شیبة، حدیث نمبر ۴۸۵۹، باب من كره أَنْ يُشَبِّكَ الْأَصَابِعَ فِي الصَّلَاةَ فِي الْمَسْجِدِ)

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے، تو اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں نہ ڈالے، کیونکہ تشبیک (ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا) شیطان کی طرف سے ہے، اور بے شک تم میں سے کوئی جب تک مسجد میں رہتا ہے، تو وہ نماز میں ہوتا ہے، یہاں تک کہ مسجد سے نکل جائے (ترجمہ ختم)

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا قَدْ شَبَّكَ أَصَابِعَهُ فِي الصَّلَاةِ فَفَرَّجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ (ابنِ ماجة، حديث نمبر ۹۵۷، كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما يكره فى الصلاة)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا، جس نے نماز میں اپنی انگلیوں کو انگلیوں میں ڈالا ہوا تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی انگلیوں کو دوسری انگلیوں سے الگ کر دیا (ترجمہ ختم)

معلوم ہوا کہ نماز میں تشبیک یعنی ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا، خشوع کی حالت کے خلاف ہے (كذافى مرقاة، كتاب الصلاة، باب ما لا يجوز من العمل فى الصلاة)

اور نماز کے علاوہ کسی اور وقت میں اگر کسی ضرورت مثلاً انگلیوں کو راحت دینے کی خاطر تشبیک کی جائے، تو اس میں کوئی حرج نہیں (درمختار، ردالمحتار)

انگلیاں چٹخانا

نماز میں انگلیاں چٹخانا بھی خشوع کے خلاف ہے، اس لئے یہ بھی ممنوع و مکروہ ہے۔

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُفَقِّعْ أَصَابِعَكَ وَأَنْتَ فِي الصَّلَاةِ (ابن ماجه، حديث نمبر ۹۵۵، بَاب مَا يُكْرَهُ فِي الصَّلَاةِ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ نماز میں ہوں، تو اپنی انگلیوں کو نہ چٹخائیں (ترجمہ ختم)

یہ حدیث سند کے لحاظ سے کچھ کمزور ہے، لیکن صحابۂ کرام و تابعینِ عظام کے آثار سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

حضرت ابومصعب فرماتے ہیں کہ:

عن ابن عباس أنه كره أن ينقض الرجل أصابعه فى الصلاة (مصنف عبدالرزاق، حديث نمبر ۳۳۲۷، كتاب الصلاة، باب التثاؤب)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نماز میں آدمی کے انگلیاں چٹخانے کو مکروہ قرار دیتے تھے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت شعبہ کہتے ہیں کہ:

صَلَّيُت إِلَى جَنُبِ ابُنِ عَبَّاسٍ فَفَقَعُت أَصَابِعِى ، فَلَمَّا قَضَيُت الصَّلاَة ، قَالَ :لاَ أُمَّ لَکَ أَتَـفُـقَـع أَصَابِعَک وَأَنُتَ فِى الصَّلاَة (مُصنف ابن أبى شيبة حديث نمبر ۷۳۵۸، باب تفرقع اليد فِى الصَّلاَة)

ترجمہ: میں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی، تو میں نے اپنی انگلیوں کو چٹخایا، جب نماز پوری ہوگئی، تو حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ کو کیا ہوگیا؟ کہ آپ نماز میں اپنی انگلیاں چٹخاتے ہیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابنِ جریج فرماتے ہیں کہ:

عَنُ عَطَاءٍ ، أَنَّهُ كَرِهَ أَنُ يُنُقِضَ أَصَابِعَهُ وَهُوَ فِى الصَّلاَة (مُصنف ابن أبى شيبة حديث نمبر ۷۳۵۸، باب تفرقع اليد فِى الصَّلاَة)

ترجمہ: حضرت عطاء نے نماز میں انگلیاں چٹخانے کو مکروہ فرمایا ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

خَمُسٌ تُنُقِصُ الصَّلاَة :التَّمَطِّى وَالأَلُتِفَاتُ وَتَقُلِيبُ الُحَصَى وَالُوَسُوَسَةُ وَتَفُقِيعُ الأَصَابِعِ (مُصنف ابن أبى شيبة حديث نمبر ۷۳۵۸، باب تفرقع اليد فِى الصَّلاَة)

ترجمہ: پانچ چیزوں سے نماز (کے ثواب) میں کمی ہوجاتی ہے، ایک انگڑائی لینے سے، اور دوسرے اِدھر اُدھر توجہ کرنے سے، اور تیسرے کنکریوں کو الٹ پلٹ کرنے سے، اور چوتھے (اختیاری) وسوسے سے، اور پانچویں انگلیوں کو چٹخانے سے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابراہیم نخعی اور حضرت مجاہد رحمہما اللہ کے بارے میں مروی ہے کہ:

أَنَّهُمَا كَرِهَا أَنُ يُفَرُقِعَ الرَّجُلُ أَصَابِعَهُ وَهُوَ فِى الصَّلاَة (مُصنف ابن أبى شيبة حديث نمبر ۷۳۵۸، باب تفرقع اليد فِى الصَّلاَة)

ترجمہ: حضرت ابراہیم اور حضرت مجاہد نے آدمی کے نماز کی حالت میں اپنی انگلیاں چٹخانے کو مکروہ قرار دیا ہے (ترجمہ ختم)

حضرت مغیرہ فرماتے ہیں کہ:

عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، قَالَ : كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُنْقِضَ الرَّجُلُ أَصَابِعَهُ ، يَعْنِي وَهُوَ فِي الصَّلَاةَ (مُصنف ابن أبي شيبة حديث نمبر ۷۳۵۸، باب تفرقع اليد فِي الصَّلَاةَ)

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ آدمی کی نماز کی حالت میں انگلیاں چٹخانے کو مکروہ فرمایا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اقعاء

شریعتِ مطہرہ نے مَردوں اورعورتوں کے لئے نماز کی جوحالتیں مقرر کردی ہیں، وہ خشوع کے عین مطابق ہیں، اور بلاعذر ان کی خلاف ورزی کرنا خشوع کے خلاف ہے۔

چنانچہ نماز میں مرد حضرات کو کس طرح بیٹھنا چاہئے، اس بارے میں حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

إن من السنة فى الصلاة أن تضجع رجلك اليسرى وتنصب اليمنى إذا جلست فى الصلاة (صحيح ابنِ خزيمة حديث نمبر ۶۵۸، باب السنة فى الجلوس بين السجدتين، واللفظ لهٗ،سنن أبى داود،حديث نمبر ۹۶۰، كتاب الصلاة، باب كيف الجلوس فى التشهد، سنن نسائى حديث نمبر ۱۱۵۶،الاوسط لابن المنذر حديث نمبر ۱۴۴۷)

ترجمہ: نماز کی سنتوں میں سے یہ بھی ہے کہ جب آپ نماز میں بیٹھے تو آپ اپنے بائیں پاؤں کو بچھالیں، اور دائیں پاؤں کو کھڑا کرلیں (ترجمہ ختم)

اورنشست کی جوحالت مسنون طریقہ کے خلاف ہوگی، وہ مکروہ ہوگی، اوراسی وجہ سے احادیث میں اقعاء سے منع کیا گیا ہے، اوراقعاء کی دوصورتیں ہیں۔

ایک صورت تو یہ ہے کہ اپنے گھٹنے سامنے کی طرف کھڑے کرکے اپنی سرین پر بیٹھا جائے، اورپنجوں کو زمین پر رکھا جائے، خواہ ہاتھ زمین پر ہوں یا گھٹنوں پر یا کہیں اور۔

اوردوسری صورت یہ ہے کہ دونوں پاؤں کو پیچھے کی طرف موڑ کر پنجوں کے بل کھڑا کرلیا جائے، جس طرح کہ سجدے میں آدمی کے پاؤں ہوتے ہیں، اور پیروں کی ایڑیوں پر سرین ٹکا کر بیٹھا جائے، جیسا کہ بعض مریض بیٹھتے ہیں۔

پھراس طرح بیٹھنا خواہ نماز کے پہلے یا دوسرے قعدے میں ہو، یا سجدوں کے درمیان ہو، احادیث کی رو سے یہ سب صورتیں اقعاء میں داخل ہیں، اور خلافِ سنت وخلافِ خشوع ہونے کی وجہ سے مکروہ ہیں۔

اور یہ مکروہ ہونا اس وقت ہے جبکہ بلاعذر ایسا کیا جائے، اور اگر کوئی عذر ومجبوری مثلاً کسی بیماری دکھ درد وغیرہ کی وجہ سے ایسا کرے، تو مکروہ نہیں، روایات سے معذور حضرات کے لئے اس کا ثبوت ملتا ہے۔

(کذافی مرقاۃ، کتاب الاطعمۃ، ترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ما جاء فی کراھیۃ الإقعاء بین السجدتین، الاوسط لابن المنذر تحت رقم حدیث ١٤٤٧، البحر الرائق، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، منحۃ الخالق علی ھامش البحر الرائق، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- يَفْتَتِحُ الصَّلاَةَ بِالتَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةَ بِ (الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ) وَكَانَ إِذَا رَكَعَ لَمْ يُشْخِصْ رَأْسَهُ وَلَمْ يُصَوِّبْهُ وَلَكِنْ بَيْنَ ذَلِكَ وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتَّى يَسْتَوِىَ قَائِمًا وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ لَمْ يَسْجُدْ حَتَّى يَسْتَوِىَ قَاعِدًا وَكَانَ يَقُولُ فِى كُلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّاتُ. وَكَانَ إِذَا جَلَسَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنَى وَكَانَ يَنْهَى عَنْ عَقِبِ الشَّيْطَانِ وَعَنْ فِرْشَةِ السَّبُعِ وَكَانَ يَخْتِمُ الصَّلاَةَ بِالتَّسْلِيمِ. (ابوداؤد حدیث نمبر ٧٨٣، و اللفظ لہٗ، مسلم حدیث نمبر ١١٣٨، مسند احمد حدیث نمبر ٢٤٠٣٠)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نماز کو تکبیر (یعنی اللہ اکبر) اور الحمد للہ رب العالمین (یعنی سورہ فاتحہ) کی قرأت سے شروع فرماتے تھے، اور جب رکوع کرتے تو اپنے سر کو نہ تو اوپر اٹھاتے تھے، اور نہ ہی نیچے جھکاتے تھے، بلکہ ان دونوں کے درمیان رکھتے تھے (کہ کمر اور سر بالکل سیدھ میں ہوتے تھے) اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تھے، تو سیدھے کھڑے ہونے سے پہلے سجدے میں نہیں جاتے تھے، اور جب پہلے سجدے سے سر اٹھاتے تھے، تو دوسرا سجدہ اس وقت تک نہیں کرتے تھے، جب تک سیدھے نہیں بیٹھ جاتے تھے، اور ہر دو رکعتوں پر التحیات پڑھا کرتے تھے، اور جب بیٹھتے تھے تو اپنے بائیں پاؤں کو بچھالیا کرتے تھے، اور دائیں پاؤں کو کھڑا کر لیتے تھے، اور شیطان کی طرح بیٹھنے سے اور درندے کی طرح ہاتھ بچھانے سے منع

Idara Ghufran

فرماتے تھے، اور سلام کے ساتھ نماز کو ختم فرمایا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اس حدیث میں شیطان کی طرح بیٹھنے کی نشست سے مراد اقعاء ہی ہے، کیونکہ اسی کے ساتھ اس حدیث میں دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھنے اور دایاں پاؤں کھڑا کر کے بایاں پاؤں بچھا لینے کا بھی ذکر ہے (کذا فی مرقاۃ، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ)

اور مستخرج ابوعوانہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے یہ الفاظ ہیں:

کان رسول الله ﷺ إذا رفع رأسه من السجود لم يسجد حتى يستوى جالسا ، وكان ينهى عن عقب الشيطان (مستخرج ابی عوانة حدیث نمبر ۱۵۰۲)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ جب سجدے سے سر اٹھاتے تو دوسرا سجدہ اطمینان سے بیٹھے بغیر نہیں کیا کرتے تھے، اور شیطان کی طرح بیٹھنے سے منع فرمایا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اور اقعاء کی طرح بیٹھنے کی حالت اطمینان وسکون کی حالت نہیں ہے، اور اسی لئے وہ سنت اور خشوع کے خلاف اور مکروہ ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْإِقْعَاءِ وَالتَّوَرُّكِ فِي الصَّلَاةِ

(مسند احمد حدیث نمبر ۱۳۴۳۷ ، واللفظ لهٔ، مسند البزار حدیث نمبر ۷۲۶۱، سنن البيهقى حديث نمبر ۲۸۴۸ ، مشكل الآثار للطحاوى، باب بيان مشكل ما روى عن رسول الله ﷺ فى نهيه عن الإقعاء فى الصلاة ما هو)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے نماز میں اقعاء اور تورک سے منع فرمایا (ترجمہ ختم)

اقعاء کی تشریح تو پہلے گزر چکی ہے، اور جس تورک سے اس حدیث میں منع کیا گیا ہے، وہ یہ ہے کہ اپنے دونوں پاؤں پیچھے کی طرف کر کے دائیں طرف نکال دیئے جائیں، اور اپنے سرین زمین پر ٹکا کر بیٹھا جائے، جس طرح سے کہ خواتین نماز کے قعدہ میں بیٹھتی ہیں، مرد حضرات کو نماز میں اس طرح بیٹھنا مکروہ ہے (**کذافی تحفة الفقهاء للسمر قندى ج ۱ ص ۱۳۷ ،بدائع الصنائع ،كتاب الصلاة، فصل فى سنن حكم التكبير ايام التشريق**)

اورحضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنِ الْإِقْعَاءِ فِي الصَّلَاةِ " (مستدرک حاکم ،حدیث نمبر ۹۵۵، وقال الحاکم:هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِي، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ .وقال الذهبی فی التلخیص صحیح علی شرط البخاری)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے نماز میں اقعاء سے منع فرمایا (ترجمہ ختم)

اورحضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

نَهَانِي خَلِيلِي أَنْ أُقْعِيَ كَإِقْعَاءِ الْقِرْدِ .(مصنف ابن ابی شیبة، حدیث نمبر ۲۹۴۹ کتاب الصلاة، باب من کرہ الإِقْعَاءَ فِي الصَّلَاةِ)

ترجمہ: مجھے میرے خلیل (یعنی حضور ﷺ) نے بندر کے اقعاء کی طرح بیٹھنے سے منع فرمایا (ترجمہ ختم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ، وَنَهَانِي عَنْ ثَلَاثٍ " :أَمَرَنِي بِرَكْعَتَيِ الضُّحَى كُلَّ يَوْمٍ، وَالْوِتْرِ قَبْلَ النَّوْمِ، وَصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَنَهَانِي عَنْ نَقْرَةٍ كَنَقْرَةِ الدِّيكِ، وَإِقْعَاءٍ كَإِقْعَاءِ الْكَلْبِ، وَالْتِفَاتٍ كَالْتِفَاتِ الثَّعْلَبِ " (مسند احمد حدیث نمبر ۸۱۰۶)

ترجمہ: مجھے رسول اللہ ﷺ نے تین چیزوں کا حکم فرمایا، اور تین چیزوں سے منع فرمایا، ایک تو ہر دن چاشت کی دو رکعت کا، دوسرے سونے سے پہلے وتر پڑھنے کا، تیسرے ہر مہینہ تین دن روزہ رکھنے کا حکم فرمایا، اور مجھے (نماز میں) مرغ کی طرح ٹھونگ مارنے (یعنی جلدی جلدی سجدہ ورکوع کرنے) اور کتے کی طرح بیٹھنے اور لومڑی کی طرح دائیں بائیں دیکھنے سے منع فرمایا (ترجمہ ختم)

اورحضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی بعض روایات میں کتے کے بجائے بندر کی طرح بیٹھنے سے منع فرمانے کے الفاظ ہیں (ملاحظہ ہو:مسند الطیالسی حدیث نمبر ۲۷۰۷ ،المعجم الکبیر حدیث نمبر ۷۷،المعجم الاوسط حدیث نمبر ۵۲۷۵)

اور بعض روایات میں درندے کی طرح بیٹھنے سے منع فرمانے کے الفاظ ہیں (ملاحظہ ہو: مسند ابی یعلیٰ حدیث نمبر ۲۵۶۴، مشکل الآثار للطحاوی، باب بیان مشکل ما روی عن رسول اللہ ﷺ فی نہیہ عن الإقعاء فی الصلاۃ ما ہو، حدیث نمبر ۶۱۷۷)

ان میں کوئی ٹکراؤ نہیں، کیونکہ اولاً تو کتا اور بندر دونوں درندوں میں شامل ہیں، اور دوسرے جس طرح کتے کی طرح بیٹھنے کی ممانعت ہے، اسی طرح بندر اور دوسرے درندوں کی طرح بیٹھنے کی ممانعت ہے، کیونکہ وہ سب صورتیں خلافِ سنت اور خلافِ خشوع ہیں۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَنْهَى عَنْ عُقْبَةِ الشَّيْطَانِ .(مصنف ابنِ ابی شیبۃ، حدیث نمبر ۲۹۵۶ کتاب الصلاۃ، باب من کرہ الإِقْعَاءَ فِی الصَّلاۃِ)

ترجمہ: نبی ﷺ شیطان کی طرح بیٹھنے سے منع فرمایا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اور شیطان کی طرح بیٹھنے سے مراد وہی اقعاء ہے، اور اس کی تفسیر دوسری روایات میں بھی اقعاء کے ساتھ آئی ہے (کذا فی مرقاۃ، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ أُحِبُّ لَكَ مَا أُحِبُّ لِنَفْسِي وَأَكْرَهُ لَكَ مَا أَكْرَهُ لِنَفْسِي لَا تُقْعِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ (ترمذی، حدیث نمبر ۲۶۰، ابواب الصلاۃ، باب ما جاء فی کراهیة الإقعاء بین السجدتین، واللفظ لہٗ، مشکل الآثار للطحاوی، باب بیان مشکل ما روی عن رسول اللہ ﷺ فی نہیہ عن الإقعاء فی الصلاۃ ما ہو)

ترجمہ: مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے علی! میں آپ کے لئے اس چیز کو پسند کرتا ہوں، جس کو اپنے لئے پسند کرتا ہوں، اور میں آپ کے لئے اس چیز کو ناپسند کرتا ہوں، جس کو اپنے لئے ناپسند کرتا ہوں، آپ دوسجدوں کے درمیان اقعاء نہ کریں (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے سجدوں کے درمیان اقعاء کی ممانعت معلوم ہوئی۔

اور حضرت ابوموسیٰ، اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم :لاَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَأَنْتَ جُنُبٌ ، وَلاَ أَنْتَ رَاكِعٌ ، وَلاَ وَأَنْتَ سَاجِدٌ ، وَلاَ وَأَنْتَ تَقْعَى إِقْعَاءَ الْكَلْبِ (مسند البزار حدیث نمبر ۳۱۲۶)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ جنبی ہونے کی حالت میں (یعنی جبکہ غسل واجب ہو) قرآن کی قرأت نہ کریں، اور نہ (نماز کے) رکوع میں اور نہ ہی نماز کے سجدے میں، اور نہ (نماز میں) کتے کے بیٹھنے کی طرح بیٹھیں (ترجمہ ختم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّهُ كَرِهَ الإِقْعَاءَ فِي الصَّلاَةِ ، وَقَالَ :عُقْبَةُ الشَّيْطَانِ .(مصنف ابنِ ابی شیبۃ، حدیث نمبر ۲۹۵۰،واللفظ لہٗ،وحدیث نمبر ۲۹۵۱ کتاب الصلاۃ، باب من کرہ الإِقْعَاءَ فِي الصَّلاَةِ، الاوسط لابن المنذر حدیث نمبر ۱۴۴۴)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز میں اقعاء کرنے کو ناپسند فرمایا، اور فرمایا کہ یہ شیطان کا بیٹھنا ہے (ترجمہ ختم)

اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس نشست کو شیطان کی نشست قرار دیا گیا ہے، اس سے مراد اقعاء ہی ہے۔

اور حضرت ابنِ لبیبہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

إياك والحبوة والإقعاء ، وتحفظ من السهو حتى تفرغ من المكتوبة (الاوسط لابن المنذر حدیث نمبر ۱۴۴۶ ، واللفظ لہٗ،مصنف عبدالرزاق، حدیث نمبر ۳۰۲۶، کتاب الصلاۃ، باب الاقعاء فی الصلاۃ)

ترجمہ: اپنے آپ کو حبوہ اور اقعاء سے بچاؤ، اور اپنی بھول ہونے سے حفاظت کرو، یہاں تک فرض نماز سے فارغ ہو جاؤ (ترجمہ ختم)

اس روایت میں اقعاء کے ساتھ حبوہ کی بھی ممانعت بیان کی گئی ہے، اور حبوہ اس طرح بیٹھنے کو کہا جاتا ہے کہ سرین زمین پر ٹیک لئے جائیں، اور گھٹنوں کو آگے کی طرف کھڑا کر کے کپڑے یا ہاتھوں سے اپنے پیٹ کے ساتھ جوڑ کر رکھا جائے، نماز میں اس طرح بیٹھنے کی ممانعت کی وجہ ظاہر ہے کہ یہ سنت کے خلاف

نشست ہے (کذافی مرقاۃ، کتاب الصلاۃ، باب التنظیف،فیض القدیر للمناوی تحت حدیث رقم ۹۴۰۵، شرح النووی علی مسلم ، کتاب اللباس والزینۃ،باب النھی عن اشتمال الصماء والاحتباء)

اورحضرت سعید مقبری فرماتے ہیں کہ:

صَلَّیْتُ إِلَی جَنْبِ أَبِی هُرَیْرَةَ ، فَانْتَصَبْتُ عَلَی صُدُورِ قَدَمِی ، فَجَذَبَنِی حَتَّی اطْمَأْنَنْتُ.(مصنف ابنِ ابی شیبۃ، حدیث نمبر ۲۹۵۲ کتاب الصلاۃ، باب من کرہ الإِقْعَاءَ فِی الصَّلاَةِ)

ترجمہ: میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں نماز پڑھی، اور میں اپنے پیروں کے پنجوں پر بیٹھ گیا، تو انہوں نے مجھے کھینچا، یہاں تک کہ میں اطمینان کے ساتھ بیٹھ گیا (ترجمہ ختم)

پنجے کھڑے کر کے ایڑیوں پر سرین ٹکا کر بیٹھنے کی حالت اطمینان وسکون کی حالت نہیں کہلاتی، اور اسی وجہ سے اس طرح بیٹھنا مکروہ ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس سے منع فرمایا، اور حضرت سعید مقبری حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے منع فرمانے کے بعد اطمینان سے بیٹھ گئے۔

اورحضرت مغیرہ فرماتے ہیں کہ:

عَنْ إِبْرَاهِیمَ ؛ أَنَّهُ کان یکرہ الإِقْعَاءَ ، وَالتَّوَرُّکَ .(مصنف عبدالرزاق، حدیث نمبر ۳۰۲۶، کتاب الصلاۃ، باب الاقعاء فی الصلاۃ، واللفظ لہٗ،مصنف ابنِ ابی شیبۃ، حدیث نمبر ۲۹۵۳ کتاب الصلاۃ، باب من کرہ الإِقْعَاءَ فِی الصَّلاَةِ)

ترجمہ: جلیل القدر تابعی حضرت ابراہیم نخعی اقعاء اور تورک کو مکروہ قرار دیا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اورحضرت ہشام فرماتے ہیں کہ:

عَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدٍ ؛ کَرِهَا الإِقْعَاءَ فِی الصَّلاَةِ.(مصنف ابنِ ابی شیبۃ، حدیث نمبر ۲۹۵۴ کتاب الصلاۃ، باب من کرہ الإِقْعَاءَ فِی الصَّلاَةِ)

ترجمہ: جلیل القدر تابعین حضرت حسن بصری اور محمد بن سیرین نے نماز میں اقعاء کو مکروہ قرار دیا (ترجمہ ختم)

اورحضرت جابر فرماتے ہیں کہ:

عَنْ عَامِرٍ ؛ أَنَّـهُ كَـرِهَ الإِقْعَاءَ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ.(مصنف ابنِ ابی شیبة، حدیث نمبر ۲۹۵۵ کتاب الصلاة، باب من کرہ الإِقْعَاءَ فِی الصَّلاَةِ)

ترجمہ: حضرت عامر نے سجدوں کے درمیان اقعاء کو مکروہ قرار دیا (ترجمہ ختم)

ان احادیث وروایات سے اقعاء کا خشوع اور سنت کے خلاف ہونا اور مکروہ ہونا معلوم ہوا۔

البتہ بڑھاپے اور پیرانہ سالی میں گھٹنوں میں درد وتکلیف کے باعث بعض اوقات سنت کے مطابق قعدہ کرنے میں دشواری پیش آتی ہے، اور ایسی حالت میں اقعاء کرنا مکروہ نہیں، کیونکہ یہ عذر ومجبوری کی حالت ہے۔

چنانچہ حضرت نافع فرماتے ہیں کہ:

عن ابن عمر : أنه كان يقعى فى الصلاة وقال لبنيه :لا تقتدوا بى فى الإقعاء ؛ فإنى إنما فعلت هذا حين كبرت (الاوسط لابن المنذر حديث نمبر ۱۴۴۵)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نماز میں اقعاء کیا کرتے تھے، اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے یہ فرمایا تھا کہ تم اقعاء کرنے میں میری اتباع نہ کرنا، کیونکہ میں نے تو اقعاء بڑھاپے کی وجہ سے کیا ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت مغیرہ بن حکیم فرماتے ہیں کہ:

أَنَّـهُ رَأَى عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَرْجِعُ فِي سَجْدَتَيْنِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى صُدُورِ قَدَمَيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ ذَكَرَ لَهُ ذَلِكَ فَقَالَ إِنَّهَا لَيْسَتْ سُنَّةَ الصَّلَاةِ وَإِنَّمَا أَفْعَلُ هَذَا مِنْ أَجْلِ أَنِّي أَشْتَكِي (مؤطا امام مالک حدیث نمبر ۱۸۶، کتاب النداء للصلاة، باب العمل فى الجلوس فى الصلاة)

ترجمہ: انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو نماز میں سجدوں کے درمیان اپنے پیروں کے پنجوں پر لوٹتے (یعنی بیٹھتے) ہوئے دیکھا، تو جب آپ نے نماز مکمل کرلی، تو ان سے اس بارے میں سوال کیا، تو حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ نماز کی سنت نہیں اور میں تو صرف اس وجہ سے کرتا ہوں کہ مجھے شکایت (تکلیف) ہے (ترجمہ ختم)

اور مؤطا امام محمد میں ان الفاظ میں روایت ہے کہ:

رأيت ابن عمر يجلس على عقبيه بين السجدتين فى الصلاة فذكرت له

فقال :إنما فعلته منذ اشتكيت (مؤطاامام محمد حديث نمبر ۱۵۴، كتاب الصلاة، باب الجلوس فى الصلاة)

ترجمہ: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو نماز میں دونوں سجدوں کے درمیان ایڑیوں پر بیٹھتے ہوئے دیکھا، تو آپ سے جب میں نے اس کے متعلق سوال کیا، تو حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تو صرف اس وقت سے کرتا ہوں جب سے مجھے شکایت (تکلیف) ہوئی (ترجمہ ختم)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے بڑھاپے کی حالت میں ہی اقعاء کیا، اور دوسروں کو اس کے سنت نہ ہونے کی بھی تعلیم فرمادی۔ اسی طرح ممکن ہے کہ عذر و مجبوری کے تحت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اقعاء کیا ہو، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بعض دیگر صحابۂ کرام نے بھی کیا ہو۔

اس کی وجہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت سے واضح ہوگئی۔

کیونکہ بہت سے کام عام حالات میں مکروہ وممنوع ہوتے ہیں، مگر عذر و مجبوری کی حالت میں جائز بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ثواب ہوجاتے ہیں، اور مجبوری کی حالت میں بعض اوقات اس طرح کے عمل کو سنت سے بھی تعبیر کردیا جاتا ہے، جبکہ وہ عام حالات میں سنت نہیں ہوتا، بلکہ مکروہ ہوتا ہے۔

(كذافى شرح السنة للامام البغوى ج۳ص۱۵۶، الجوهر النقى ،باب القعود بين السجدتين على العقبين ج۲ص۱۱۹، الجوهر النقى ج۲ص۱۲۳، ۱۲۴، مشكل الآثار للطحاوى، باب بيان مشكل ما روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فى نهيه عن الإقعاء فى الصلاة ما هو ،البحرالرائق، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، كذافى اعلاء السنن ج۵ص۱۱۲، باب النهى عن الاقعاء)

مقالات ومضامین

مفتی محمد امجد حسین

اِس دور کے چارہ گر کہاں ہیں؟ (قسط ۵)

پاکستان کا پہلا آئین بعد از خرابیٔ بسیار قیامِ پاکستان کے نو سال بعد 1956ء میں نافذ ہوا، قرارداد مقاصد [۱] اس آئین کا دیباچہ وافتتاحیہ بنا، اس قرارداد کی روء سے حاکمیت اعلیٰ صرف اللہ تعالیٰ کی عظیم ذات کو حاصل ہے اس لئے جن اختیارات کا استعمال پاکستان کے عوام کو کرنا ہے وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مقدس امانت ہیں ان کا استعمال قرآن وسنت کی حدود کے اندر کیا جائے گا، مملکت کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان رکھا گیا، اس آئین کی دفعہ 198 کے تحت صدر کو اس بات کا پابند کیا گیا کہ آئین کے آغاز سے ایک سال کے اندر ایک کمیشن قائم کرے جو مروجہ قوانین کو اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ کرنے کے سلسلے میں سفارشات مرتب کرے گا۔ اسی طرح 62ء کے ایوبی آئین میں بھی قرارداد مقاصد کے تحت خدا تعالیٰ کی حاکمیت اور شرعی قوانین کی بالادستی کا اقرار شامل تھا۔

پاکستان کا موجودہ آئین 1973ء میں نافذ ہوا، 73ء کے اس آئین و دستور میں قرارداد مقاصد کو (افتتاحیہ کی بجائے) آئین کا حصہ بنایا گیا اور پہلے دونوں کالعدم دساتیر کے برخلاف پہلی دفعہ اسلام کو ریاست کا سرکاری مذہب قرار دیا گیا۔ قرارداد مقاصد کے تحت 73ء کے دستور میں اس بات کی ضمانت دی گئی ہے کہ ملک میں قرآن و سنت کے قوانین کا نفاذ عمل میں لایا جائے گا اور قرآن وسنت کے منافی کوئی قانون نافذ نہیں کیا جائے گا۔

اس دستوری ضمانت کو 35 سال سے زائد کا عرصہ ہو چکا، مگر ابھی تک اس ملک میں، مملکت خداداد پاکستان میں، دوقومی نظریہ کی بنیادوں پر استوار ریاست میں قوانین کو اسلامیانے اور اسلامی نظام کو نافذ کرنے کے حوالے سے کوئی قابلِ ذکر پیش رفت نہیں ہو سکی، بلکہ پچھلے پرویزی دور میں حقوق نسواں [۲] کے نام پر آئین میں حدود کے متعلق بعض شقوں میں بھی ترمیم کر دی گئی، اس طرح آئینی ضمانت کے مطابق آئینی

---

[۱] قرارداد مقاصد کو ملک کی پہلی دستور ساز اسمبلی نے 1949ء میں منظور کیا اور ملک کے دونوں کالعدم دساتیر 1956ء، 1962ء میں سرکاری طور پر دیباچہ بنا کر اسے تسلیم کیا گیا جبکہ 1973ء کے آئین کا اسے باضابطہ حصہ بنایا گیا۔

[۲] ملک کے مادر پدر آزاد جدت پسندوں اور مغرب زدہ این جی اوز کو سارے حقوق نسواں عورتوں کو عریاں وآوارہ کرنے، اور مشرقی واسلامی فیملی سسٹم کو توڑ کر عورت کو چادر و چار دیواری کے تقدس وتحفظ سے محروم کر کے بازار کی جنس اور بکاؤ مال بنانے میں ہی نظر آتی ہیں اس سے ہٹ کر جو عورت ذات کے بے شمار حقیقی مسائل ہیں ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

تقاضے پورے کرتے ہوئے قوانین کو اسلامیانے کی بجائے جو اسلامی شقیں آئین میں موجود تھیں ان کو بھی منسوخ کرنے کی ناپاک جسارت اور قبیح حرکت کی گئی، اسی طرح توہین رسالت کے متعلق قانون کو بھی غیر موثر کرنے اور بدلنے کی کوششیں کی گئیں جو مذہبی جماعتوں اور عوام کے بھرپور دباؤ کی وجہ سے کامیاب نہ ہو سکیں، یہ سب کچھ روشن خیالی، جدت پسندی وغیرہ کے نام پر ہوا جس میں سیکولر حکمرانوں کی پشت پر ملک کی لادین لابیاں، سیکولر حلقے اور تنظیمیں اور ملکی وغیر ملکی این جی اوز کھڑی تھیں جو ایک طرف میڈیا میں ہاہا کار مچا کر سارے ماحول میں تعفن پھیلا رہی تھیں تو دوسری طرف حکمرانوں کو اس نامبارک عمل پر ہلہ شیری دے رہی تھیں۔ اس سارے عمل میں اسلام مخالف اور ملک دشمن بیرونی طاقتوں کی آشیر باد بھی حکومت (پرویزی ٹولہ) اور اس کے ان پرائیویٹ برساتی مینڈکوں کو حاصل تھی جن کو طاغوت کی دلالی کرنے اور ایڈ کے عوض ٹرّانے سے کام ہے۔ کیا قوم اپنے حکمرانوں، طبقہ اشرافیہ کے بزرجمہروں، سول وملٹری بیوروکریٹوں سے یہ پوچھنے کا حق رکھتی ہے کہ پاکستان کے قیام کا مقصد واشگاف الفاظ میں یہ بتایا گیا تھا۔ [۱]

کہ یہاں قرآن وسنت کی حکمرانی ہوگی اور پاکستان کا آئین دوٹوک الفاظ میں اس کی ضمانت بھی دیتا ہے آخر کون لوگ، کون سے طبقے اور حلقے کہاں کہاں اس سلسلے میں گذشتہ باسٹھ سال سے رکاوٹ بنے کھڑے ہیں

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ مثلاً میراث سے بہن، بیٹی، بیوہ کی بالعموم محرومی، جہیز کی لعنت کی وجہ سے دلہن بن کر پیا گھر سدھارنے سے محرومی یا غیر معمولی تاخیر، خاندانی تنازعات کی وجہ سے اسے طلاق ملنا یا دشمنیوں کی بھینٹ چڑھنا، ان مسائل کے لئے نہ کوئی موثر قانون سازی ہوتی ہے نہ این جی اوز اور جدت پسندوں کو کوئی تشویش لاحق ہوتی ہے، ایک مختاراں مائی کے لئے آسمان سر پر اٹھانے والا سارا مغرب وامریکہ اور سارا میڈیا اس وقت ان کو سانپ کیوں سونگھ گیا اور یہ گونگے شیطان کیوں بن گئے جب خسرو پرویز درندے نے جامعہ حفصہ کی سینکڑوں بچیوں کو بارود میں نہلایا اور آتش وآہن میں دفنایا، اسی طرح ڈاکٹر عافیہ صدیقی پر جو کچھ قیامتیں بیت چکی ہیں اور بیت رہی ہیں مغرب کی زرخرید این جی اوز اور جدت پسند طبقے اس پر کیوں چپ سادھے بیٹھے ہیں۔ یہی کچھ معاملہ جرمن عدالت میں حجاب کے جرم میں شہید کی جانے والی مروہ الشربینی کا بھی ہے۔

[۱] موقع کی مناسبت سے بانی وقائدین پاکستان کے کچھ بیانات کے اقتباسات ملاحظہ ہوں:

بانی پاکستان محمد علی جناح مرحوم نے ۱۱ اکتوبر ۴۷ء کو ملک کی تینوں مسلح افواج کے افسران اور سول حکام سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا "پاکستان کا قیام جس کے لئے ہم دس سال سے کوشاں تھے بفضلہٖ تعالیٰ اب ایک زندہ حقیقت ہے، لیکن خود اپنی مملکت کا قیام ہمارے مقصد کا صرف ایک ذریعہ تھا، اصل مقصد نہیں تھا، منشا یہ تھی کہ ایسی مملکت قائم ہو جس میں ہم آزاد انسانوں کی طرح رہیں، جس کو ہم اپنے مزاج اور ثقافت کے مطابق ترقی دیں اور جس میں اسلامی عدل اجتماعی کے اصول آزادی کے ساتھ برتے جائیں (Speeches of Quaid i Azam MAJ p22)

لیاقت علی خان مرحوم نے 14 جنوری 48ء کو پشاور کے ایک اجتماع میں کہا:

"پاکستان ہمارے لئے ایک تجربہ گاہ ہے اور ہم دنیا کو دکھلائیں گے کہ تیرہ سو برس پرانے اسلامی اصول کس قدر کارآمد ہیں"

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

دنیا بھر میں ریاستیں اور سلطنتیں آئین و دستور کے تحت چلتی ہیں۔ آئین و دساتیر بنائے ہی اس لئے جاتے ہیں کہ مملکت وسلطنت کا سارا کاروبار اور تمام تر نظامِ کار اس کے تحت چلے، اس کی روشنی میں آگے بڑھے یہاں بھی آئے دن آئینی حکمرانی کے دعوے کئے جاتے ہیں (یہ الگ بات ہے کہ آئین، حکمرانوں کی سفلی اغراض اور مفادات کا ساتھ نہ دے سکے تو ترمیمات لاکر اسے موم کی ناک کے مثل اپنے اغراض کی طرف موڑ دیا جاتا ہے) آخر گذشتہ ساٹھ سال سے اس سب سے بنیادی آئینی ذمہ داری کی طرف پیش رفت کیوں نہیں کی جارہی اور ملک کے تینوں دساتیر (دو کالعدم اور ایک رائج الوقت) میں دی جانے والی سب سے بنیادی آئینی ضمانت اور ذمہ داری پوری کیوں نہیں کی گئی اور اب بھی پوری کیوں نہیں کی جارہی؟ یہ کتنا بڑا المیہ ہے کہ پاکستان کی حکومتوں اور مقتدر اداروں نے نہ صرف یہ کہ گذشتہ ساٹھ سال میں ملکی قوانین کو اسلامیانے کے حوالے سے اپنی آئینی ومنصبی ذمہ داریوں سے انحراف کیا بلکہ اس آئینی تقاضے کے برخلاف غیر اسلامی قوانین کو قانون سازی کراکر ملک میں جاری کرنے کی مرتکب ہوئے اور متجد دین و مغرب کے ذہنی غلام نام نہاد سکالروں سے اسلام کے منصوص اور اجماعی مسائل واحکام پر تیشہ زنی اور ان میں تحریف وتلبیس کراکر تجدد واجتہاد کے نام پر اسلام کے منافی چیزوں پر اسلام کا لیبل لگا کر نافذ کیا گیا۔ 1961ء کے (ایوبی دور میں) عائلی قوانین (Muslim Family laws) اسی کا شاخسانہ اور ثبوت ہیں (ان عائلی قوانین کے ذریعے جو گل کھلائے گئے اس کا نمونہ یہ ہے، مردوں کے ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کے شرعی اختیار پر قدغن لگانا، قانونِ میراث میں تبدیلی، مرد کے لئے طلاق دینے کے اختیار پر قانونی جکڑ بندیاں عائد کرنا اور طلاق دینے کے ایک ناجائز طریقے کو قانونی شکل دیکر وقوعِ طلاق کے لئے لازم کرنا، اس قانونی شکل کے بغیر شرعاً واقع شدہ طلاق کو تسلیم نہ کرنا وغیرہ) حتیٰ کہ ان

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ 1950ء کو ایک تقریر میں انہوں نے کہا:

''ہم نے پاکستان کا مطالبہ اس بنیاد پر کیا تھا کہ مسلمان اپنی زندگی اسلامی احکام کے قالب میں ڈھال لیں، ہم نے ایک ایسے معمل کے قیام کا مطالبہ کیا تھا جہاں ایک ایسی حکومت بنائی جاسکے جو اسلامی اصولوں پر مبنی ہو جن سے بہتر اصول دنیا پیدا نہیں کرسکی (مسلم ممالک میں اسلامیت ومغربیت کی کشمکش ص ۱۲۱ بحوالہ نوائے وقت ۸ جنوری ۵۰ء)

اسی طرح علامہ اقبال نے آل مسلم پارٹیز کانفرنس 1932ء میں خطبہ صدارت میں فرمایا تھا:

''جس دین کے تم علمبردار ہو وہ فرد کی قدر و قیمت کو تسلیم کرتا ہے اور اس کی اس طرح تربیت کرتا ہے، کہ وہ اپنا سب کچھ خدا اور بندوں میں صَرف کردے، اس دینِ قیم کے مضمرات ابھی ختم نہیں ہوئے، یہ دین اب بھی ایک نئی دنیا پیدا کر سکتا ہے، جس میں غریب امیروں سے ٹیکس وصول کریں، جس میں انسانی سوسائٹی معدوں کی مساوات پر نہیں بلکہ روحوں کی مساوات پر قائم ہو (ایضاً ص ۱۲۰)

خلافِ شرع قوانین کا جب ثقہ ومعتبر اہل علم نے نوٹس لیا اور ان میں شریعت کے مطابق ترامیم تجویز کی گئیں تو نومبر 1963ء میں قومی اسمبلی نے اپنے ڈھاکہ کے اجلاس میں ان ترامیم کو کثرت رائے سے مسترد کر کے ایوبی مارشل لاء کی پیداوار ان خلافِ شرع عائلی قوانین کو حسبِ حال برقرار رکھا۔ [1]

اور آج تک یہی قوانین ملکی عدالتوں میں رائج ہیں اور ان کے مطابق فیصلے ہو رہے ہیں۔

قومی اسمبلی کا کثرت رائے سے ان قوانین پر اصرار کرنے اور ان میں شرعی ترمیمات کی سفارشات کو مسترد

---

[1] یہاں قدرت اللہ شہاب مرحوم کے شہاب نامے کا ایک اقتباس دینا چاہوں گا جو شہاب مرحوم نے صدر ایوب کو ان کے سیکرٹری ہونے کی حیثیت سے اس وقت تحریر کیا تھا جب صدر ایوب پاکستان کے آئینی نام ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' سے اسلامی لفظ حذف کرنے کا فیصلہ کر چکے تھے (لیکن قوم کے بروقت ایکشن لینے کے سبب یہ فیصلہ واپس لینا پڑا) اس تحریر کا لب لباب خود شہاب نامہ کے الفاظ میں یوں ہے۔

''پاکستان کو اسلام سے فرار ممکن نہیں، اس ملک کی تاریخ پرانی لیکن جغرافیہ نیا ہے ہندوستان اور پاکستان کے درمیان ریڈکلف لائن صرف اس وجہ سے کھینچی گئی تھی کہ ہم نے یہ خطہ صرف اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا اب اگر پاکستان سے اسلام کا نام الگ کر دیا گیا تو حد بندی کی یہ لائن معدوم ہو جائے گی، ہم پاکستانی صرف اس وجہ سے بنے کہ ہم مسلمان تھے، اگر افغانستان، ایران، مصر، عراق اور ترکی اسلام کو خیر باد کہہ دیں تو پھر بھی وہ افغانی، ایرانی، مصری، عراقی اور ترک ہی رہتے ہیں، لیکن ہم اسلام کے نام سے راہِ فرار اختیار کریں تو پاکستان کا اپنا الگ کوئی وجود قائم نہیں رہتا، اس لئے اسلام ہماری طبع نازک کو پسندِ خاطر ہو نہ ہو، اسلام ہماری طرزِ زندگی کو راست آئے یا نہ آئے، ذاتی طور پر ہم اسلام کی پابندی کرتے ہوں یا نہ کرتے ہوں حقیقت بہرحال یہی ہے کہ اگر آخرت کے لئے نہیں تو اسی چند روزہ زندگی میں خود غرضی کے طور پر اپنے وطن کی سلامتی کے لئے ہمیں اسلام کا ڈھول اپنے گلے میں ڈال کر برسرِ عام ڈنکے کی چوٹ بجانا ہی پڑے گا، خواہ اس کی دھمک ہمارے حسنِ سماعت پر کتنی ہی گراں کیوں نہ گزرے، جمہوریہ پاکستان کے ساتھ اگر کسی کا ذہن قرونِ وسطیٰ کی طرف جاتا ہے تو جانے دیں دوسروں کی جہالت کی وجہ سے اپنے آپ کو احساسِ کمتری میں مبتلا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے (شہاب نامہ ص ۷۳۰)

اسی تناظر میں ایک اور حوالہ نامور مغربی فاضل پروفیسر اسمتھ (Wilfred Cantsell Smith) کا بھی ملاحظ ہو (ان کی کتاب Islam in moderate History سے)۔

''شائد پاکستانی کسی وقت یہ خیال کریں کہ اسلامی معاشرہ کی تعمیر کا کام ان کے ابتدائی اندازہ سے کہیں زیادہ دشوار طلب ہے لیکن سوچا جائے تو اب ان کے لئے کوئی راہِ مفر باقی نہیں، ان کے وعدے اور دعوے اتنے بلند بانگ اور واضح تھے کہ ان کی تکمیل سے گریز ناممکن ہو گیا ہے ان کی تاریخ اب ''تاریخ اسلام'' ہو گی ان کے کندھوں پر بہت بڑی ذمہ داری آن پڑی ہے اب خواہ وہ اسے پسند کریں یا اس پر نادم ہوں بہرحال وہ ''اسلامی ریاست'' کے تصور کو نظر انداز نہیں کر سکتے اور نہ اسے زیادہ دیر سرد خانہ ہی کی نذر کر سکتے ہیں کیونکہ اس وقت اسلامی ریاست کے نظریہ کو ختم کرنے کا فیصلہ محض طریقہ کار کی تبدیلی کا فیصلہ ہی نہیں ہو گا، یہ تو گویا اپنے دین اور وطن کی اساس پر کلہاڑا چلانے کے مترادف ہو گا اور تمام دنیا اس گریز سے یہی مطلب اخذ کرے گی کہ اسلامی ریاست کا نظریہ لایعنی اور اس کا نعرہ محض فریبِ نظر تھا جو حیاتِ جدید کے تقاضوں سے نپٹنے کی ہی صلاحیت نہیں رکھتا یا یہ کہ پاکستانی بحیثیت ایک قوم کے اسے اپنے زندگی پر نافذ کرنے میں ناکام رہے ہیں، اس صورت میں دنیا کے نزدیک خود مسلمانوں کے معتقداتِ ایمانی ہی مشکوک اور قابل تنقید ٹھہریں گے (بحوالہ اسلامیت ومغربیت کی کشمکش علی میاں ندوی ص ۱۲۶)

کرنے کو ستم بالائے ستم ہی کہا جاسکتا ہے، کیونکہ مارشل لائی دور میں ان کا نفاذ فرد واحد اور ڈکٹیٹر کی خودسری پر محمول کیا جاسکتا ہے اور قوم اس کے وبال سے بچ سکتی ہے لیکن ارکان پارلیمان تو پوری قوم کے نمائندہ و ترجمان ہوتے ہیں، ایک درجے میں ان کے اچھے بُرے فیصلے ان کو منتخب کرنے والوں کے کھاتے میں بھی جاتے ہیں اس طرح پوری قوم کے نمائندگان کا ان غیر اسلامی قوانین پر کثرت رائے سے مہر تصدیق ثبت کرنا اور ان کو برقرار رکھنے پر اصرار کرنا ساری قوم کو اللہ کی ناراضگی میں مبتلا کرتا اور اللہ کے دربار میں مجرم بناتا ہے جب ایک قوم من حیث القوم اللہ کے قوانین سے بغاوت کرے (خواہ براہ راست ہو یا اپنے نمائندگان کے واسطے سے ہو) تو ایسی قوم کیونکر فلاح پاسکتی ہے۔

غلطی کی اصلاح

التبلیغ جلدے شمارہ ۳ (مارچ 2010ء) میں ص ۳۲ پر سجدہ سہو کے مسائل والے مضمون میں اس عنوان کے تحت ''آخری قعدہ کو پہلا قعدہ سمجھ کر التحیات کے بعد کھڑا ہوگیا'' مسئلہ لکھا ہے کہ آخری قعدہ میں التحیات پڑھ کر بھولے سے کھڑا ہوگیا تو جب تک اس اضافی (پانچویں یا تیسری) رکعت کا سجدہ نہیں کیا، واپس آئے دوبارہ التحیات پڑھ کر سجدہ سہو کرے انتہیٰ۔

اس مسئلہ میں یہ غلطی ہوئی ہے کہ اس صورت میں یعنی جب آخری قعدہ میں تشہد تک پڑھ کر بھولے سے اٹھا ہو تو واپس آکر پہلے التحیات پڑھ کر پھر سجدہ سہو کرنے کا لکھا ہے، حالانکہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ اس صورت میں واپس آکر فوراً سجدہ سہو کر کے پھر التحیات وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے سجدہ سہو سے پہلے التحیات پڑھنے کی ضرورت نہیں، ہاں اگر آخری رکعت میں بالکل قعدہ میں بیٹھا ہی نہ ہو، بھولے سے اضافی رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا ہو تو اس اضافی رکعت کے سجدہ سے پہلے پہلے واپس آئے گا اور واپس بیٹھ کر پہلے التحیات پڑھے پھر سجدہ سہو کرے پھر دوبارہ التحیات درود شریف و دعا پڑھ کے سلام پھیرے اور اس صورت میں یعنی جب آخری رکعت پر قعدہ کیا ہی نہیں جب اضافی رکعت کے سجدہ تک پہنچ گیا تو ایک مزید رکعت ملائے اور آخر میں بغیر سجدہ سہو کے قعدہ کر کے نماز مکمل کرے چونکہ اس طرح یہ چھ کی چھ رکعت مثلاً نفل ہو جائیں گی (فرض دوبارہ پڑھے گا) اس لئے سجدہ سہو کی ضرورت نہیں۔ التبلیغ کے شمارہ اپریل کے ص ۳۲ پر اس صورت میں بھی سجدہ سہو لکھا ہے وہ خطا ہے۔ غرضیکہ چھ کی چھ رکعتیں جب نفل بن جائیں گے تو قعدہ اخیرہ میں سجدہ سہو کی ضرورت نہیں (مزید وضاحت کے لئے بہشتی زیور حصہ دوم ص ۳۹ ملاحظہ ہو)

امجد

فجر اور شفق کے درجہ کی تحقیق (قسط۵)

(۸)......ابواسحاق ابراہیم بن یحییٰ التجیبی کا حوالہ

ابواسحاق ابراہیم بن یحییٰ التجیبی رحمہ اللہ (المتوفیٰ ۴۹۳ھ) طلوعِ فجر اور شفق کی معرفت کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ثُـمَّ ابْعَدِ الْمُعْتَرِضَةَ عَنْ مَرْكَزِ الصَّفِيْحَةِ اِلٰى نَاحِيَةِ الْعَلَامَةِ ثَمَانَ عَشَرَةَ دَرَجَةً

(العمل بالصفيحة الزيجية ، الباب التاسع والاربعون فی معرفة الشفق وطلوع الفجر ، كذافی ايضاح القول الحق فی مقدار انحطاط الشمس وقت طلوع الفجر وغروب الشفق ، لمحمد بن عبدالوهاب بن عبدالرزاق الاندلسی اصلا الفاسی المراكشی ص ۱۲)

ترجمہ: پھر رکھے ہوئے عضادۃ وصفیحہ کے مرکز سے علامت کی طرف ۱۸ درجے دُور کریں (یہی وقت طلوعِ فجر اور غیوبِ شفق کا ہوگا) (ترجمہ ختم)

اس سے بھی معلوم ہوا کہ طلوعِ فجر اور غیوبِ شفق ۱۸ درجے پر ہوتی ہے۔

ابواسحاق ابراہیم بن یحییٰ التجیبی رحمہ اللہ کی اندلس میں مشہور رصد گاہ تھی، اور ان کوفن کے اندر ماہر اور مستند شخصیت قرار دیا گیا ہے، علامہ ذہبی اور علامہ صفدی اور امام قضاعی وغیرہ نے ان کی توصیف فرمائی ہے۔ [۱]

(۹،۱۰)......شیخ ابوالطیب اور ابن البناء مراکشی کا حوالہ

یحییٰ التجیبی کی اتباع میں شیخ ابوالطیب بن ولید بن اسماعیل بن احمد قرطبی نے اور ابن البناء مراکشی (المتوفیٰ

---

[۱] إبراهيم بن يحيى :أبـوإسحاق التجيبي الطليطلي، النقاش .المعروف بابن الزرقالة .كان واحد عصره في علم العدد و الرصد، وعلل الأزياج .لـمن تخرج الأندلس أحداً مثله، مع ثقوب الذهن والبراعة فی عمل الالات الـنجومية .ولـه رصـد بقـرطبة .وتـوفـی فـی ذی الـحجة(تـاريخ الاسـلام لـلامـام الـذهبـی ج۳۴ص۱۴۴ ،وكذافی الوافی بالوفيات للصفدی ج۲ص۲۷۷، تحت ترجمة ابن الزرقالة،الاعلام للزركلی ج۱ ص۷۹، تحت ترجمة ابن الزرقالة،التكملة لكتاب الصلة للقضاعی ج۱ ص۱۲۰ ، تحت رقم الترجمة ۳۵۸،تاريخ الأدب الأندلسی عصر الطوائف والمرابطين ج۱ ص۲۰)

۷۲۱ھ) نے بھی ۱۸ درجے پر صبح صادق کا قول کیا ہے:

وَقَدُ تَبِعَهٗ عَلٰی ذٰلِکَ الشَّیۡخُ اَبُو الطَّیِّبِ بۡنُ الۡوَلِیۡدِ اِسۡمَاعِیۡلُ بۡنُ اَحۡمَدَ الۡقُرۡطَبِیُّ کَمَا فِی الرَّابِعِ عَشَرَ مِنۡ رِسَالَتِہٖ عَلَی الزَّرۡقَالَۃِ الۡمُشۡتَمِلَۃِ عَلٰی سِتِّیۡنَ بَابًا .وَکَذٰلِکَ اِبۡنُ الۡبَنَّاءِ فِی الۡبَابِ الرَّابِعِ عَشَرَ مِنۡ رِسَالَتِہٖ عَلَی الزَّرۡقَالَۃِ الۡمُشۡتَمِلَۃِ عَلٰی اَرۡبَعَۃٍ وَّعِشۡرِیۡنَ بَابًا (کذافی ایضاح القول الحق فی مقدار انحطاط الشمس وقت طلوع الفجر وغروب الشفق ، لمحمد بن عبدالوهاب بن عبدالرزاق الاندلسی اصلا الفاسی المراکشی ص ۱۴)

ترجمہ: اور علامہ تجیبی کی ۱۸ درجے پر (صبح صادق ہونے کی) اتباع کی ہے شیخ ابوالطیب بن ولید بن اسماعیل بن احمد قرطبی نے، جیسا کہ ''زرقالہ'' کے رسالہ کے چودھویں باب میں ہے، جو کہ ساٹھ بابوں پر مشتمل ہے۔ اور اسی طرح (۱۸ درجے پر صبح صادق ہونے کی) ابن البناء نے اتباع کی ہے ''زرقالہ'' پر اپنے رسالہ کے چودھویں باب میں جو چوبیس بابوں پر مشتمل ہے (ترجمہ ختم)

ابن البناء مراکشی فلکیات اور زیچ کے عالم تھے۔ [۱]

(۱۱)......محقق طوسی کی زبدۃ کا حوالہ

نصیر الدین محقق طوسی (المتوفیٰ ۶۷۲ھ) اپنی کتاب زبدۃ میں تحریر فرماتے ہیں:

وَھٰذَا النُّوۡرُ یُسَمَّی الصُّبۡحَ الۡاَوَّلَ وَلِعَدَمِ اِتِّصَالِہٖ بِالۡاُفُقِ فَاِنَّ الۡاُفُقَ حِیۡنَئِذٍ یُرٰی مُظۡلَمًا وَیُسَمّٰی بِالصُّبۡحِ الۡکَاذِبِ اَیۡضًا یَعۡنِیۡ اَنَّہٗ لَوۡ کَانَ صَادِقٌ فِیۡ اَنَّہٗ مِنۡ نُوۡرِ الشَّمۡسِ لَکَانَ مِنۡ جِھَۃِ الشَّمۡسِ مُتَّصِلًا بِالۡاُفُقِ اِلٰی لُحُوۡقِ الشَّمۡسِ بِالۡاُفُقِ

---

[۱] ابن البناء المراكشي :أحمد بن محمد بن عثمان شهاب الدين أبو العباس الأزدي المعروف بابن البناء المراكشي كان عالماً بالنجوم والأزياج ولد سنة 656وتوفي سنة 721 إحدى وعشرين وسبعمائة له من التصانيف أصول الحبر والمقابلة .بداية التعريف .البادر الخفيف في حل بداية التعريف .التقريب في أصول الدين .تلخيص أعمال الحساب لخص كتاب الحساب الصغير .تنبيه الألباب على مسائل الحساب .تنبيه المفهوم في مدارك العلوم. رفع الحجاب في علم البديع .الزائرجة .عنوان الدليل في مرسوم خط التنزيل .الكليات في العربية .الكليات في المنطق .مراسم الطريقة في علم الحقيقة .منتهى السول في علم الأصول. منهاج الطالب في تعداد الكواكب المنهاج الملخص من الأرياج .كتاب المسيرة في تقويم الكواكب السيارة.(هدية العارفين ج ١ ص ٥٥ ، باب الالف)

وَلَيْسَ كَذٰلِكَ وَاِذَ ااِزْدَادَ مَيْلا الْمَخْرُوْطِ نَحْوَ الْمَغْرِبِ وَقَرُبَ مِنْهُ السَّطْحُ الشَّرْقِيُّ مِنَ الْمَخْرُوْطِ جِدًّا بِحَيْثُ يُمْكِنُ اِبْصَارُ الْاَنْوَارِ الْخَارِجَةِ عِنْدَ اِسْتِنَارِ الْاُفُقِ وَانْبَسَطَتِ الْاَضْوَاءُ فِيْهِ ، وَقِيْلَ لِذٰلِكَ الصُّبْحُ الثَّانِيُّ وَالصَّادِقُ اَيْضًا ، وَاِذَا قَرُبَتِ الشَّمْسُ جِدًّا مِنَ الْاُفُقِ وَتَرَاكَمَتِ الْاَشْعَةُ هُنَاكَ ظَهَرَتِ الْحُمْرَةُ وَحَالُ الشَّفَقِ بِعَكْسِ حَالِ الصُّبْحِ فَاِنَّ الْحُمْرَةَ تَظْهَرُ اَوَّلًا ثُمَّ النُّوْرُ الْمُنْبَسِطُ ثُمَّ الْبَيَاضُ الْمُسْتَطِيْلُ كَمِثْلِ مَاتَقَدَّمَ ، وَقَدْ عُلِمَ بِالرَّصْدِ اَوَّلُ الْفَجْرِ وَآخَرُ الشَّفَقِ يَكُوْنُ وَقْتَ اِنْحِطَاطِ الشَّمْسِ عَنِ الْاُفُقِ ثَمَانَ عَشَرَةَ دَرَجَةً مِنْ دَائِرَةِ اِرْتِفَاعِهَا (الزبدة، الباب الرابع والعشرين ، كذافي ايضاح القول الحق فی مقدار انحطاط الشمس وقت طلوع الفجر وغروب الشفق ،لمحمد بن عبدالوهاب بن عبدالرزاق الاندلسی اصلا الفاسی المراكشی ص ۹)

ترجمہ: اور یہ(طولانی) روشنی اول صبح کہلائی جاتی ہے،اور یہ اُفق کے ساتھ متصل نہیں ہوتی، کیونکہ اس وقت میں اُفق پراندھیرانظر آتا ہے،اوراس کانام صبح کاذب بھی ہے، کیونکہ اگر یہ اس بات میں صادق ہوتی کہ یہ سورج کی روشنی سے ہے تو سورج کی طرف سے افق کے ساتھ متصل بھی ہوتی،سورج کے افق پر آنے تک، حالانکہ واقعہ اس طرح نہیں (یعنی یہ افق سے متصل نہیں ہوتی)اور جب مخروط کا میلان مغرب کی طرف زیادہ ہوجاتا ہے،اورمغرب کے مقابلہ میں مخروط سے شرقی سطح اتنی زیادہ قریب ہوجاتی ہے کہ افق کے روشن ہونے کے وقت اس سے خارج ہونے والی روشنی کا دیکھناممکن ہوجاتا ہے، اور وہ روشنی افق میں پھیل جاتی ہے،تواس کوصبح ثانی اورصادق بھی کہاجاتاہے،اورجب سورج کےمزیدقریب ہوجاتا ہے اور وہاں سورج کی شعاعیں مزید گہری ہوجاتی ہیں،تو سرخی ظاہرہوتی ہے،اورشفق کا حال صبح کے حال کے برعکس ہے،اس لئے کہ یہاں سرخی پہلے ظاہرہوتی ہے، پھر منبسط روشنی ہوتی ہے،پھر بیاضِ مستطیل،اسی طرح جس کی تفصیل پہلے ذکر کی جاچکی (کہ یہ بھی افق سے متصل نہیں ہوتی،وغیرہ)اوررصد کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ فجر کی ابتداءاورشفق کی انتہاء کے وقت سورج افق سے ۱۸درجے نیچے ہوتا ہے،اس کے دائرۂ ارتفاع سے (ترجمہ ختم)

محقق طوسی نے بیاضِ مستطیل کوتو صبحِ اول اور صبح کاذب نام دیا،اوراس کے مقابلہ میں بیاضِ معترض ومنبسط کوصبح ثانی وصادق نام دیا،اوراس کے بعد فجر کی ابتداءوشفق کی انتہاء(جس سے مرادشفقِ ابیض کا

غروب ہے)۱۸ درجے پر ہونا بیان کیا۔

جس سے معلوم ہوا کہ طلوعِ فجر کی ابتداء اور صبح صادق ۱۸ درجے پر طلوع ہوتی ہے۔

اور بعض حضرات کا یہ خیال کرنا کہ یہاں فجر سے بیاضِ مستطیل مراد ہے، یہ قطعاً درست نہیں، بلکہ جمہور اصحابِ فلکیین اور فقہائے کرام کی تصریحات کے خلاف ہے۔

(تفصیل کے لئے ہماری تالیف ''کشف الغطاء عن وقتِ الفجر والعشاء'' ملاحظہ ہو)

(۱۲)......محقق طوسی کی تبصرہ کا حوالہ

نصیرالدین محقق طوسی (المتوفی ۶۷۲ھ) اپنی کتاب تبصرہ میں تحریر فرماتے ہیں:

وَقَدْ عُرِفَ بِالتَّجْرِبَةِ اَنَّ اِنْحِطَاطَ الشَّمْسِ عِنْدَ اَوَّلِ طُلُوْعِ الْفَجْرِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ جُزْءً. فَفِي الْبِلَادِ الَّتِيْ يَكُوْنُ عَرْضُهَا ثَمَانِيَةً وَّاَرْبَعِيْنَ وَنِصْفًا يَتَّصِلُ الصُّبْحُ بِالشَّفَقِ اِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ فِي الْمُنْقَلِبِ الصَّيْفِ، وَفِيْمَا جَاوَزَتْ عُرُوْضُهَا ذٰلِكَ الْمِقْدَارَ يَكُوْنُ ذٰلِكَ فِيْ زَمَانٍ اَكْثَرَ بِحَسَبِ تَنَاقُصِ اِنْحِطَاطِ الشَّمْسِ عَنِ الْاُفُقِ الْقَدْرِ الْمَذْكُوْرِ (التبصرة، الفصل التاسع، الباب الثالث؛ كذافی ايضاح القول الحق فی مقدار انحطاط الشمس وقت طلوع الفجر وغروب الشفق ،لمحمد بن عبدالوهاب بن عبدالرزاق الاندلسی اصلا الفاسی المراكشی ص ۱۰)

ترجمہ: اور تجربہ سے یہ بات پہچان لی گئی ہے کہ طلوعِ فجر کی ابتداء کے وقت سورج ۱۸ درجے زیرِ اُفق ہوتا ہے، پس اُن علاقوں میں جن کا عرض البلد ساڑھے اڑتالیس درجے ہے، صبح شفق کے ساتھ مل جاتی ہے، جبکہ سورج منقلبِ صیفی (جون) میں ہو، اور وہ علاقے جن کا عرض البلد مذکورہ مقدار سے زیادہ ہو، تو اُن میں یہ اتصال کا عمل زیادہ مدت کا ہوگا، سورج کے اُفق سے مذکورہ مقدار سے انحطاط کے کم ہونے کے اعتبار سے (ترجمہ ختم)

اور آگے فقہائے کرام کے ''اہلِ بلغار'' کے متعلق بعض راتوں میں شفق غروب نہ ہونے اور اس کے غروب سے قبل صبح صادق ہو جانے کی صورت میں وقتِ عشاء نہ پائے جانے کی وجہ سے عشاء کی نماز فرض ہونے نہ ہونے کے جزئیہ میں یہ بحث آتی ہے کہ ساڑھے اڑتالیس درجے عرض البلد سے شفق کے بعض راتوں میں غروب نہ ہونے کا آغاز ہوتا ہے۔

جس سے صاف ظاہر ہے کہ طلوعِ فجر کی ابتداء ۱۸ درجے پر ہوتی ہے۔

(جاری ہے.........)

بسلسلہ :تاریخی معلومات مولوی طارق محمود

ماہِ ربیع الآخر: چوتھی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۵۱ھ:** میں حضرت ابوالسائب عتبہ بن عبیداللہ بن موسیٰ بن عبیداللہ ہمذانی شافعی صوفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج ۱۶ ص ۴۷)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۵۴ھ:** میں حضرت ابوبکر محمد بن حسن بن یعقوب بن حسن بن مقسم بغدادی عطار رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۱۶ ص۱۰۷)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۵۴ھ:** میں حضرت ابوبکر محمد بن حسن بن یعقوب بن حسن بن حسین بن محمد بن سلیمان بن داؤ د عطار رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(تاریخِ بغداد ج ۲ ص۲۰۸)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۵۵ھ:** میں حضرت ابوحامد احمد بن محمد بن شارک ہروی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج ۱۶ ص ۲۷۴)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۵۶ھ:** میں حضرت ابوالحسن علی بن محمد بن حسن حربی سمسار رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی(تاریخِ بغداد ج ۱۲ ص ۱۰۰)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۵۷ھ:** میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن احمد بن علی بن مخلد بغدادی جوہری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۱۶ ص ۲۱)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۵۸ھ:** میں حضرت ابوالطیب محمد بن جعفر بن دران بن سلیمان بن اسحٰق بن ابراہیم رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(تاریخِ بغداد ج ۲ ص ۱۵۰)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۵۹ھ:** میں حضرت ابوبکر عبدالرحمٰن بن احمد بن سعید بن حسن بن زیاد انماطی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(تاریخِ بغداد ج ۱۰ ص ۹۶)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۶۲ھ:** میں حضرت ابوالحارث احمد بن محمد بن عمارہ بن احمد لیثی کنانی دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج ۱۶ ص ۷۱)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۶۳ھ:** میں حضرت ابوبکر مطہر بن سلیمان بن محمد معدل رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(تاریخِ بغداد ج۱۳ ص ۲۲۰)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۶۴ھ:** میں حضرت ابوالحسن علی بن محمد بن معلیٰ بن حسن بن یعقوب بن طالب

شونیزی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (تاریخِ بغداد ج ۱۲ ص ۳۸۴)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۶۵ھ:** میں ابو تمیم معد بن منصور اسماعیل بن قائم عبیدی مہدوی مغربی کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۵ ص ۱۶۶)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۶۶ھ:** میں حضرت ابوالفضل محمد بن حسین بن محمد رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ ابن العمید کے نام سے مشہور تھے (سیر اعلام النبلاء ج۱۶ ص ۱۳۸)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۶۷ھ:** میں حضرت ابوجعفر محمد بن حسن بن علی بن محمد بن عیسیٰ بن یقطین بزاز رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (تاریخِ بغداد ج ۲ ص ۲۱۱)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۶۸ھ:** میں حضرت شیخ الاسلام ابو عمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر بن عاصم نمری اندلسی قرطبی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی، آپ ابنِ عبدالبر کے نام سے مشہور تھے، اور کئی مفید کتابوں کے مصنف ہیں (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۱۵۴، تذکرۃ الحفاظ ج۳ ص ۱۱۲۸)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۷۰ھ:** میں حضرت ابو منصور محمد بن احمد بن ازہر بن طلحہ ازہری ہروی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۱۶ ص ۳۱۷)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۷۳ھ:** میں حضرت ابوالحسن علی بن ابراہیم بن موسیٰ بن محمد سکونی موصلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (تاریخِ بغداد ج ۱۱ ص ۳۴۱)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۷۴ھ:** میں حضرت ابوالحسن عبدالرحمٰن بن محمد بن مظفر بن محمد بن داؤد بن احمد بن معاذ داوودی بوشنجی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۲۲۳)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۷۵ھ:** میں حضرت ابواحمد حسین بن علی بن محمد بن یحییٰ تمیمی نیشاپوری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۶ ص ۴۰۸، تذکرۃ الحفاظ ج۳ ص ۹۶۸)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۷۶ھ:** میں حضرت ابوالفضل محمد بن حسن بن فضل بن مامون ہاشمی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (تاریخِ بغداد ج ۲ ص ۲۱۶)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۷۸ھ:** میں حضرت ابوبکر عمر بن محمد بن سری بن سہل بن خالد بن بختری وراق رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (تاریخِ بغداد ج ۱۱ ص ۲۶۲)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۷۹ھ:** میں حضرت ابوالقاسم علی بن حسین بن محمد بن عبدالرحیم بصری رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی (تاریخِ بغداد ج ۱۱ ص ۴۰۳)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۸۱ھ:** میں حضرت ابوالفضل عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن محمد بن عبیداللہ بن سعد

بن ابراہیم بن سعد قرشی عوفی بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۱۶ ص ۳۹۳)

□...... **ماہِ ربیع الآخر ۳۸۲ھ:** میں حضرت ابو عمر محمد بن عباس بن محمد بن زکریا بن یحییٰ بن معاذ خزاز رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (تاریخ بغداد ج ۳ ص ۱۲۲)

□...... **ماہِ ربیع الآخر ۳۸۳ھ:** میں حضرت ابو محمد عبداللہ بن محمد بن قاسم بن حزم اندلسی قلعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۶ ص ۴۴۵)

□...... **ماہِ ربیع الآخر ۳۸۵ھ:** میں حضرت ابو بکر محمد بن عبداللہ بن محمد بن بصیر بن ورقاء اودنی بخاری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۱۶ ص ۴۶۶)

□...... **ماہِ ربیع الآخر ۳۸۷ھ:** میں حضرت ابو المفضل محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبیداللہ شیبانی کوفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (تاریخ بغداد ج ۵ ص ۴۶۶)

□...... **ماہِ ربیع الآخر ۳۸۸ھ:** میں حضرت ابو عبداللہ حسین بن احمد بن عبداللہ بن بکیر بغدادی صیرفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(سیر اعلام النبلاء ج ۱۷ ص ۹، تاریخ بغداد ج ۸ ص ۱۳، طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۸۱، تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۱۰۱۸)

□...... **ماہِ ربیع الآخر ۳۸۹ھ:** میں حضرت ابو القاسم عبیداللہ بن محمد بن اسحاق بن سلیمان بن حبابہ رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۱۶ ص ۵۴۸)

□...... **ماہِ ربیع الآخر ۳۹۰ھ:** میں حضرت ابو عمر احمد بن محمد بن موسیٰ بن محمد معدل رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (تاریخ بغداد ج ۵ ص ۹۴)

□...... **ماہِ ربیع الآخر ۳۹۱ھ:** میں حضرت ابو النضر کعب بن عمرو بن جعفر بن احمد بن محمد بلخی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (تاریخ بغداد ج ۱۲ ص ۴۹۳)

□...... **ماہِ ربیع الآخر ۳۹۳ھ:** میں حضرت ابو القاسم بن دباغ الازدی اندلسی قرطبی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۷ ص ۱۱۴)

□...... **ماہِ ربیع الآخر ۳۹۵ھ:** میں حضرت ابو علی حسن بن محمد بن درستویہ دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۱۶ ص ۵۵۸)

□...... **ماہِ ربیع الآخر ۳۹۸ھ:** میں حضرت ابو بکر احمد بن علی بن احمد بن محمد بن فرج بن لال ہمذانی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۷ ص ۷۶)

□...... **ماہِ ربیع الآخر ۳۹۹ھ:** میں حضرت ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن عیسیٰ بن محمد مری اندلسی البیری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۱۷ ص ۱۸۹)

بسلسلہ: فقہی مسائل (نماز کے احکام: قسط۱۹)

مفتی محمد امجد حسین

سنت، نفل نمازیں

نفل وسنت کی تشریح

نفل مزید اور اضافی چیز کو کہتے ہیں، شرعاً نفل عبادت وہ ہے جس کے کرنے میں اجر وثواب اور نہ کرنے میں گناہ نہ ہو اور اس کو نفل کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ فرض وواجب عبادت پر اضافی اور زائد عبادت ہے۔

اس معنی کے اعتبار سے سنت کو بھی نفل کہہ دیتے ہیں (کہ وہ بھی فرض، واجب پر اضافی عمل ہے) سنت کی ۲ قسمیں ہیں مؤکدہ، غیر مؤکدہ، مؤکدہ وہ ہے جسے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یا آپ کے بعد خلفاء راشدین اور صحابہ کرام نے حقیقتاً یا حکماً ہمیشہ کیا ہو اور بغیر عذر کے چھوڑا نہ ہو اور وہ فرض وواجب کے علاوہ ہو۔

سنت مؤکدہ واجب کے قریب ہوتی ہے، اگر بلا عذر اسے چھوڑا جائے تو چھوڑنے والا ملامت اور عتاب (یعنی مذمت اور ڈانٹ) کا مستحق ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم رہے گا۔ اگرچہ اس کا گناہ واجب کے گناہ سے کم ہے (واجب کے برخلاف اس کی قضا بھی نہیں)

سنت غیر مؤکدہ وہ فعل ہے جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا ہو اور بغیر عذر کے ہی چھوڑا بھی ہو، اس کا کرنے والا ثواب کا مستحق ہے اور نہ کرنے والا عذاب کا مستحق نہیں اور نہ گنہ گار ہے۔ اس کو سنت زائدہ اور سنت عادیہ بھی کہتے ہیں۔

مؤکدہ سنتیں

دن رات میں پنجگانہ نمازوں میں سنت مؤکدہ اٹھارہ رکعتیں ہیں، جو یہ ہیں۔

(۱)......فجر کے فرضوں سے پہلے دو سنتیں (۲)......ظہر کے فرضوں سے پہلے (ایک سلام کے ساتھ) چار سنتیں اور ظہر کے بعد دو سنتیں (۳)...... مغرب کے فرضوں کے بعد دو سنتیں (۴)......عشاء کے فرضوں کے بعد دو سنتیں (۵)...... جمعہ کی جماعت سے پہلے (ایک سلام کے ساتھ) چار سنتیں اور جماعت کے بعد بھی چار سنتیں (ایک سلام سے) اور پھر دو سنتیں (ایک قول جمعہ کی جماعت کے بعد صرف چار مؤکدہ

سنتیں ہونے کا بھی ہے)(۶)......ان کے علاوہ رمضان کے مہینے میں عشاء کی نماز کے بعد بیس رکعت تراویح، ایک سلام سے دو دو بھی پڑھی جاسکتی ہیں، اور چار چار بھی، مگر ایک سلام کے ساتھ دو پڑھنا افضل ہے

پنجگانہ سنتوں میں سے سب سے زیادہ تاکید فجر کی دوسنتوں کی ہے، یہی وجہ ہے کہ فجر کی جماعت کھڑی بھی ہوگئی ہو تو جب تک امام کے ساتھ ایک رکعت ملنے کی امید ہو (یا ایک قول کے مطابق قعدہ میں امام کے ساتھ مل جانے کی امید ہو) تو جماعت والی جگہ سے ایک طرف ہوکر مسجد کے کسی گوشے میں یہ دوسنتیں پڑھ لی جائیں تب جماعت میں شامل ہو۔

اور اگر یہ دوسنتیں فجر کے فرضوں سے پہلے رہ جائیں (مثلاً سنتیں پڑھتا تو جماعت سے بالکل رہ جاتا یا یہ کہ فجر کی نماز ہی خدانخواستہ قضا ہوگئی ہو) تو اسی دن اشراق کا وقت ہوجانے کے بعد زوال سے پہلے پہلے تک ان کو پڑھ لینا چاہئے۔ اس دن زوال تک نہ پڑھ سکا تو پھر نہ پڑھی جائیں۔

تہجد کے نوافل پڑھتے پڑھتے فجر ہوگئی یعنی صبح صادق کا وقت داخل ہوگیا اُسے پتہ نہیں چلا، ان میں سے دو نوافل اس نے مثلاً صبح صادق کا وقت داخل ہوجانے کے بعد پڑھے تو یہ دو رکعت فجر کی سنتیں شمار ہوجائیں گی کیونکہ یہ سنتیں اپنے وقت میں ادا ہوئیں یعنی صبح صادق ہوچکنے پر۔ اور رہا یہ امر کہ یہ تو نفل کی نیت سے پڑھی تھیں تو چونکہ فجر کی سنتوں کے لئے سنت کی نیت ضروری نہیں نفل کی نیت سے بھی ادا ہوجاتی ہیں (جیسے ابھی پیچھے ذکر ہوچکا ہے کہ نفل کا لفظ عام ہے سنتوں کو بھی شامل ہے) اس لئے ان رکعتوں کا سنت ہونا صحیح ہوجائے گا۔ ظہر یا جمعہ کی فرضوں سے پہلے کی چار موکدہ سنتیں اگر فرضوں سے پہلے نہ پڑھی جاسکیں تو فرضوں کے بعد وقت کے اندر (یعنی عصر کا وقت ہونے سے پہلے پہلے) پڑھ سکتا ہے، وقت ختم ہوجائے تو پھر ان کی قضا نہیں اور ظہر یا جمعہ کے فرضوں کے بعد جو سنتیں ہیں، ظہر کے بعد دو اور جمعہ کے بعد چار یا چھ، بہتر یہ ہے کہ پہلے وہ پڑھ لے ان کے بعد پھر یہ چار رکعتیں پڑھے جو جمعہ یا ظہر سے پہلے کی ہیں۔ اس ترتیب کے بہتر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ سنتیں تو ویسے بھی اپنی جگہ سے ہٹ چکی ہیں (خواہ فرضوں کے متصل بعد پڑھی جائیں یا آخر میں) اس لئے ان کی وجہ سے فرضوں کے بعد کی موکدہ سنتوں کو اپنی جگہ سے نہ ہٹائے، کیونکہ ان کی جگہ فرضوں کے متصل بعد پڑھنا ہے۔

غیر مؤکدہ سنتیں

ان کو سنن زوائد اور مستحب ومندوب بھی کہتے ہیں۔ وہ یہ ہیں:

(۱)......عصر کے فرضوں سے پہلے چار سنتیں (ایک سلام کے ساتھ)

(۲)......عشاء کے فرضوں سے پہلے چار سنتیں (ایک سلام کے ساتھ) عصر اور عشاء میں اگر چار کا موقعہ نہ ہوتو دو بھی جائز ہیں۔

(۳)......مغرب کے بعد (کم سے کم) چھ رکعتیں (دو دو کر کے پڑھنا افضل ہیں، ایک ہی سلام کے ساتھ چھ کی چھ پڑھنا بھی جائز ہے، نیز دو سلاموں کے ساتھ بھی یعنی چار رکعت ایک سلام سے اور دو ایک سلام سے پڑھنا بھی جائز ہے) ان کو صلوٰۃ اوابین کہتے ہیں (اوابین کی زیادہ سے زیادہ بیس رکعتیں ہیں)

(۴)......وتر کے بعد دو رکعت نفل، (اس شخص کے لئے جو وتر عشاء کے بعد عشاء کے ساتھ سونے سے پہلے ہی پڑھ لیتا ہے)

یہ ان سنت نمازوں کا بیان تھا جو پنجگانہ فرض نمازوں کے تابع اور ان کے ساتھ ادا کی جاتی ہیں۔ ان کے علاوہ کچھ سنت نمازیں الگ سے، مستقل بھی ہیں۔ جو یہ ہیں:

(۱)......تحیۃ الوضو (وضو کے شکرانہ کے نوافل): یہ دو نفل وضو کے بعد (نیز غسل کے بعد بھی اور بہتر ہے کہ اعضاء خشک ہونے سے پہلے) پڑھنا مستحب ہے (دو کی بجائے چار بھی پڑھی جا سکتی ہیں)، اگر وضو کے فوراً بعد کوئی فرض یا سنت پڑھ لئے تو تحیۃ الوضو کی جگہ وہ بھی کافی ہو جائیں گے (یعنی اس فرض، سنت نماز کے ضمن میں تحیۃ الوضو کا حق بھی ادا ہو جائے گا)

(۲)......تحیۃ المسجد (شکرانہ دخولِ مسجد): جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو اسے دو رکعت نفل تحیۃ المسجد پڑھنا مستحب (یعنی باعث ثواب وفضیلت) ہے۔

(یہاں بھی دو کی بجائے چار رکعت تحیۃ المسجد پڑھنا زیادہ باعثِ فضیلت ہے) افضل یہ ہے کہ تحیۃ المسجد مسجد میں داخل ہو کر بیٹھنے سے پہلے پہلے پڑھ لے، اگر کسی عذر یا بھولے سے بیٹھ گیا، پھر اٹھ کر پڑھی تب بھی کوئی حرج نہیں۔

اگر مسجد میں داخل ہوتے ہی کوئی فرض، سنت یا کوئی بھی نماز پڑھ لی تو وہ بھی تحیۃ المسجد کی جگہ کافی ہو جائے گی۔

جن اوقات میں نفل نماز مکروہ ہے (فجر کا وقت داخل ہونے سے لیکر طلوع آفتاب تک، عصر کے فرض پڑھنے کے بعد غروب آفتاب تک، نیز تین عمومی مکروہ اوقات، طلوع، غروب اور زوال جن میں نماز مکروہ

ہے) ان اوقات میں تحیۃ الوضو یا تحیۃ المسجد پڑھنا بھی جائز نہیں۔

نمازاشراق

اشراق کے نفل دو سے چار بلکہ چھ تک ہیں، دو پڑھ لے یا چار پڑھ لے یا چھ پڑھ لے سب طرح درست ہے (جتنی زیادہ پڑھے گا زیادہ ثواب ہوگا یعنی دو میں جتنا ثواب ہے چار میں اس سے زیادہ ہوگا اوراسی طرح چھ میں بھی)

اس کا وقت سورج کے ایک نیزہ بلند ہونے سے لیکر ایک پہر دن چڑھنے تک ہے۔

گھڑی کے حساب سے یوں سمجھ لیا جائے کہ سورج کے عین طلوع سے لے کر تقریباً ۱۸،۲۰ منٹ تک طلوع کا مکروہ وقت ہوتا ہے جس میں ہر قسم کی نماز منع ہے، طلوع کے ۱۸،۲۰ منٹ بعد اشراق کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور لگ بھگ تین گھنٹے رہتا ہے۔

ہمارے علاقوں میں مثلاً طلوع آفتاب جس موسم میں صبح پانچ بجے کے لگ بھگ ہو تو مکروہ وقت سوا پانچ کے لگ بھگ تک چلے گا، سوا پانچ سے اشراق کا وقت شروع ہو کر مثلاً آٹھ بجے تک چلے گا (جیسا کہ انتہائی گرمی کے موسم میں ہمارے علاقوں میں طلوع و اشراق کے تقریباً یہی اوقات ہیں) اور طلوع آفتاب سات بجے کے لگ بھگ ہو تو اشراق کا وقت سوا سات ساڑھے سات کے لگ بھگ شروع ہو کر دس بجے کے لگ بھگ تک چلے گا۔ [۱]

(جیسا کہ انتہائی سردیوں کے مہینوں دسمبر و جنوری میں ہمارے علاقوں میں لگ بھگ یہی ٹائم ٹیبل طلوع و اشراق کا ہوا کرتا ہے)

---

[۱] نمازوں اور طلوع و غروب کے اوقات کے مستند نقشے جو تقریباً ہر اہم شہر اور ضلع کے عام طور پر بازار میں دینی مکتبوں، اسٹیشنری کی دکانوں میں مل جاتے ہیں وہ اپنے گھر، آفس، دکان وغیرہ میں رکھ لینے چاہئیں تاکہ ہر بدلتے موسم میں نمازوں کے، اور طلوع، غروب، اشراق و چاشت کے اوقات کا پتہ چلتا رہے، راولپنڈی میں اوقات نماز کا پرانا نقشہ فتحپوری مسجد دہلی والا متعارف و متداول تھا اور اب بھی کئی مسجدوں اور مقامات پر اس پر عمل ہوتا ہے، اس کے علاوہ مجموعی طور پر راولپنڈی کی مساجد میں اب جدید کمپیوٹرائز نقشہ رائج ہو چکا ہے، جو ماہر فن فلکیات و ہیئت جناب انجینئر شبیر احمد کاکاخیل صاحب کا مرتبہ ومحققہ نقشہ ہے۔
حضرت اقدس مفتی محمد رضوان صاحب دامت برکاتہم نے بھی جناب کاکاخیل صاحب کے اس مرتبہ نقشہ اوقات کو آزمایا اور پسند فرمایا اور پھر ملک کے اکابر علماء ومفتیان کرام کی خدمت میں بھیج کران کی طرف سے تصدیق واطمینان حاصل کر کے چند سال قبل ادارہ غفران سے اسے کارڈ پر کیلنڈر کی طرز پر شائع کیا، اس وقت سے اب تک یہ ہزاروں کی تعداد میں چھپ کر عامۃ المسلمین کے ہاتھوں میں پہنچ چکا ہے، اس کی مانگ اتنی ہے کہ ہر سال کم از کم ایک دفعہ اس کا نیا ایڈیشن شائع ہو رہا ہے۔ (امجد)

بسلسلہ: آدابُ المعاشرت

مفتی محمد رضوان

جانوروں کے حقوق وآداب (قسط۴)

جانوروں کی وجہ سے رزق اور بارش کا حصول

جانوروں میں نحوست کا عقیدہ رکھنے اوران سے بدفالی اورشگون لینے کی تو تردید پہلے گزرچکی ہے،اسی کے ساتھ احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتاہے کہ جانوروں کی برکت سے انسانوں کو رزق دیا جاتا ہے، اورانسانوں کی مدد کی جاتی ہے۔لہٰذا جانور منحوس تو کیا ہوتے،انسانوں کے لئے خیروعافیت کا ذریعہ ہیں۔

چنانچہ حضرت سعید بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

وَهَلْ تُرْزَقُونَ وَتُنْصَرُونَ إِلا بِضُعَفَائِكُمْ "(مسند أحمد ،حديث نمبر ۱۴۹۳)

ترجمہ: تم کوجورزق دیا جاتاہے،اورتمہاری جومدد کی جاتی ہے،وہ تمہارے ضعفاءاورکمزوروں ہی کے طفیل ہوتی ہے(ترجمہ ختم)

ضعفاءاورکمزوروں میں بوڑھوں،اوربچوں کےعلاوہ جانور بھی داخل ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ":مَهْلًا عَنِ اللَّهِ مَهْلًا، لَوْلا شَبَابٌ خُشَّعٌ، وشُيُوخٌ رُكَّعٌ، وَأَطْفَالٌ رُضَّعٌ، وبَهَائِمُ رُتَّعٌ لَصُبَّ عَلَيْكُمُ الْعَذَابُ صَبًّا، ثُمَّ لَرُضَّ رَضًّا "(المعجم الاوسط للطبراني، حديث نمبر ۷۰۸۵،المعجم الكبير للطبراني، قطعة من المفقود، حديث نمبر ۸۹۳، ، سنن البيهقي، حديث نمبر ۶۲۱۷، مسند ابويعلىٰ الموصلي، حديث نمبر ۶۲۷۱ ،مسند البزارحديث نمبر ۸۱۴۶)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو،اللہ سے ڈرو،اگرعبادت گزارنوجوان اور کمر جھکے ہوئے بوڑھے،اوردودھ پینے والے بچے،اورچارہ کھانے والے جانورنہ ہوتے،تو تم پرسخت عذاب نازل کردیا جاتا،پھرتمہیں پوری طرح کوٹ دیا جاتا(ترجمہ ختم)

اورحضرت ابوعبیدہ دولی رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَوْلا عِبَادٌ لِلَّهِ رُكَّعٌ وَصِبْيَةٌ رُضَّعٌ وَبَهَائِمُ رُتَّعٌ لَصُبَّ عَلَيْكُمُ الْعَذَابُ صَبًّا، ثُمَّ رَضَّ رَضًّا (المعجم الكبير للطبراني، حديث

نمبر ۱۸۲۳۳، المعجم الاوسط للطبرانی، حدیث نمبر ۲۵۳۹، شعب الایمان للبیھقی، حدیث نمبر ۹۳۶۲ ، سنن البیھقی، حدیث نمبر ۶۲۱۸، معرفۃ الصحابۃلابی نعیم حدیث نمبر ۶۳۴۱،الآحاد والمثانی لابنِ ابی عاصم ،حدیث نمبر ۸۸۱)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اللہ کے عبادت گزار کمر جھکے ہوئے بوڑھے اور دودھ پینے والے بچے، اور چارہ کھانے والے جانور نہ ہوتے، تو تم پر سخت عذاب نازل کردیا جاتا، پھر تمہیں پوری طرح کوٹ دیا جاتا (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ انسانوں کی بداعمالیاں شدید اور سخت عذاب کا باعث ہیں، اور عبادت گزار نوجوان اور کمر جھکے ہوئے بوڑھے، اور دودھ پینے والے بچے، اور جانور سخت عذاب سے حفاظت کا ذریعہ ہیں۔

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

لَمْ يَمْنَعْ قَوْمٌ زَكَاةَ أَمْوَالِهِمْ إِلا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ ,وَلَوْلا الْبَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوا (المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر ۱۳۴۴۴، واللفظ لہٗ، ابن ماجہ،حدیث نمبر ۴۰۰۹، کتاب الفتن، بَاب الْعُقُوبَاتِ،مسند البزار، حدیث نمبر ۶۱۷۵)

ترجمہ: جو لوگ بھی اپنے مالوں کی زکاۃ روک لیتے ہیں، تو ان سے آسمان سے بارش کو روک دیا جاتا ہے، اور اگر جانور نہ ہوں، تو ان کو ایک قطرہ بھی بارش کا نہ ملے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ انسانوں کی بداعمالیوں اور خاص کر زکاۃ ادا نہ کرنے سے بارش کو روک لیا جاتا ہے، اور اس کے باوجود جو کچھ بارش حاصل ہوتی ہے، وہ جانوروں کی برکت سے حاصل ہوتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا :

خَرَجَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ يَسْتَسْقِي ، فَإِذَا هُوَ بِنَمْلَةٍ رَافِعَةٍ بَعْضَ قَوَائِمِهَاإِلَى السَّمَاءِ، فَقَالَ :ارْجِعُوا فَقَدِ اسْتُجِيبَ لَكُمْ مِنْ أَجْلِ شَأْنِ النَّمْلَةِ (مستدرک حاکم ، حدیث نمبر ۱۱۶۱، کتاب الاستسقاء،وقالٌ صَحِیحُ الْإِسْنَادِ، واللفظ لہٗ، سنن دارقطنی، حدیث نمبر ۱۸۱۸، باب الاستسقاء)

ترجمہ: اللہ کے نبیوں میں سے ایک نبی بارش طلب کرنے کے لئے نکلے، تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک چیونٹی نے اپنے بعض پاؤں آسمان کی طرف اٹھا رکھے ہیں (اور وہ بارش کی دعا کر رہی ہے) تو اللہ کے نبی نے فرمایا کہ تم واپس چلو، اس چیونٹی کی حالت کی وجہ سے تمہارے لئے دعا قبول کر لی گئی ہے (ترجمہ ختم)

Idara Ghufran

اس سے معلوم ہوا کہ چیونٹی جیسے چھوٹے جانور بھی بارش کی دعا کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو اپنی حکمت سے قبول فرماتے ہیں۔

لہٰذا جانوروں کو منحوس سمجھنے اور ان کے ساتھ زیادتی کرنے کے بجائے، ان کو اپنا محسن سمجھنا چاہئے، اور شریعت کی بتلائی ہوئی ہدایات کے مطابق ان کے ساتھ برتاؤ کرنا چاہئے۔

جانور پر سبّ وشتم اور لعن طعن کرنے کا وبال

اسلام کی تعلیمات انتہائی جامع اور پاکیزہ ہیں، جن میں نہ صرف یہ کہ کسی انسان کو بے جا برا بھلا کہنے اور لعن طعن کرنے کی ممانعت ہے، بلکہ جانوروں اور خاص کر غیر موذی اور خدمت گار جانوروں کو بھی برا بھلا کہنے اور لعن طعن کرنے کی ممانعت ہے۔

چنانچہ حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ سے ایک لمبے واقعہ میں روایت ہے کہ:

قُلْتُ اعْهَدْ إِلَيَّ .قَالَ لاَ تَسُبَّنَّ أَحَدًا .قَالَ فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهُ حُرًّا وَلاَ عَبْدًا وَلاَ بَعِيرًا وَلاَ شَاةً (ابوداؤ، حدیث نمبر ۴۰۸۶، کتاب اللباس، باب ما جاء فی إسبال الإزار، واللفظ لہٗ، مسند احمد حدیث نمبر ۱۶۶۱۶)

ترجمہ: میں نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی نصیحت فرمایئے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہرگز آپ کسی کو بھی گالی نہ دینا، حضرت جابر بن سلیم کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے کسی آزاد، اور کسی غلام، اور کسی اونٹ، اور بکری کو گالی نہیں دی (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

قُلْتُ :أَوْصِنِي قَالَ " :لَا تَسُبَّنَّ أَحَدًا "أَوْ قَالَ " :شَيْئًا "فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَ قَوْلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا شَاةً وَلَا بَعِيرًا (شعب الایمان للبیهقی، حدیث نمبر ۵۷۳۰ ،فصل فی موضع الإزار)

ترجمہ: میں نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی نصیحت فرمادیجئے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کسی بھی چیز کو گالی نہ دیں، حضرت جابر بن سلیم کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کے بعد میں نے کسی بھی چیز کو نہ بکری کو، اور نہ اونٹ کو گالی دی (ترجمہ ختم)

اور معجم کبیر طبرانی کی ایک روایت میں حضور ﷺ کے یہ الفاظ ہیں:

وَإِنِ امْرُؤٌ شَتَمَكَ، أَوْ قَالَ مَا لَيْسَ فِيكَ ,فَلا تَشْتُمْهُ ,وَلا تَقُلْ لَهُ مَا لَيْسَ

فِيهِ، فَيَكُونَ لَكَ أَجْرُهُ، وَعَلَيْهِ وَبَالُهُ، لا تَسُبَّنَّ أَحَدًا ."فَمَا سَبَبْتُ شَيْئًا , بَعِيرًا وَلا شَاةً وَلا إِنْسَانًا مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ السَّبِّ(المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ۶۲۷۲)

ترجمہ: اور اگر کوئی آدمی آپ کو گالی دے، یا ایسی بات کہے، جو آپ کے اندر نہیں ہے، تو آپ اس کو گالی نہ دو، اور اس کو ایسی بات نہ کہو، جو اس کے اندر نہیں ہے، تو آپ کے لئے اس (صبر) کا اجر ہوگا، اور دوسرے پر اس (گالی دینے اور برا بھلا کہنے) کا وبال ہوگا، اور آپ کسی کو بھی گالی نہ دیں، حضرت جابر بن سلیم کہتے ہیں کہ میں نے جب سے رسول اللہ ﷺ سے گالی سے منع کرنا سنا، اس وقت سے کبھی کسی چیز کو بھی گالی نہیں دی، نہ اونٹ کو، نہ بکری کو، اور نہ انسان کو (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ کسی بھی چیز کو خواہ انسان ہو یا جانور، گالی دینا، اور برا بھلا کہنا شریعت کی نظر میں پسندیدہ عمل نہیں۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم -فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ وَامْرَأَةٌ مِنَ الأَنْصَارِ عَلَى نَاقَةٍ فَضَجِرَتْ فَلَعَنَتْهَا فَسَمِعَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم -فَقَالَ خُذُوا مَا عَلَيْهَا وَدَعُوهَا فَإِنَّهَا مَلْعُونَةٌ .قَالَ عِمْرَانُ فَكَأَنِّى أَرَاهَا الآنَ تَمْشِى فِى النَّاسِ مَا يَعْرِضُ لَهَا أَحَدٌ .(مسلم، حديث نمبر ۶۷۶۹، كتاب البر والصلة والآداب، بابز النهى عن لعن الدواب وغيرها)

ترجمہ: نبی ﷺ ایک سفر میں تھے اور انصار کی ایک عورت (باندی) ایک اونٹنی پر سوار تھی، کہ وہ عورت اونٹنی سے تنگ دل ہوگئی، اور اس عورت نے اس اونٹنی پر لعنت کی، جس کو رسول اللہ ﷺ نے سن لیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس اونٹنی پر جو سامان ہے، اس کو لے لو، اور اس اونٹنی کو چھوڑ دو، اس لئے کہ یہ ملعون ہو چکی ہے، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ گویا کہ میں بھی اس اونٹنی کو دیکھ رہا ہوں کہ لوگوں کے درمیان چل رہی ہے، جس کو کوئی نہیں چھیڑ رہا (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی روایت کے آخر میں یہ ہے کہ:

فَقَالَتْ حَلْ اللَّهُمَّ الْعَنْهَا .قَالَ فَقَالَ النَّبِىُّ -صلى الله عليه وسلم - لاَ تُصَاحِبُنَا

نَاقَةٌ عَلَيْهَا لَعْنَةٌ .(مسلم، حديث نمبر ٦٧٧١، كتاب البر والصلة والآداب، باب النهى عن لعن الدواب وغيرها،واللفظ لهٗ، مسند احمد، حديث نمبر ١٩٧٨٢،شعب الايمان للبيهقى، حديث نمبر ٤٨٠٢،فصل، ومما يجب حفظ اللسان منه الفخر بالآباء الخ)

ترجمہ: اس عورت نے (اونٹنی کو دھمکاتے ہوئے) کہا کہ دفع ہوجا، اس پر اللہ کی لعنت ہو، تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہم ایسی اونٹنی کو اپنے ساتھ نہیں رکھیں گے، جس پر لعنت ہو (ترجمہ ختم)

کیونکہ اونٹنی پر لعنت کرنا سخت گناہ کا عمل تھا، اس لئے آپ ﷺ نے اسی وقت اس عمل سے اس عورت کو اور دوسرے لوگوں کو نفرت دلانے کے لئے تنبیہ کی غرض سے ایسا کیا۔

جبکہ بعض حضرات نے فرمایا کہ اونٹنی پر لعنت کی وجہ سے اس میں اس وقت لعنت کے اثرات آ گئے تھے، اس لئے آپ ﷺ نے اس کو اپنے ساتھ سفر میں رکھنا گوارا نہیں فرمایا۔ بہرحال جو کچھ بھی ہو، اس سے جانور پر اور خاص کر خدمت گار جانور پر لعنت وملامت کرنے کی برائی معلوم ہوئی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ يَسِيرُ، فَلَعَنَ رَجُلٌ نَاقَةً، فَقَالَ " :أَيْنَ صَاحِبُ النَّاقَةِ ؟ "فَقَالَ الرَّجُلُ :أَنَا، قَالَ " :أَخِّرْهَا فَقَدْ أُجِبْتَ فِيهَا "(مسند احمد، حديث نمبر ٩٥٢٢)

ترجمہ: نبی ﷺ سفر میں چل رہے تھے، کہ اس دوران ایک آدمی نے اونٹنی پر لعن طعن کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اونٹنی والا کہاں ہے؟ تو اس آدمی نے کہا کہ میں ہوں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس اونٹنی کو پیچھے چھوڑ دو، کیونکہ آپ کی اس اونٹنی کے بارے میں دعا قبول کی جاچکی ہے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ تھا کہ آپ نے اس پر لعن طعن کیا، اور اسے برا بھلا کہا، تو اب یہ تمہارے حق میں ویسی ہی ہوگئی، اور اس لئے اب تمہیں اس پر سفر کرنا زیب نہیں دیتا۔

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سار رجل مع النبى صلى الله عليه وسلم فلعن بعيره ، فقال النبى صلى الله عليه وسلم : يا عبد الله ، لا تسر معنا على بعير ملعون (مسند ابى يعلىٰ الموصلى، حديث نمبر ٣٥٢٥، واللفظ لهٗ، الدعاء للطبرانى، حديث نمبر ١٩٦٩، الصمت لابن ابى الدنيا، حديث نمبر ٣٨٨)

ترجمہ: ایک آدمی نبی ﷺ کے ساتھ سفر میں چل رہا تھا، کہ اس نے اپنے اونٹ پر لعنت کی، تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ کے بندے! تو ہمارے ساتھ لعنت کیے ہوئے اونٹ پر سفر نہ کر (ترجمہ ختم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ کسی جانور پر لعن طعن کرنے کے بعد اس سے انسان کا فائدہ اٹھانا نازیبا طریقہ ہے، اس لئے جانور پر لعن طعن کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

جیسا کہ آج کل بہت سے لوگ اپنے کام کاج میں استعمال ہونے والے جانوروں کو بات بات پر لعن طعن کرتے رہتے ہیں، اور اسی کے ساتھ ان سے کام بھی لیتے رہتے ہیں، یہ انتہائی نامناسب طرزِ عمل ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيَكَةِ فَاسْأَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا وَإِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهَا رَأَتْ شَيْطَانًا (مسلم، حديث نمبر ۷۰۹۶)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب تم مرغ کی آواز سنو، تو اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کیا کرو، کیونکہ وہ فرشتے کو دیکھتا ہے، اور جب تم گدھے کی چیخنے کی آواز سنو، تو شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرو، کیونکہ وہ شیطان کو دیکھتا ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- لاَ تَسُبُّوا الدِّيكَ فَإِنَّهُ يُوقِظُ لِلصَّلاَةِ (سنن أبی داود، حديث نمبر ۵۱۰۳)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم مرغ کو برا نہ کہو، کیونکہ وہ نماز کے لئے بیدار کرتا ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت زید بن خالد جہنی سے مسند احمد میں روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :لَا تَسُبُّوا الدِّيكَ، فَإِنَّهُ يَدْعُو إِلَى الصَّلَاةِ "(مسند أحمد، حديث نمبر ۲۱۶۷۹)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم مرغ کو برا نہ کہو، کیونکہ وہ نماز کے لئے بلاتا ہے، (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

لَعَنَ رَجُلٌ دِيكًا صَاحَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :لَا تَلْعَنْهُ، فَإِنَّهُ يَدْعُو إِلَى الصَّلَاةِ "(مسند احمد، حديث نمبر ۱۷۰۳۴)

ترجمہ: ایک آدمی نے نبی ﷺ کے پاس مرغ کے چیخنے پرلعنت کی،تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ مرغ پرلعنت نہ کرو، کیونکہ وہ نماز کی طرف بلاتا ہے (ترجمہ ختم)

اورحضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں روایت ہے کہ:

أَنَّ دِيكًا صَرَخَ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ فَسَبَّهُ رَجُلٌ فَنَهَى عَنْ سَبِّ الدِّيكِ (مسند البزار حديث نمبر ۱۷۶۳)

ترجمہ: ایک مرغ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک چیخا،تو اس کوایک آدمی نے برا بھلا کہا،تو رسول اللہ ﷺ نے مرغ کو برا بھلا کہنے سے منع فرمایا (ترجمہ ختم)

اورحضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے ان الفاظ میں روایت ہے کہ:

أن ديكا صرخ عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فسبه رجل ولعنه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : لا تلعنه ولا تسبه فإنه يدعو إلى الصلاة (العظمة لابى الشيخ الاصبهانى حديث نمبر ۱۲۲۱)

ترجمہ: ایک مرغ رسول اللہ ﷺ کے قریب چیخا،تو اس کوایک آدمی نے برا بھلا کہا اور لعن طعن کی،تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو لعن طعن نہ کرو، اور برا بھلا نہ کہو، کیونکہ یہ نماز کی طرف بلاتا ہے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ جانور کو اور بطورِ خاص اس جانور کو جس سے خیر حاصل ہو، برا بھلا کہنا درست نہیں، بلکہ ایسا جانور قابلِ اکرام ہے۔اور جن جانوروں سے انسان کام کاج لیتا ہے، ان سے خیر کا حاصل ہونا ظاہر ہے، لہٰذا ان کو برا بھلا کہنا درست نہیں ہے، اور بعض جانوروں کو شریعت نے بطورِ خاص قابلِ احترام بنایا ہے، جیسا کہ گھوڑا کہ وہ جہاد کا آلہ ہے، اس لئے اس کے احترام کی زیادہ ضرورت ہے۔

اور آج کل ہمارے یہاں گھوڑے سے کام کاج لینے والے لوگ اس قابلِ احترام جانور سے جس قسم کا سلوک اور برتاؤ کرتے ہیں، اور جس طرح سے اس جانور کی بے حرمتی کرتے ہیں، وہ شریعت کی نظر میں بہت ناپسندیدہ حرکت ہے۔ چنانچہ بہت سے لوگ گھوڑے پر سفر کرتے ہیں، اس کو صبح سے شام تک تانگے اور گاڑی میں باندھ کر کام لیتے ہیں، اور بات بات پر اس کو گالیاں دیتے اور طعن و تشنیع کرتے ہیں، جو کہ سخت گناہ اور باعثِ وبال حرکت ہے۔

(جاری ہے............)

بسلسلہ : اصلاح وتزکیہ اصلاحی مجلس: حضرت مولانا ڈاکٹر حافظ تنویر احمد خان صاحب

علماء وطلباء کے لیے ہدایات (تیسری وآخری قسط)

یہ خطاب حضرت ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب دامت برکاتہم نے جامع مسجد حنفیہ اشرفیہ، فیکٹری کواٹرز، مغل آباد، راولپنڈی میں یکم ذی الحجہ ۱۴۳۰، بمطابق ۱۹/نومبر ۲۰۰۹ء بروز جمعرات بعد نمازِ عصر علماء وطلباء کے مجمع سے فرمایا، اس کو مولانا ناصر صاحب زید مجدہٗ نے محفوظ اور نقل فرمایا (ادارہ)

دوسری نصیحت: طالبِ علموں کو خلوص، شفقت اور محبت سے پڑھانا چاہیے

ایک اور بات جو میں اساتذہ کے لیے کہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جتنی شفقت، جتنی محبت اور جتنے خلوص سے آپ بچوں کو پڑھائیں گے، اُتنا ہی آپ کو اَجر ملے گا، اور اُتنا ہی اُس میں اَثر ہوگا۔

اور آپ جتنا محبت اور شفقت اور خلوص سے پڑھائیں گے، وہ بچے کے ذہن میں آئے گا، اور اگر ویسے ہی آپ نے تنخواہ پوری کرنے کے لیے پڑھایا، تو بچے کے کچھ پلّے نہیں پڑے گا، آپ پڑھاتے رہیں، لیکن بچے کے کچھ پلّے پڑے گا نہیں۔

لہٰذا ایک بات تو یہ ہوئی کہ خلوص، شفقت اور محبت سے طالبِ علموں کو پڑھانا چاہیے۔

تیسری نصیحت: طالبِ علموں کو مارنا نہیں چاہیے

تیسری بات یہ ہے کہ طالب علم کو مارا نہ جائے۔

ہمارے حضرت کی یہ تاکید تھی کہ کوئی استاد کسی بچے کو مار نہیں سکتا، آپ اُسے کھڑا کردیں اور زیادہ سے زیادہ مُرغا بنادیں، اور بس۔

ان دو سزاؤں کی تو اجازت تھی، باقی ڈنڈا مارنا، یا کوئی چیز مارنا، اس کی بالکل اجازت نہیں تھی، اور استادوں کو تاکید تھی کہ آپ بچے کو ماریں گے نہیں۔

اب تو خیر پتہ نہیں کیا کیا ہوتا ہے، اور کیا کیا نہیں؛ لیکن میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ بچوں کو مارو مت، اُنہیں محبت سے اور شفقت سے پڑھاؤ۔

اس لیے کہ اس میں برکت ہے، باقی طریقوں میں برکت نہیں ہے، اور اَجر بھی آپ کو تب ہی ملے گا، جبکہ

آپ کی نیت صحیح ہو، اور آپ اتباعِ سنت کے ساتھ سارے کام کریں۔
سب سے پہلے بچے کے ذہن میں اُستاد کا اپنا کیریکٹر آتا ہے، کہ میرا استاد کیسا ہے؟
اگر اُستاد اچھا ہے، تو بچے کے ذہن میں ساری وہی باتیں رہیں گی کہ میرے اُستاد ایسا کرتے تھے۔
ہم آج تک کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت تھانوی سے یہ دیکھا، حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب سے یہ دیکھا، اپنے فلاں اُستاد سے یہ دیکھا۔

ہمارے زمانے کی طالبِ علمی

میں آپ کو اپنا بتاؤں کہ میں دالعلوم دیوبند میں داخل ہوا، تو ایک تو قد کے اعتبار سے، دوسرے اپنی ذاتی اعتبار سے میں بہت اچھا والی بال کھیلتا تھا، اور کھیلتا بھی نیٹ پر تھا۔
ایک دن جب میں دارالعلوم سے باہر نکلا تو سامنے ایک ٹوٹا ہوا گھر تھا، اُس کے میدان میں ایک نیٹ لگا ہوا تھا، اور بچے والی بال کھیل رہے تھے، میں بھی وہاں چلا گیا، میرے کھیلنے کی خواہش ظاہر کرنے پر اُنہوں نے مجھے کھیل میں شریک کرلیا۔
تین یا چار دن کھیلا ہوں گا کہ ایک دن میں کھیل کر نکل رہا تھا، اور شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لا رہے تھے، وہ بڑے عجیب انداز سے بولتے تھے، کہ جی مولوی صاحب، جی مولوی صاحب، السلام علیکم، جی مولوی صاحب، میں آپ سے ہی بات کرنا چاہ رہا ہوں، جی مولوی صاحب۔
جب میں نے پیچھے مُڑ کر دیکھا، تو انہوں نے پوچھا کہ جی آپ ہی یہاں کھیل رہے تھے؟
میں نے کہا کہ جی ہاں، میں ہی کھیل رہا تھا، انہوں نے کہا کہ نہیں، یہ تو غلط ہے۔
میں نے کہا کہ کیوں ناجائز ہے؟
فرمایا کہ نہیں نہیں، ناجائز نہیں ہے......لیکن ہم نے آپ کے لیے دارالعلوم میں کھیل رکھے ہوئے ہیں کہ آپ وہاں کُشتی لڑیں......آپ کبڈی کھیلیں......آپ کو گتکا، اور لکڑی چلانے کا فن سکھایا جاتا ہے......تو آپ اُس میں حصہ لیں......اور یہ والی بال تو انگریزوں کا کھیل ہے......اب آپ دارالعلوم میں پڑھ رہے ہیں، آپ کے لیے یہ مناسب نہیں ہے...... میں ناجائز نہیں کہہ رہا، لیکن مناسب نہیں ہے۔
اس پر میں نے کہا کہ جی حضرت، بہت اچھا۔
پھر فرمایا کہ آپ مجھ سے وعدہ کریں کہ آئندہ یہ کھیل نہیں کھیلیں گے۔

Idara Ghufran

میں نے کہا کہ کرتا ہوں، اور پھر میں نے اس کے بعد نہیں کھیلا۔

تو میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ اساتذہ کے کہنے کا اثر تھا، ورنہ اگر میں اکڑ جاتا، کہ نہیں صاحب میں تو کھیلوں گا، آپ کیا مجھے دار العلوم سے نکال دیں گے، تو کیا ہوتا۔

لیکن بات یہ ہے کہ ہم اساتذہ کا ادب کرتے تھے کہ بھائی انہوں نے اتنی محبت سے ایک بات کہی ہے تو کیوں نہیں اس پر عمل کیا جائے۔

تو یہ بات طالبِ علموں کے ذہن میں ہونی چاہیے کہ جب میرا استاد ایک بات کہہ رہا ہے، تو اس پر ضرور عمل ہونا چاہیے۔

اور یہ اُسی وقت ہوگا کہ جب آپ خلوص اور محبت سے اُسے پڑھائیں گے، تب تو وہ آپ کی بات پر عمل کرے گا، ورنہ نہیں کرے گا؛ چاہے آپ کچھ بھی کرتے رہیں، لیکن وہ دل سے قبول نہیں کرے گا، اور درسگاہ سے باہر جا کر وہ کہے گا کہ یہ سب غلط ہے۔

لیکن اگر اُس کے دل میں اَثر ہوگا تو اُسی وقت ہوگا کہ جب آپ کے دل کے اندر بچوں کے ساتھ خلوص اور محبت ہوگی؛ لہٰذا بچوں کو محبت اور خلوص سے پڑھائیں۔

آج اگر ساری دنیا کے دار العلوم جمع کرو تو ہزاروں کی تعداد میں فارغ التحصیل ہوتے ہیں، لیکن اُس کے اثرات نظر نہیں آتے۔

حضرت مہدی علیہ الرحمۃ کی آمد کا وقت

آج کل کے حالات کی وجہ سے میں ایک اور بات بیان کیا کرتا ہوں کہ آج کل چرچا ہو رہا ہے کہ حضرت مہدی آنے والے ہیں، تو میں کہا کرتا ہوں کہ بھائی خوامخواہ کیوں حضرت مہدی کو تکلیف دے رہے ہو، کیوں تم بلا رہے ہو، آخر ہو کیا گیا ہے، کون سی قیامت آگئی ہے؟

لوگ کہتے ہیں کہ آج کل کے حالات کی وجہ سے۔ تو میں کہتا ہوں کہ آج کل کے حالات کا کیا سوال ہے؟

ہمارے ایک بڑے مفتی صاحب نے بھی لکھ دیا اور کہہ دیا کہ امام مہدی آنے والے ہیں، میں چلا گیا اُن کے پاس، میں نے کہا کہ بھائی کیا بات ہے؟ آپ نے کیسے لکھ دیا؟

انہوں نے کہا کہ حالات ایسے ہیں...... میں نے کہا کہ کیا حالات ہیں؟...... کہا کہ یہی موجودہ حالات...... میں نے کہا کہ آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ دار العلوم چلا رہے ہیں؟...... کہا کہ ہاں...... میں نے کہا کہ جب

پاکستان بنا تو پاکستان میں کتنے دارالعلوم تھے؟...... کہنے لگے کہ ہوں گے دو، تین...... میں نے کہا کہ اب کتنے ہیں؟......کہا کہ اب تو سینکڑوں ہیں......میں نے کہا کہ اب زیادہ ہی تو ہیں۔

حفظِ قرآن کے پہلے کتنے مدرسے تھے، اور اب کتنے ہیں؟...... مسجدیں پہلے کتنی تھیں، اور اب کتنی ہیں؟ ......تو اب تو علم زیادہ ہو رہا ہے...... یہ بات تو مان لی نا، آپ نے!

اب سُنیے! حضور ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ جب حضرت مہدی آئیں گے، تو ساری جگہ میں جہل ہوگا، علم نہیں ہوگا، تو اب تو علم ہے۔

آپ کہتے ہیں کہ عمل نہیں ہے، تو مان لیا، لیکن علم تو ہے، تو آپ علم کی نفی کیوں کرتے ہیں، بلکہ علم تو بڑھ رہا ہے۔

تو حقیقت یہ ہے کہ ہمارے یہاں ابھی یہ پتہ نہیں کہ علم کیا چیز ہے؟ اور عمل کیا چیز ہے؟

اور پھر اگر عمل ختم ہو جائے تو پھر رہ کیا گیا؟ یہ تو آپ نہیں کہہ سکتے کہ سارے نمازی بے عمل ہیں، بھائی کوئی تو ان میں عمل والا ہوگا، ایک بھی ہوگا تو بہت بڑی بات ہے، دو ہوں گے تو اور بھی بڑی بات ہے۔

تو خیر! پتہ نہیں لوگ کیا کہتے ہیں۔

لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ ہمارے حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ کا یہ ملفوظ ہے، اور وہ یہ فرماتے تھے کہ وہ شخص جو حلال کمائی کماتا ہو، اور پانچ وقت کی نماز باجماعت ادا کرتا ہو، وہ اس وقت کا بڑا ولی ہے، اور کوئی بات نہیں کہی کہ ذکر کرتا ہو، تہجد پڑھتا ہو، بلکہ یہ فرمایا ہے کہ حلال کمائی اور پانچ وقت کی نماز جو باجماعت پڑھتا ہو، وہ اس زمانے کا ولی ہے، تو یہ کتنی بڑی بات ہے، اور اندازہ لگائیں کہ کتنے لوگ ہیں جو باجماعت نماز پڑھتے ہیں۔

ایک نماز کے بعد دوسری نماز پڑھنا پہلی کے قبول ہونے کی نشانی ہے

ہمارے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا کہ حضرت ہماری کیا نمازیں ہیں؟ ایسے ہی بس ٹکر مارتے ہیں، اور کچھ بھی نہیں۔

حضرت کا چہرہ سُرخ ہو گیا اور فرمایا کہ کیا کہا تم نے؟......عرض کیا کہ یہی کہ ٹکر مارتے ہیں۔

فرمایا کہ شرم نہیں آتی تمہیں! تمہیں ٹکروں کی توفیق ہے، لاکھوں ایسے ہیں جو ٹکر بھی نہیں مارتے، تم اس پر شکر ادا کرو، کہ تمہیں ٹکر مارنے کی توفیق ملی ہوئی ہے؛ اور جس کو ایک نماز پڑھ کر دوسری نماز کی توفیق ہوتی

ہے، تو پہلی قبول ہوتی ہے، جب دوسری کی توفیق ہوتی ہے، ورنہ نہیں ہوتی۔

حضرت نے اتنی بڑی بات کہہ دی، یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔

بہرحال میں آپ کا زیادہ وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا، اور ایک بات آخر میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ میں نے آج شام کی چائے نہیں پی ہے، تو پتہ نہیں کہ آپ لوگ چائے پلائیں گے یا نہیں پلائیں گے۔

بس اب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

اَللّٰھُمَّ صِلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ. اَللّٰھُمَّ زِدْنَا وَلَا تَنْقُصْنَا وَأَکْرِمْنَا وَلَا تُھِنَّا وَأَعْطِنَا وَلَا تَحْرِمْنَا وَآثِرْنَا وَلَا تُؤْثِرْ عَلَیْنَا وَارْضِنَا وَارْضَ عَنَّا.

اے اللہ! ہمیں اپنے فضل وکرم سے اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرما، اس دنیا میں ہمیں عزت، آبرو، سلامتی، عافیت، ایمان کے ساتھ رکھ۔ اور بزرگوں کی اتباع کے اندر ہماری زندگی گزرے، اے اللہ! ایمان پر ہمارا خاتمہ فرما۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه محمد و آله واصحابه اجمعین.

درُود وسلام کے فضائل واحکام

درود وسلام کے عظیم الشان فضائل وفوائد، درود وسلام کے خاص خاص مواقع

اوران کی فضیلت واہمیت، درود وسلام کے متعلق شرعی احکام، بدعات ومنکرات

درود وسلام کے مسنون وماثور صیغے

مصنّف: مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران: چاہ سلطان راولپنڈی پاکستان

Idara Ghufran

علم کے مینار مفتی محمد امجد حسین

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

سرگذشت عہدِ گُل (قسط ۳۱)

(سوانح حضرتِ اقدس مفتی محمد رضوان صاحب دامت برکاتہم)

ماہنامہ ''التبلیغ''

حضرت جی دامت برکاتہم کی اِدارت میں شائع ہونے والا یہ تبلیغی واصلاحی، علمی وتعلیمی ماہنامہ مجلّہ ہے، اس کا اجراء ذی الحجہ/۱۴۲۴ھ بمطابق فروری/ 2004ء سے ہوا، گذشتہ چھ سال سے باتسلسل بلا تعطل اس کی اشاعت جاری ہے، اس میں ایک بڑا حصہ حضرت جی کے مضامین کا ہوتا ہے، درسِ قرآن، درسِ حدیث، شرعی تناظر میں حالاتِ حاضرہ کے مختلف پہلوؤں کے جائزے پر مشتمل مضامین، اور آپ کے مسائل کا حل کے تحت ہر شمارے میں کسی تحقیق طلب موضوع یا درآمدہ سوال پر مفصل فقہی تحقیق، ان سب عنوانات کے تحت ہر شمارے میں حضرت جی کی تحریریں شائع ہوتی ہیں، باقی حضرت جی کی نگرانی میں ادارہ سے وابستہ دیگر اہلِ علم کے مضامین ہوتے ہیں، اسی طرح بزرگانِ دین کے مواعظ وملفوظات بھی اس ماہنامے کی زینت ہوتے ہیں۔

ماہنامہ ''التبلیغ'' کے علمی وتحقیقی سلسلے

آپ کے علمی وتحقیقی مقالات جو شائع ہو چکے ہیں، ان کی فہرست اور مختصراً تعارف درجِ ذیل ہے:

(۱)......تحقیق طلاق بالکتابة والاکراہ یعنی تحریری اور زبردستی طلاق کی تحقیق

مکرَہ کی طلاق کے تلفظاً وکتابۃً وقوع وعدمِ وقوع اور بیوی کے سامنے موجود ہونے کی صورت میں طلاق بالکتابۃ واقع ہونے نہ ہونے کی تحقیق۔ دارالعلوم کراچی کی رائے۔ طلاق الہازل بالکتابۃ پر دارالعلوم کراچی کا فتویٰ۔ اس مسئلہ پر دیگر اہلِ علم حضرات کی آراء اور تبصروں پر مشتمل ہے۔

(۲)......کرسی پر اور مریض کی نماز کے احکام

یہ پہلے علمی وتحقیقی سلسلہ میں شائع ہوا، بعد میں اس مسئلہ کے بعض پہلوؤں پر اہلِ علم، اربابِ فتاویٰ سے

Idara Ghufran

مزید مکاتبت ہوئی، اور تحقیق و تنقیح ہوئی، اوراس کی افادیت میں مزید اضافہ ہوا، جس کی وجہ سے باقاعدہ کتابی صورت میں شائع ہوا (جس کی تفصیل پیچھے کتب کے تعارف میں نمبر۳۷ پر گزری ہے)

(۳،۴)......رَفْعُ التَّشْكِيْكِ عَنْ حِيْلَةِ التَّمْلِيْكِ یعنی حیلۂ تملیک سے متعلق تحقیق

یہ دراصل دینی مدارس وجامعات میں آمدہ رقوم کی شرعی حیثیت، زکوٰۃ وصدقاتِ واجبہ کی تملیک کی صحیح صورتیں اوراس سلسلہ میں پیش آمدہ مشکلات کے حل اورشبہات کی تحقیق پر مشتمل حضرت مولانا مفتی محمد طیب صاحب دامت برکاتہم (مہتمم: جامعہ امدادیہ فیصل آباد) کا وقیع مقالہ ہے، جس کی حضرت مفتی صاحب نے تخریج، وترتیب اورحذف واصلاح کرکے حضرت مفتی طیب صاحب کی اجازت اوراس مسئلہ پرآپ کے ساتھ مکاتبت کے بعد فقہی مجلّہ میں شائع کیا۔

(۵)......النظر والفکر فی مبدء السفر والقصر یعنی سفراورقصرکی ابتداء وانتہاء کیا ہوگی؟

مسافتِ سفر کے فاصلہ کا اعتبار گھر سے ہوگا یا اپنے موضع کی حدود سے نکل کراورقصر کا حکم کہاں سے شروع ہوگا؟ مبدءِ سفراورمبدءِ قصر دونوں متحد ہیں یا مختلف؟اس موضوع پر تحقیقی بحث اورراجح نقطۂ نظر کی تحقیق ،اوردیگراہلِ علم حضرات کی آراءاورتبصروں پر مشتمل ہے۔

(۶)......بِدَايَةُ السَّفَرِ وَالْقَصْرِ فِیْ حَالَةِ الْحَضْرِ وَالْمِصْرِ

یعنی شہرکی حدوداورمقیم ہونے کی حالت میں سفراورقصرشروع ہوجانے کا حکم

بعض اہلِ علم حضرات کا یہ خیال تھا کہ مبدءِ قصروسفر یاان میں سے کوئی ایک اگرنص پر مبنی ہوتواس کی پابندی بہرصورت لازمی ہے،اوراگران دونوں یاان میں سے کسی ایک کا مدارعرف پرہوتو آج کل شہروں کے غیرمعمولی پھیلاؤ وسیع اورآبادیوں میں تسلسل ہوجانے کی وجہ سے شہر کے مرکزکو’’جہاں سے دوآبادیوں کے درمیانی فاصلہ کا اعتبار کیا جاتا ہے‘‘ یا پھربس اڈے،اسٹیشن،ائرپورٹ وغیرہ کو جہاں سے سوار ہوا جاتا ہے،مبدءِ قصروسفر یا کوئی ایک قرار دینے کی گنجائش ہونی چاہئے، کیونکہ ان مقامات سے سوار ہونے کے بعدعرف میں انسان مسافر سمجھا جاتا ہے۔اس کے جواب میں یہ مضمون’’بِدَايَةُ السَّفَرِ وَالْقَصْرِ فِیْ حَالَةِ الْحَضْرِ وَالْمِصْرِ‘‘ کے نام سے مرتب کیا گیا، جس کے ضمن میں مزید کئی اہم اورپیچیدہ مسئلوں پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

منع مبدءِ السفر قبل مبدءِ القصر (ضمیمہ علمی و تحقیقی سلسلہ نمبر ۵،۶)

اس رسالہ میں سفر اور قصر یا ان میں سے کسی ایک کے موضعِ اقامت میں شروع ہونے پر ایک صاحبِ علم کی طرف سے پیش کئے جانے والے تفصیلی دلائل پر نقد و تبصرہ کیا گیا ہے، اور مبدءِ سفر و قصر دونوں میں سے کسی ایک کے بھی موضعِ اقامت میں متحقق نہ ہونے پر پیش کئے جانے والے شبہات و اعتراضات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

(۷)......اجتماعی ذکر کی مجلسوں کا شرعی حکم

یہ پہلے علمی و تحقیقی سلسلہ میں شائع ہوا، بعد میں افادیت کی وجہ سے باقاعدہ کتابی صورت میں شائع ہوا، جس کی تفصیل پیچھے کتب کے تعارف میں نمبر ۱۶ پر ذکر ہو چکی ہے۔

(۸)......تحقیق کیفیت مسحِ رقبۃ یعنی گردن کے مسح کی کیفیت اور طریقے کی تحقیق

گردن کے مسح کا ثبوت، گردن کا مسح کانوں کے مسح کے بعد ہے یا کانوں کے مسح سے پہلے، انگلیوں کی پشت یا اندر کے حصہ سے گردن کا مسح کرنے کی تحقیق، فقہائے کرام، اکابرینِ امت اور عربی و اُردو فتاویٰ سے تصریحات، اور اس سلسلہ میں پیش آمدہ اور وارد کردہ کئی شبہات کا تحقیقی، تطبیقی و ترجیحی جائزہ، دیگر اہلِ علم حضرات کی آراء اور تبصرے شامل ہیں۔

(۹)......مصنوعی تولید اور ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا شرعی حکم

مصنوعی تولید اور ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے طریقۂ کار کا جائزہ، اس طریقہ کے تحت اولاد حاصل کرنے کا شرعی حکم، مصنوعی تولید ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی ناجائز و جائز صورتیں، اور اس سلسلہ میں مختلف نقطہائے نظر کا جائزہ، دیگر اہلِ علم حضرات کی آراء اور تبصرے اس مقالے میں شامل ہیں۔

(۱۰)......پاکستان کی موجودہ رؤیتِ ہلال کمیٹی کی شرعی حیثیت

رؤیتِ ہلال پر چند سوالات اور اُن کے تحقیقی جوابات، کیا پاکستان کی موجودہ رؤیتِ ہلال کمیٹی کا نظام و طریقۂ کار شرعی تقاضوں کے مطابق ہے؟ کیا مرکزی رؤیتِ ہلال کمیٹی کا فیصلہ ملک کے سب باشندوں کے لیے واجبُ العمل ہے؟ مرکزی رؤیتِ ہلال کمیٹی پر وارد کیے جانے والے اعتراضات و شبہات کا تحقیقی جائزہ، فنی و فلکی قواعد کی شرعی حیثیت، اختلافِ مطالع کی بحث، سعودی عرب کی رؤیتِ ہلال کے نظام کا جائزہ اور ان جیسی دیگر مفید و اہم مفصّل و مدلّل ابحاث پر مشتمل ہے۔

(جاری ہے..........)

تذکرۂ اولیاء

مفتی محمد امجد حسین

اولیاء کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان (قسط ۱۲)

(انتخاب از بالِ جبریل)

کبھی آوارہ و بے خانماں عشق		کبھی شاہِ شہاں نوشیرواں عشق
کبھی میداں میں آتا ہے زرہ پوش		کبھی عریاں و بے تیغ و سناں عشق
کبھی تنہائی کوہ و دمن عشق		کبھی سوز و سرور و انجمن عشق
کبھی سرمایۂ محراب و منبر		کبھی مولا علی خیبر شکن عشق ۱

عطا اسلاف کا جذب دروں کر		شریک زمرۂ لا یحزنوں کر
خِرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں		مرے مولا مجھے صاحبِ جنوں کر
رگوں میں وہ لہو باقی نہیں ہے		وہ دل وہ آرزو باقی نہیں ہے
نماز و روزہ و قربانی و حج		یہ سب باقی ہے تُو باقی نہیں ہے

حکیمی نامسلمانی خودی کی		کلیمی رمزِ پنہانی خودی کی
تجھے گُر فقر و شاہی کا بتا دوں		غریبی میں نگہبانی خودی کی
ترا تن روح سے ناآشنا ہے		عجب کیا آہ تیری نارسا ہے
تنِ بے روح سے بیزار ہے حق		خدائے زندہ زندوں کا خدا ہے

۱ راہِ سلوک، سفرِ عشق، جادہ شریعت طے کرنے کے دوران سالک کے مختلف احوال ومقامات (یعنی بندہ مومن کے مختلف ایمانی میدان ہائے عمل) کی طرف اشارہ ہے، اس کارزارِ عشق میں ایک اندازِ محبت ایک عابد وزاہد صوفی صافی کا ہے جو دنیا کو لات مار کر دشت و بیابان میں عشق کی جوت جگاتا ہے، معرفت وعبودیت کے نغمے گنگناتا ہے، ریاضتیں اور مجاہدے کرتا ہے، ایک اندازِ عشق خدا کے راستے کے سپاہیوں، سپہ سالاروں، مردِ میداں لوگوں کا ہے، بدروحنین سے لے کر آج افغانستان وعراق میں سرفروشی کی داستانیں رقم کرنے والے اور خدا کے دین کا بول بالا کر کے کفر کو خاک چٹانے والے اس زمرہ کے لوگ ہیں۔ اور ایک اندازِ منبر ومحراب کے حاملین کا ہے جو دعوت وارشاد اور افادہ واستفادہ کی راہوں سے عشق ومعرفت کی روایات واقدار کو زندہ رکھتے ہیں اور اس کے طور طریقوں سے خدا کے بندوں کو روشناس کرتے ہیں اور ایک وہ ہیں کہ جو تختِ سلطنت پر خلفائے راشدین، عمر بن عبدالعزیز، غوری و غزنوی، ایوبی، محمد فاتح، بایزید یلدرم، اورنگزیب اور ٹیپو سلطان کی صورت میں جلوہ گر ہو کر معرکہ عشق سر کرتے ہیں۔

کیا نہیں اور غزنوی کا رگہِ حیات میں؟	بیٹھے ہیں کب سے منتظر اہلِ حرم کے سومنات
قافلۂ حجاز میں ایک حسین بھی نہیں	گرچہ ہے تابدار ابھی گیسوئے دجلہ وفرات
عقل و دل و نگاہ کا مرشدِ اولیں ہے عشق	عشق نہ ہو تو شرع و دین بتکدۂ تصورات
صدقِ خلیل بھی ہے عشق،صبرِ حسین بھی ہے عشق!	معرکۂ وجود میں بدروحنین بھی ہے عشق

دلِ زندہ و بیدار اگر ہو تو بتدریج	بندے کو عطا کرتے ہیں چشمِ نگراں اور
احوال و مقامات پہ موقوف ہے سب کچھ	ہر لحظہ ہے سالک کا زماں اور مکاں اور
الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن	ملا کی اذاں اور ہے مجاہد کی اذاں اور
پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں	کرگس کا جہاں اور ہے،شاہیں کا جہاں اور

اک فقر سکھاتا ہے صیّاد کو نخچیری!	اک فقر سے کھلتے ہیں اسرارِ جہانگیری
اک فقر سے قوموں میں مسکینی و دلگیری	اک فقر سے مٹی میں خاصیتِ اکسیری
اک فقر ہے شبیری اس فقر میں ہے میری	میراثِ مسلمانی، سرمایۂ شبیری

خودی کو نہ دے سیم و زر کے عوض	نہیں شعلہ دیتے شرر کے عوض
یہ کہتا ہے فردوسی دیدہ ور	عجم جس کے سرمہ سے روشن بصر
''زبہرِ درم تُند وبدخو مباش	تو بائد کہ باشی، درم گو مباش''

کھلتا نہیں میرے سفرِ زندگی کا راز	لاؤں کہاں سے بندۂ صاحبِ نظر کو میں
حیراں ہے بوعلی کہ میں آیا کہاں سے ہوں	رومی یہ سوچتا ہے کہ جاؤں کدھر کو میں [۱]
جاتا ہوں تھوڑی دور ہر اک راہرو کے ساتھ	پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں

[۱] بوعلی سینا فلسفی تھا،فلاسفہ کی ساری پریشانی اورسرگرانی موجودات کے آغاز کے متعلق ہی ہوتی ہے کہ یہ نظام کہاں سے وجود میں آیا ہے اور کیوں آیا ہے؟
جبکہ مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ والے، شیخ وقت،صوفی باصفا بزرگ تھے،تصوف میں مستقل خانوادے کے بانی اور امام ہیں۔سلسلہ مولویہ آپ سے منسوب ہے۔

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

کلیسا کی بنیاد رہبانیت تھی		سماتی کہاں اس فقیری میں امیری
سیاست نے مذہب سے پیچھا چھڑایا		چلی کچھ نہ پیر کلیسا کی پیری
ہوئی دین و دولت میں جس دم جدائی		ہوس کی امیری، ہوس کی وزیری
یہ اعجاز ہے ایک صحرا نشیں کا		بشیری ہے آئینہ دار نذیری
اسی میں حفاظت ہے انسانیت کی		کہ ہوں ایک جنیدی و اُردشیری ۲

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں		نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں
نہ ہو نومید، نومیدی زوالِ علم وعرفاں ہے		امید مردِ مومن ہے خدا کے رازدانوں میں
نہیں تیرا نشیمن قصرِ سلطانی کے گنبد پر		تو شاہیں ہے! بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں

﴿**گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ**﴾ آپ کی مثنوی شریف اسلامی حقائق واسرار کا منظوم خزانہ ہے، تو فلاسفہ کے برخلاف اللہ والوں کی، اہلِ ایمان کی بڑی فکر معاد اور انجام کے متعلق ہوتی ہے، کہ ہم نے کہاں جانا ہے، کن مراحل سے گزرنا ہے۔ اور یہی فکر اصل فکر ہے، انبیاء نے انسانوں کو قبر وآخرت کی فکر اور تیاری کا سبق پڑھایا ہے، قیامت اور آخرت کا عقیدہ ہر آسمانی شریعت کا بنیادی عقیدہ رہا ہے، سب آسمانی شریعتوں میں تین عقائد متفقہ اور بنیادی رہے ہیں۔ا۔ توحید،۲۔ رسالت،۳۔ قیامت۔ قرآن مجید، معاد یعنی آخرت کے امور کا بہت تفصیلی حال بیان کرتا ہے۔ کافروں کو کفرو نافرمانی کی وجہ سے آگے آنے والے بُرے انجام سے ڈراتا ہے، اہل ایمان کو ایمان و اعمال صالحہ کے نتیجے میں آگے ملنے والے اچھے بدلے کی خوشخبری سناتا ہے، جبکہ کائنات کے آغاز کا معاملہ انسان کی عملی زندگی سے اتنا زیادہ متعلق نہیں جتنا انجام کا معاملہ ہے، فلاسفہ کی یہ گمراہی ہے کہ اصل مقصود سے غافل ہیں اور اس چیز کے اُدھیڑ بن میں لگے ہوتے ہیں جس کی تحقیق کا ہمیں ہمارے رب نے مکلّف نہیں کیا۔ حافظ شیرازی نے کیا خوب کہا ہے۔

حدیث مطرب وے گو و رازِ زمانہ کمتر جو — کس نہ کشود و نہ کشائد بحکمت ایں معمہ را

۲ اصل دین فطرت میں دین و دنیا کی جدائی نہیں، اسلام نے دنیا کو بھی دین کا حصہ بنایا ہے، تجارت، ملازمت، لین دین، معاملات، حکومت وسیاست۔ کون کہتا ہے کہ ان شعبوں کو دین نے آزاد چھوڑا ہے دین جس طرح نماز روزہ کے احکام بیان کرتا ہے۔ تجارت و بیوپار میں بھی جائز و ناجائز اور حرام وحلال کی حد بندیاں طے کرتا ہے، حکومت وریاست اور عدالت کے نظام کا پورا نقشہ فراہم کرتا ہے، خلافت راشدہ اور بعد کی اسلامی حکومتیں اس کا نمونہ ہیں۔ مسلمان زندگی کے ہر شعبے کو خدا کی قربت کا ذریعہ بنا سکتا ہے جب اپنے دین کی رہنمائی میں زندگی کے ہر شعبے کو اختیار کرے اور چلائے، عیسائی مذہب میں جب تحریف و بگاڑ آیا تو دین و دنیا میں دوئی قائم ہوگئی۔ قیصر اور پوپ دو الگ الگ ادارے وجود میں آگئے۔ کاروبار سلطنت قیصر کے متعلق اور کفارہ ونجات، ثواب وعقاب کے فیصلے پوپ کے ہاتھ میں رہے، اس کے نتیجے میں قیصریت و پاپائیت نے جس انتہا پسندی کے مظاہرے کئے اور جو بے اعتدالیاں دنیا میں قائم ہوئیں عیسائیوں کی قرون وسطیٰ کے رونگٹے کھڑے کرنے والی تاریخ اس کا نمونہ ہے، غرضیکہ دین و دنیا میں دوئی ہو تو ایک طرف قارونیت و قیصریت اور دوسری طرف رہبانیت و پاپائیت وجود میں آتی ہے، اور دونوں چیزوں میں یگانگت ہو تو یہ محمدیت اور اسلامیت ہے اسی میں انسانیت کی بھلائی ہے، اسلام نے اس یگانگت کو ہزار سال سے زیادہ عرصہ دنیا میں قائم رکھا ہے اور جنید بغدادی جیسے باخدا ہستیوں اور اُردشیر (جو قدیم فارس کا ایک بادشاہ تھا، اس) جیسی شان وشوکت اور وسیع سلطنت رکھنے والے مسلمان باجروت بادشاہوں نے ایک دوسرے کے تعاون سے دنیا کو جنت کا نمونہ بنائے رکھا۔

جہانِ نو ہو رہا ہے پیدا وہ عالم پیر مر رہا ہے		جسے فرنگی مقامروں نے بنا دیا ہے قمار خانہ
ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے		وہ مردِ درویش جس کو حق نے دیئے ہیں اندازِ خسروانہ

خودی کیا ہے راز درونِ حیات		خودی کیا ہے بیداریٔ کائنات
ازل اس کے پیچھے ابد سامنے		نہ حد اس کے پیچھے نہ حد سامنے
سبک اس کے ہاتھوں میں سنگِ گراں		پہاڑ اس کی ضربوں سے ریگِ رواں
خودی کا نشیمن تیرے دل میں ہے		فلک جس طرح آنکھ کے تل میں ہے

خودی کے نگہباں کو ہے زہرِ ناب		وہ ناں جس سے جاتی ہے اس کی آب
وہی نان اس کے لئے ارجمند		رہے جس سے دنیا میں گردن بلند
یہ عالم یہ بتخانہ چشم و گوش		جہاں زندگی ہے فقط خورد و نوش
خودی کی ہے یہ منزلِ اولیں		مسافر! یہ تیرا نشیمن نہیں
بڑھے جا یہ کوہِ گراں توڑ کر		طلسمِ زماں و مکاں توڑ کر
خودی شیرِ مولا! جہاں اس کی صید!		زمیں اس کی صید آسماں اس کی صید

حقیقت ابدی ہے مقامِ شبیری		بدلتے رہتے ہیں اندازِ کوفی وشامی
عجب نہیں کہ مسلماں کو پھر عطا کر دیں		شکوہ سنجر و فقر جنید و بسطامی

(جاری ہے..........)

Idara Ghufran

پیارے بچو! ابوفرحان

برکتوں والی روزی

پیارے بچو! اللہ تعالیٰ نے ہم سب کے مقدر میں جتنا رزق لکھ دیا ہے وہ ہمیں مل کر ہی رہتا ہے۔ (ہمارے پیارے نبی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ انسان کا رزق اس کے پیچھے پیچھے اس طرح لگا رہتا ہے جیسا کہ اس کی موت اس کے پیچھے لگی رہتی ہے) یعنی انسان اس وقت تک مر نہیں سکتا جب تک اپنی قسمت کا رزق مکمل حاصل نہ کرلے۔ مگر رزق حلال اگر کم بھی ہو تو اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈال دیتے ہیں اور تھوڑی سی روزی میں زیادہ کام بن جاتے ہیں۔

پیارے بچو! پرانے زمانے کی بات ہے ایک گاؤں میں ایک غریب کسان رہتا تھا، وہ بہت نیک اور دیندار تھا۔ ان کی گذر بسر بڑی تنگی سے ہُوا کرتی تھی، اکثر گھر میں فاقے ہی رہتے تھے، اس کی بیوی کہا کرتی تھی کہ کوئی کاربار کرلو، کہیں سے کچھ بھی کام کر کے اپنی آمدنی کو بڑھاؤ، مگر وہ کسان رات دن اپنے کھیتوں پر کام کرتا اور اللہ تعالیٰ سے رزق حلال مانگتا اور برکت والی روزی کے لئے دعائیں کرتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ حلال کمائی طلب کرنا (نماز روزہ وغیرہ کے) فریضہ کے بعد فرض ہے۔ اس کسان کا یہ پکا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جتنا مقدر میں لکھ دیا ہے وہ انشاء اللہ ضرور ملے گا۔ ایک دن اس کسان کو خواب نظر آیا کہ کھیت میں ایک جگہ بہت سا خزانہ دبا ہوا ہے، اور کوئی غیب سے آواز دینے والا پکار کر کہہ رہا ہے کہ یہ خزانہ تیرا ہے، تو جا کر اس کو نکال لے، مگر اس کسان نے اس آواز دینے والے سے سوال کیا کہ کیا اس خزانہ میں میرے لئے برکت ہے؟ جواب ملا کہ نہیں اس کسان نے صبح کو اپنی بیوی کو یہ خواب سنایا، تو اس کی بیوی کہنے لگی کہ آپ فوراً جاؤ اور تلاش کرو، کیا پتہ ہے کہ یہ خزانہ ہمیں مل جائے، میرا اور بچوں کا کچھ تو خیال کرو، نہ ہمارے پاس اچھا کھانے کو ہے نہ اچھا پہننے کو، بس آپ اس خزانے کو نکال کر لاؤ تا کہ ہماری بھوک اور غربت ختم ہو، اور ہمارے بھی دن پھر جائیں۔ مگر وہ کسان نہ مانا، دن یوں ہی غربت اور افلاس میں گذرتے رہے، پریشانیاں ختم ہونے کا نام نہ لیتی، کچھ عرصہ کے بعد پھر اس کسان کو خواب نظر آیا کہ کوئی غیب سے آواز آرہی ہے اور کہنے والا کہہ رہا ہے کہ فلاں جگہ پر سو اشرفیاں دفن ہیں، وہ جا کر نکال لو، اس کسان نے پھر وہی سوال کیا، کیا اس میں میرے لئے برکت ہے؟ جواب ملا کہ نہیں۔ پھر اس کسان نے وہ اشرفیاں نہیں نکالیں، اس کی بیوی نے بہت کہا کہ آپ وہ خزانہ نہیں لائے

تھے چلو یہ اشرفیاں ہی لے آؤ تا کہ ہمارے کچھ دن تو اچھے گذر جائیں ۔مگر وہ کسان نہ مانا،اور نکال کر نہیں لایا،اسی طرح کچھ دنوں کے بعد تیسری مرتبہ پھر خواب نظر آیا کہ کوئی پکارنے والا پکار کر کہہ رہا ہے کہ فلاں جگہ پر جا اور دیکھ،وہاں پر ایک اشرفی ہے وہ تو لیلے اور اس اشرفی سے اپنا کام چلا۔اس کسان نے پھر وہی سوال کیا کہ کیا میرے لئے اس میں خیر اور برکت ہے؟ جواب ملا کہ ہاں،اس میں تیرے لئے برکتیں ہی برکتیں ہیں۔صبح ہوتے ہی کسان وہ اشرفی نکالنے کے لئے چلنے لگا تو اس کی بیوی نے کہا کہ اتنی دولت مل رہی تھی وہ تو لائے نہیں اب اس ایک اشرفی کی تلاش میں چل پڑے ہو؟ کسان نے اس کو بھی سمجھایا کہ اللہ تعالیٰ اگر برکت والی روزی تھوڑی کم بھی دے تو وہ بے برکت کے ڈھیروں مال اور سونا چاندی سے بہتر ہے، کیونکہ کئی گھروں میں روپیہ پیسہ اور دولت تو بہت ہوتی ہے مگر اس دولت کی وجہ سے آپس میں محبت اور پیار نہیں بلکہ دوریاں اور نفرتیں ہوجاتی ہیں، بلکہ بھائی بھائی ایک دوسرے کے جانی دشمن ہوجاتے ہیں۔

کسان نے اُس ایک اشرفی کو نکال لیا،اور اللہ کا شکر ادا کر کے اسے لے کر واپس گھر کی طرف چل پڑا۔ راستہ میں اس کسان نے دیکھا کہ ایک جگہ پر شکاری مچھلی بیچ رہا ہے،اس نے سوچا کہ ایک اشرفی میں کیا کام کروں گا؟،چلو اس اشرفی کی گھر والوں کے لئے مچھلی خرید کر لے چلتا ہوں،روزانہ گھر میں روکھی سوکھی کھا کر گذارا کرتے ہیں آج سب مچھلی کھالیں گے۔یہ سوچ کر اس نے مچھلی خریدی اور گھر لے آیا،شام کو کسان نے گھر پہنچ کر مچھلی کو کاٹا اور پیٹ چاک کیا تو اس میں سے ایک نایاب قسم کا ہیرا نکلا،اس ہیرے کی چمک سے کسان کا پورا گھر روشن ہوگیا،اس ہیرے کو دیکھ کر کسان اور اس کی بیوی بہت خوش ہوئے اور سجدۂ شکر بجالائے،پھر کچھ دنوں کے بعد کسان نے شہر میں جا کر اس ہیرے کو فروخت کیا تو دس لاکھ کا وہ ہیرا بکا،کسان نے شہر آکر عالیشان گھر خریدا اور کاروبار شروع کردیا،اب کسان کا شمار شہر کے بڑے تاجروں میں ہونے لگا،اس کے گھر میں ہر طرح کی عیش وعشرت کا سامان اللہ تعالیٰ نے دے دیا، یوں ایک اشرفی کے اندر اللہ تبارک تعالیٰ نے اتنی برکت ڈالدی،اب کسان خوب اللہ تعالیٰ کے نام پر لٹاتا اور غریبوں کی مدد کرتا کیونکہ اسے اپنے غربت میں بیتے ہوئے دن یاد تھے،اور اللہ تعالیٰ کے نام پر دینے والے کو اللہ تعالیٰ کم از کم دس گنا کر کے لوٹاتے یا اخروی اجر محفوظ کرلیتے ہیں،غرضیکہ کسان کے ہاں مال دولت کے انبار لگ گئے،نوکر چاکروں کی کوئی حد نہ رہی،گویا کہ اس کے گھر اللہ کی رحمتیں برس رہی ہوں۔

پیارے بچو! ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے خیر اور برکت والی روزی ہی مانگنی چاہیئے اور جب اللہ تعالیٰ کسی پر اپنی رحمت کرے اور مال ودولت دے تو غرور نہیں کرنا چاہیئے بلکہ اللہ تعالیٰ کا خوب شکر ادا کرنا چاہیئے،کیونکہ روپیہ پیسہ،مال و دولت عزت اور ذلت دینے والی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہی ہے،اور ہر طرح کی بڑائی اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہے۔

بزمِ خواتین مفتی ابوشعیب

خواتین سے متعلق بنیادی شرعی احکام اور اصلاحی مضامین کا سلسلہ

⌘ علمِ دین کی فرض مقدار

معزز خواتین! اس سلسلے کے گذشتہ مضامین سے علمِ دین حاصل کرنے کی ضرورت و اہمیت اور اس کی فضیلت تو معلوم ہو چکی ہے اب یہ معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ جس درجے کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر ضروری ہے اس کی مقدار کیا ہے؟ سو معلوم ہونا چاہئے کہ اس کی مقدار علم دین کا صرف اتنا حصہ ہے جس کے بغیر انسان نہ فرائض و واجبات وغیرہ ادا کر سکتا ہے اور نہ حرام وممنوع چیزوں سے بچ سکتا ہے۔

جاننا چاہئے کہ جس کام کا کرنا بندہ پر فرض ہے اس کام کے کرنے کا طریقہ سیکھنا بھی اس کے ذمہ فرض ہے اور جس کام کا کرنا واجب ہے اس کا طریقہ سیکھنا بھی واجب ہے، اسی طرح جس کام کا کرنا سنت ہے، اس کا طریقہ سیکھنا بھی سنت ہے، اور اس کے برعکس جو کام حرام ہیں ان کا علم حاصل کرنا بھی فرض ہے یہی حال پاکی و ناپاکی کا ہے کہ اس کا علم حاصل کرنا بھی اپنے اپنے اعتبار سے ضروری ہے، پیشاب، پاخانہ کی ضرورت ہر ایک کو پیش آتی ہے، اسی طرح کم و بیش ہر بالغ عورت کو حیض و نفاس وغیرہ سے بھی سابقہ پڑتا ہے لہٰذا ان کے احکامات کا سیکھنا بھی ضروری ہوا، عورت پر پردہ فرض کیا گیا ہے تو پردہ کے احکام اور محرم و نامحرم افراد کا علم حاصل کرنا بھی ضروری ہوگا، شادی شدہ مرد و عورت کو ایک دوسرے کے حقوق کا علم حاصل کرنا اور اولاد والدین نیز دوسرے رشتہ داروں وغیرہ کے حقوق کی شناخت بھی ضروری ہے۔

فرضِ عین علم

ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے کہ اسلام کے عقائد صحیحہ کا علم حاصل کرے اور طہارت، نجاست وغیرہ (خصوصاً حیض و نفاس) کے احکام سیکھے، نماز روزہ اور تمام عبادات جو شریعت نے فرض و واجب قرار دی ہیں ان کا علم حاصل کرے، جن چیزوں کو شریعت نے حرام یا مکروہ قرار دیا ہے ان کا علم حاصل کرے، جس شخص کے پاس بقدر نصاب مال ہو اس پر فرض ہے کہ زکوٰۃ کے مسائل و احکام معلوم کرے، جس کو حج پر قدرت ہے اس کے لئے فرض عین ہے کہ حج کے احکام و مسائل معلوم کرے، جس کو خرید نا بیچنا پڑتا ہو (جیسا کہ بعض خواتین کو گھر میں رہتے ہوئے ہی چھوٹی موٹی چیزیں خریدنے بیچنے کی نوبت آجاتی ہے اور بازاروں سے تو بکثرت عورتیں خریداری کرتی ہیں) یا جو عورتیں مزدوری و اجرت پر کام کرتی ہوں

(جیسا کہ بعض خواتین سینے پرونے کا کام اجرت پر کرتی ہیں اسی طرح بعض خواتین اجرت پر کپڑے یا برتن وغیرہ دھوتی ہیں اور بعض خواتین تو باقاعدہ ملازمت کرتی ہیں) اس طرح کی خواتین پر فرض عین ہے کہ ان معاملات وغیرہ کے مسائل واحکام سیکھے، اسی طرح جب کوئی مرد یا عورت نکاح کرے تو نکاح کے احکام ومسائل اور طلاق کے احکام ومسائل معلوم کرے، غرض جو کام شریعت نے فرض وواجب قرار دیئے ہیں ان کے احکام ومسائل کا علم حاصل کرنا بھی ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔ ظاہری احکام نماز، روزے کو تو سبھی جانتے ہیں کہ فرض عین ہیں، اور ان کا علم حاصل کرنا بھی فرض عین ہے، لیکن باطنی اعمال (صبر وشکر وغیرہ کے حاصل کرنے اور تکبر، حسد وغیرہ حرام چیزوں سے بچنے) کا علم جس کو اصلاح وتزکیۂ نفس کہا جاتا ہے چونکہ یہ باطنی اعمال بھی ہر شخص پر فرض عین ہیں لہٰذا ان کا علم حاصل کرنا بھی سب پر فرضِ عین ہے، مگر فرضِ عین اس کا صرف وہ حصہ ہے جس میں باطنی اعمال فرض و واجب کی تفصیل ہے، مثلاً عقائدِ صحیحہ جس کا تعلق باطن سے ہے یا صبر، شکر توکل، قناعت وغیرہ ایک خاص درجے میں فرض ہیں، یا غرور وتکبر، حسد وبغض، بخل وحرصِ دنیا وغیرہ جو قرآن وسنت کی رو سے حرام ہیں، ان کی حقیقت اور ان کے حاصل کرنے یا حرام چیزوں سے بچنے کے طریقے معلوم کرنا بھی ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے، علم تصوف کی اصل بنیاد اتنی ہی فرض عین ہے۔

فرض کفایہ علم

پورے قرآن مجید کے معانی ومسائل کو سمجھنا، تمام احادیث کو سمجھنا اور ان میں معتبر اور غیر معتبر کی پہچان پیدا کرنا، قرآن وسنت سے جو احکام ومسائل نکلتے ہیں ان سب کا علم حاصل کرنا، اس میں صحابہ وتابعین اور ائمۂ مجتہدین کے اقوال وآثار سے واقف ہونا یہ اتنا بڑا کام ہے کہ پوری عمر اور سارا وقت اس میں خرچ کرکے بھی پورا حاصل ہونا آسان نہیں، اس لئے شریعت نے اس علم کو فرضِ کفایہ قرار دیا ہے، کہ بقدرِ ضرورت کچھ لوگ یہ سب علوم حاصل کرلیں تو باقی مسلمان سبکدوش ہوجائیں گے (معارف القرآن ج۴ص ۴۸۹ بتغیر)

خواتین کا دینی نصاب

درج بالا تفصیل کے مطابق علمِ دین حاصل کرنے کے لئے خواتین کے حق میں بہترین نصاب حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ''بہشتی زیور'' ہے اس کی تعلیم اور مطالعہ سے کافی حد تک فرض عین کی ضرورت پوری ہوجاتی ہے یہ کتاب ''بہشتی زیور'' دراصل خواتین ہی کے لئے لکھی گئی ہے اور اسی غرض سے اس میں دین ودنیا کی وہ تمام معلومات حیرت انگیز طور پر یکجا کردی گئی ہیں جن کی ایک مسلمان عورت کو

ضرورت پیش آ سکتی ہے (مغربی جدت پسندی اور الہدیٰ انٹرنیشنل ص ۵۷ تا ص ۶۰ بتغیر از مفتی ابوصفوان صاحب دامت برکاتہم)

علمِ دین حاصل کرنے کے چند آسان طریقے

ذیل میں چند ایسے طریقے لکھے جا رہے ہیں جن کو اختیار کر کے خواتین بآسانی فرض عین درجے کا بلکہ اس سے کسی قدر زیادہ علم حاصل کر سکتی ہیں۔

پہلا طریقہ......: یہ ہے کہ جو خواتین اردو پڑھنا جانتی ہیں وہ اردو میں لکھی ہوئی مستند دینی کتابوں میں سے کوئی کتاب چن کر بطور خود مطالعہ کرنا شروع کر دیں اور جہاں کوئی مسئلہ یا کوئی گہری بات سمجھ میں نہ آئے یا کسی بات کے سمجھنے میں کچھ شبہ رہے وہاں پنسل وغیرہ سے کچھ نشان لگا دیں، پھر جب کبھی موقع ملے کسی عالم دین سے شوہر یا محرم کے ذریعے سے یا خود پردہ کا خیال رکھتے ہوئے پوچھ کر سمجھ لیں۔

مستند کتابوں کا انتخاب کسی مستند عالم دین کے مشورہ سے کیا جا سکتا ہے۔ [۱]

دوسرا طریقہ......: یہ ہے کہ جو خواتین بطور خود اردو میں لکھی ہوئی کتابیں پڑھ نہیں سکتیں ان کے لئے یہ طریقہ ہے کہ گھر کی کسی پڑھی لکھی خاتون یا شوہر یا کسی محرم سے درخواست کر کے اردو میں لکھی ہوئی کسی مستند دینی کتاب کو سن لیا کریں اور محفوظ رکھا کریں۔ یا اپنی ضرورت کے دو چار مسئلے کسی سے زبانی معلوم کر لیا کریں۔

تیسرا طریقہ......: یہ ہے کہ جب کوئی دین یا دنیا کا ایسا کام کرنا ہو جس کا شرعی حکم معلوم نہ ہو تو جب تک اس کام کی شرعی حیثیت کسی مستند عالم دین سے پوچھ نہ لی جائے اس وقت تک اپنی عقل سے یا کسی کی دیکھا دیکھی عمل نہ کیا جائے بلکہ کسی مستند عالم دین سے اس کا شرعی حکم معلوم کر کے اس کے مطابق عمل کیا جائے اور اگر کسی مستند عالم دین کے پاس جانے کی فرصت یا موقع نہ ہو تو خط کے ذریعے اور اگر مسئلہ فوری نوعیت کا ہو تو فون کے ذریعے مسئلہ پوچھ لیا جائے۔

یہ مختصر بیان ہے علم دین حاصل کرنے کے چند طریقوں کا، اور طریقے بھی بہت آسان ہیں، اگر کوئی خاتون پابندی سے ان طریقوں کو اختیار کیے رکھے تو نہ صرف یہ کہ دین کی ضروری باتیں آسانی سے حاصل ہو جائیں گی بلکہ خود بھی عمل کرنے کا شوق پیدا ہوگا اور اپنے اہل خانہ کو بھی دین کی طرف راغب کرنے میں مدد ملے گی۔ واللہ الموفق

---

[۱] چند مستند دینی کتابوں کے نام یہ ہیں۔
(۱) بہشتی زیور (مکمل) (۲) اصلاحی نصاب، (۳) اصلاح الرسوم (۴) اصلاح خواتین (۵) اصلاح النساء از حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ، (۶) فضائل اعمال، (۷) فضائل صدقات از شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ، (۸) تحفۂ خواتین، (۹) مسلم خواتین کے لئے بیس سبق (۱۰) شرعی پردہ از مفتی عاشق الٰہی صاحب رحمہ اللہ، (۱۱) احکام میت از ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب عارفی رحمہ اللہ

آپ کے دینی مسائل کا حل — ادارہ

ظہر اور عصر کی نماز کے اوقات کی تحقیق

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

ظہر اور عصر کی نماز کا ابتدائی اور انتہائی اور ان کے مستحب و مکروہ اوقات کی تفصیل اور بطورِ خاص امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ظہر کی نماز کے انتہائی اور عصر کے ابتدائی وقت کی تحقیق مطلوب ہے۔ قرآن وسنت کی روشنی میں جوابات درکار ہیں۔

امید ہے کہ مفصل ومدلل جواب سے مستفید فرمائیں گے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ سوال کیونکہ کئی شقوں پر مشتمل ہے، اس لئے الگ الگ ترتیب وار ان شقوں کے جوابات تحریر کئے جاتے ہیں۔

ظہر کا ابتدائی اور عصر کا انتہائی وقت

ظہر کا وقت زوال ہوتے ہی شروع ہو جاتا ہے، اور عصر کا وقت شروع ہونے تک جاری رہتا ہے، اور عصر کا وقت سورج غروب ہونے پر ختم ہوتا ہے، البتہ سورج غروب ہونے سے پہلے جب سورج کی چمک اور تیزی ماند پڑ جائے، تو عصر کا وقت مکروہ ہو جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- عَنْ وَقْتِ الصَّلَوَاتِ فَقَالَ وَقْتُ صَلاَةِ الْفَجْرِ مَا لَمْ يَطْلُعْ قَرْنُ الشَّمْسِ الأَوَّلُ وَوَقْتُ صَلاَةِ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ عَنْ بَطْنِ السَّمَاءِ مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ وَوَقْتُ صَلاَةِ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ وَيَسْقُطْ قَرْنُهَا الأَوَّلُ وَوَقْتُ صَلاَةِ الْمَغْرِبِ إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ مَا لَمْ يَسْقُطِ الشَّفَقُ وَوَقْتُ صَلاَةِ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ .(مسلم حديث نمبر ۱۴۲۰، باب اوقات الصلوات الخمس)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے نمازوں کے وقت کے بارے میں سوال کیا گیا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فجر کی نماز کا وقت سورج کا پہلا کنارہ طلوع ہونے تک رہتا ہے، اور ظہر کی

نماز کا وقت سورج کے آسمان کے پیٹ سے زائل ہونے (یعنی زوال) پر شروع ہوتا ہے، جب تک کہ عصر کا وقت نہ آجائے، اور عصر کی نماز کا وقت سورج کے ماند پڑنے اور سورج کا پہلا کنارہ غائب ہونے تک رہتا ہے، اور مغرب کی نماز کا وقت سورج غروب ہونے سے لے کر شفق کے ساقط ہونے تک ہے، اور عشاء کی نماز کا وقت آدھی رات تک رہتا ہے (ترجمہ ختم)

سورج کے ماند پڑنے پر عصر کا مکروہ وقت شروع ہوجاتا ہے، اور غروب ہونے پر عصر کی نماز کا ادا وقت ختم ہوجاتا ہے، جس کی مزید تفصیل اگلی حدیث کے بعد آتی ہے (کذافی شرح النووی علی مسلم، کتاب الصلاۃ، باب اوقات الصلوات الخمس)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلصَّلَاةِ أَوَّلًا وَآخِرًا وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ صَلَاةِ الظُّهْرِ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ وَآخِرَ وَقْتِهَا حِينَ يَدْخُلُ وَقْتُ الْعَصْرِ وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ صَلَاةِ الْعَصْرِ حِينَ يَدْخُلُ وَقْتُهَا وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِينَ تَصْفَرُّ الشَّمْسُ وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْمَغْرِبِ حِينَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِينَ يَغِيبُ الْأُفُقُ وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ حِينَ يَغِيبُ الْأُفُقُ وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِينَ يَنْتَصِفُ اللَّيْلُ وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْفَجْرِ حِينَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ (ترمذی حدیث نمبر ۱۳۹، ابواب الصلاۃ، باب ما جاء فی مواقیت الصلاۃ عن النبی ﷺ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نماز کا اول وقت بھی ہے، اور آخری وقت بھی، اور ظہر کی نماز کا اول وقت وہ ہے، جب سورج کا زوال ہوجائے، اور اس کا آخری وقت وہ ہے، جب عصر کا وقت داخل ہوجائے، اور عصر کی نماز کا اول وقت وہی ہے، جب اس کا وقت داخل ہوجائے، اور اس کا آخری وقت وہ ہے جب سورج ماند پڑ جائے، اور مغرب کا اول وقت وہ ہے، جب سورج غروب ہوجائے، اور اس کا آخری وقت وہ ہے جب افق (کی روشنی) غائب ہوجائے، اور عشاء کا اول وقت وہی ہے، جب افق (کی روشنی) غائب ہوجائے، اور عشاء کا آخری وقت وہ ہے، جبکہ آدھی رات ہوجائے، اور فجر کا اول وقت وہ ہے، جب فجر طلوع ہوجائے، اور اس کا آخری وقت وہ ہے، جب سورج طلوع ہوجائے (ترجمہ ختم)

سورج ماند پڑجانے پر عصر کا آخری وقت اور آدھی رات ہونے پر عشاء کا آخری وقت کا مطلب یہ ہے کہ

یہ عصر وعشاء کے جائز اوقات کے آخری اوقات ہیں، اوراس کے بعد عصر اور عشاء کی نماز مکروہ ہوجاتی ہے(كذافي صحيح ابنِ خزيمة،باب ذكر التغليظ في تأخير صلاة العصر إلى اصفرار الشمس،الاوسط لابن المنذر،تحت حديث رقم ۹۴۲، كتاب المواقيت)

کیونکہ دوسرے دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ عشاء کا ادا وقت طلوعِ فجر تک ہے۔
(ملاحظه هو: سنن البيهقي،كتاب الصلاة،باب آخِرِ وَقْتِ الْجَوَازِ لِصَلاَةِ الْعِشَاء ،الاوسط لابن المنذر،حديث نمبر ۹۴۱،كتاب المواقيت،أحكام القرآن للجصاص،شرح معاني الآثار، كتاب الصلاة، باب مواقيت الصلاة)

اورعصر کا وقت سورج غروب ہونے تک جاری رہتا ہے،جیسا کہ گذشتہ حدیث سے معلوم ہوا۔

اورقرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ عصر کی نماز سورج غروب ہونے سے پہلے کی نماز ہے۔

لہٰذا عصر کی نماز کا ادا وقت سورج غروب ہونے پر ختم ہوتا ہے،اوراحادیث سے بھی عصر کی نماز کا سورج غروب ہونے پر قضا ہونا معلوم ہوتا ہے(كذافی مسند احمد حدیث نمبر۱۲۹۹)

اورصحابۂ کرام وتابعین کے آثار سے بھی عصر کی نماز کا سورج غروب ہونے پر قضا ہونا معلوم ہوتا ہے۔
(ملاحظه هو: مُصنف ابن أبي شيبة،باب مَنْ قَالَ لاَ تَفُوتُ صَلاَةٌ حَتَّى يَدْخُلَ وَقْتُ الأُخْرَى ، وَمَا بَيْنَهُمَا وَقْتٌ،الحجة على أهل المدينة)

اوراسی وجہ سے جمہورامت کا اتفاق ہے کہ عصر کے وقت کی انتہاء سورج کے غروب ہونے پر ہوتی ہے۔
(كذافي أحكام القرآن للجصاص،شرح معاني الآثار تحت حديث رقم ۹۱۴)

ظہر کا انتہائی اورعصر کا ابتدائی وقت

شریعت نے دن رات کی پانچ نمازوں کا تعلق سورج کی مختلف حالتوں کے ساتھ وابستہ کیا ہے،اوراسی لئے نمازوں کے اوقات کی پہچان کو بہت سہل اور سادہ بنادیا ہے۔چنانچہ ٹھیک دوپہر کے وقت جب سورج کے زوال کا وقت ہوتا ہے،تو زوال ہوتے ہی ظہر کا وقت شروع ہوجاتا ہے،اورزوال کے وقت جو کسی چیز کا سایہ ہوتا ہے،وہ سایۂ اصلی کہلاتا ہے۔پھر زوال کے بعد ہر چیز کا سایہ بڑھنا شروع ہوجاتا ہے، یہاں تک کہ جب اصلی سایہ کے علاوہ وہ بڑھتے بڑھتے اس چیز کے برابر ہوجاتا ہے،تو اس کو ایک مثل کہا جاتا ہے،اور جب اس سے ترقی کرکے اصلی سایہ کے علاوہ اس چیز کے دوگنا برابر ہوجاتا ہے،تو اس کو دومثل جاتا ہے۔اب ظہر کا وقت ختم ہونے اورعصر کا وقت شروع ہونے کے بارے میں جمہور فقہاء اورامام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد حضرت امام ابویوسف اورامام محمد رحمہما اللہ کا اتفاق ہے، کہ ظہر کا وقت سایہ اصلی کے علاوہ کسی بھی چیز کا سایہ اس کے برابر ہوجانے پر ختم ہوجاتا ہے، اوراس کے بعد عصر کا وقت شروع

ہوجاتا ہے۔ اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے اس سلسلہ میں تین روایات مروی ہیں، ایک روایت جمہور فقہائے کرام کے مطابق ہے، اور دوسری روایت یہ ہے کہ دو مثل پر ظہر کا وقت ختم اور عصر کا وقت شروع ہوتا ہے، جبکہ ایک تیسری روایت بھی امام صاحب سے منقول ہے، جس کے مطابق مثلِ اول ہونے پر ظہر کا وقت ختم اور مثلِ ثانی ہونے پر عصر کا وقت شروع ہوتا ہے (أحکام القرآن للجصاص ج۲ص۳۳۶ وص ۳۴۱)

اور اگرچہ دو مثل والی روایت مشہور ہے، اور اس کو بہت سے حضرات نے اختیار فرمایا ہے، اور اس کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی درجِ ذیل روایت کے مطابق فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن رافع فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نماز کے وقت کے بارے میں سوال کیا:

فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَا أُخْبِرُكَ صَلِّ الظُّهْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ وَالْعَصْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَيْكَ وَالْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتْ الشَّمْسُ (مؤطا امام مالک، حديث نمبر ۸، باب وقوت الصلاة، واللفظ لهٗ، مصنف عبدالرزاق حديث نمبر ۲۰۴۱، كتاب الصلاة، باب المواقيت، مؤطاامام محمد، كتاب الصلاة، باب وقوت الصلاة)

ترجمہ: تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں آپ کو نماز کے وقت کی خبر دیتا ہوں، ظہر کی نماز اس وقت پڑھئے جب آپ کا سایہ ایک مثل ہوجائے، اور عصر کی نماز اس وقت پڑھئے جبکہ آپ کا سایہ دو مثل ہوجائے، اور مغرب کی نماز اس وقت پڑھئے، جب سورج غروب ہوجائے (ترجمہ ختم)

لیکن کیونکہ اس روایت میں عصر کا وقت دو مثل پر شروع ہونے کی تصریح نہیں، اس لئے عین ممکن ہے کہ اس سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مراد وقتِ مختار ہو، خصوصاً جبکہ ایک مثل پر عصر کی نماز پڑھنے کی حدیثِ جبریل بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اور اس کے علاوہ دیگر صحیح احادیث میں بھی ایک مثل پر عصر کا وقت داخل ہونے کی تصریح پائی جاتی ہے، اور اس کے مقابلہ میں دو مثل پر عصر کا وقت شروع ہونے کے دیگر استدلالات اس درجہ کے مضبوط وصریح نہیں ہیں۔ اس لئے متعدد جلیل القدر فقہائے احناف نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی اسی روایت کو اختیار کیا ہے، جو جمہور اور صریح مرفوع احادیث کے مطابق ہے۔

(كذافي: عمدة القاري، كتاب مواقيت الصلاة، باب وقت العصر، شرح معاني الآثار، كتاب الصلاة، باب مواقيت الصلاة، درمختار، كتاب الصلاة، فتح الملهم ج۲ ص۱۹۳، باب اوقات الصلوات الخمس، فيض

الباری شرح البخاری، باب مواقیت الصلاۃ)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی یہ روایت جس کے مطابق ظہر کا وقت ایک مثل پر ختم اور اس کے بعد عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے، درج ذیل صریح مرفوع احادیث کے مطابق ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ فَقَالَ صَلِّ مَعِي فَصَلَّى الظُّهْرَ حِينَ زَاغَتْ الشَّمْسُ وَالْعَصْرَ حِينَ كَانَ فَيْءُ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ وَالْمَغْرِبَ حِينَ غَابَتْ الشَّمْسُ وَالْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ قَالَ ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ حِينَ كَانَ فَيْءُ الْإِنْسَانِ مِثْلَهُ وَالْعَصْرَ حِينَ كَانَ فَيْءُ الْإِنْسَانِ مِثْلَيْهِ وَالْمَغْرِبَ حِينَ كَانَ قُبَيْلَ غَيْبُوبَةِ الشَّفَقِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ ثُمَّ قَالَ فِي الْعِشَاءِ أُرَى إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ (سنن نسائی حدیث نمبر ۵۰۳،باب اول وقت العصر)

ترجمہ: ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے نماز کے اوقات کے بارے میں سوال کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے ساتھ نماز پڑھو، پھر رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز سورج کے زوال ہونے کے بعد پڑھائی، اور عصر کی نماز اس وقت پڑھائی، جب ہر چیز کا سایہ اس کے ایک مثل ہو گیا تھا، اور مغرب کی نماز سورج غروب ہونے کے بعد پڑھائی، اور عشاء کی نماز شفق کے غائب ہونے کے بعد پڑھائی، حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر (دوسری مرتبہ) ظہر کی نماز اس وقت پڑھائی جب انسان کا سایہ اس کے ایک مثل تھا اور عصر کی نماز اس وقت پڑھائی، جب انسان کا سایہ اس کے دو مثل تھا، اور مغرب کی نماز شفق کے غائب ہونے سے کچھ دیر قبل پڑھائی، حضرت عبداللہ بن حارث راوی فرماتے ہیں، پھر عشاء کے بارے میں میرا خیال یہ ہے کہ تہائی رات تک پڑھائی (ترجمہ ختم)

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک اور حدیث میں ہے کہ:

خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى الظُّهْرَ حِينَ زَالَتْ الشَّمْسُ وَكَانَ الْفَيْءُ قَدْرَ الشِّرَاكِ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِينَ كَانَ الْفَيْءُ قَدْرَ الشِّرَاكِ وَظِلِّ الرَّجُلِ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ حِينَ غَابَتْ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ ثُمَّ صَلَّى مِنْ الْغَدِ الظُّهْرَ حِينَ كَانَ الظِّلُّ طُولَ الرَّجُلِ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ مِثْلَيْهِ قَدْرَ مَا يَسِيرُ الرَّاكِبُ سَيْرَ الْعَنَقِ إِلَى ذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ حِينَ غَابَتْ

الشَّمُسُ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيُلِ أَوُ نِصُفِ اللَّيُلِ شَكَّ زَيُدٌ ثُمَّ صَلَّى الْفَجُرَ فَأَسُفَرَ (سنن نسائی حدیث نمبر ۵۲۳، باب آخر وقت المغرب، واللفظ لهٗ، مصنف ابن ابی شیبة حدیث نمبر ۳۲۴۵)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ظہر کی نماز اس وقت پڑھائی، جب سورج کا زوال ہو گیا، اور سایہ ایک تسمہ کے برابر تھا (جو کہ سایہ اصلی تھا) پھر عصر اس وقت پڑھائی جبکہ سایہ تسمہ کے برابر اور آدمی کے اپنے سایہ کے برابر تھا (یعنی اصلی سایہ کے علاوہ ایک مثل سایہ تھا) پھر مغرب کی نماز سورج کے غروب ہونے پر پڑھائی، پھر عشاء شفق کے غائب ہونے پر پڑھائی، پھر فجر کی نماز فجر کے طلوع ہونے پر پڑھائی، پھر اگلے دن ظہر کی نماز اس وقت پڑھائی، جبکہ سایہ آدمی کے لمبائی کے برابر ہو گیا تھا، یعنی ایک مثل پر، پھر عصر اس وقت پڑھائی جب آدمی کا سایہ دو مثل ہو گیا تھا، سورج غروب ہونے سے اتنی دیر پہلے کہ اونٹ پر سوار شخص ذوالحلیفہ چلا جائے، پھر مغرب کی نماز سورج کے غروب ہونے کے بعد پڑھائی، پھر عشاء کی نماز تہائی رات یا نصف رات کا وقت ہو جانے پر پڑھائی، یہ زید راوی کا شک ہے ، پھر فجر کی نماز روشنی ہونے پر پڑھائی (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک مثل یا دو مثل کے سائے سے مراد، اصلی سائے کے علاوہ ہے، یعنی اصلی سایہ کو اس میں شمار نہیں کیا جاتا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے حضرت جبریلِ امین کے حضور ﷺ کے دو مرتبہ اوقاتِ نماز کی تعلیم دینے کے لئے امامت کرنے کے واقعہ میں مذکور ہے:

جَاءَ جِبُرِيلُ عَلَيُهِ السَّلَام إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ حِينَ زَالَتُ الشَّمُسُ فَقَالَ قُمُ يَا مُحَمَّدُ فَصَلِّ الظُّهُرَ حِينَ مَالَتُ الشَّمُسُ ثُمَّ مَكَثَ حَتَّى إِذَا كَانَ فَيُءُ الرَّجُلِ مِثُلَهُ جَاءَهُ لِلْعَصُرِ فَقَالَ قُمُ يَا مُحَمَّدُ فَصَلِّ الْعَصُرَ ثُمَّ مَكَثَ حَتَّى إِذَا غَابَتُ الشَّمُسُ جَاءَهُ فَقَالَ قُمُ فَصَلِّ الْمَغُرِبَ فَقَامَ فَصَلَّاهَا حِينَ غَابَتُ الشَّمُسُ سَوَاءً ثُمَّ مَكَثَ حَتَّى إِذَا ذَهَبَ الشَّفَقُ جَاءَهُ فَقَالَ قُمُ فَصَلِّ الْعِشَاءَ فَقَامَ فَصَلَّاهَا ثُمَّ جَاءَهُ حِينَ سَطَعَ الْفَجُرُ فِي الصُّبُحِ فَقَالَ قُمُ يَا مُحَمَّدُ فَصَلِّ فَقَامَ فَصَلَّى الصُّبُحَ ثُمَّ جَاءَهُ مِنُ الْغَدِ حِينَ كَانَ فَيُءُ الرَّجُلِ مِثُلَهُ فَقَالَ قُمُ يَا مُحَمَّدُ فَصَلِّ فَصَلَّى الظُّهُرَ ثُمَّ جَاءَهُ جِبُرِيلُ عَلَيُهِ السَّلَام حِينَ كَانَ

فَیْءُ الرَّجُلِ مِثْلَیْهِ فَقَالَ قُمْ یَا مُحَمَّدُ فَصَلِّ فَصَلَّی الْعَصْرَ ثُمَّ جَاءَهُ لِلْمَغْرِبِ حِینَ غَابَتْ الشَّمْسُ وَقْتًا وَاحِدًا لَمْ یَزُلْ عَنْهُ فَقَالَ قُمْ فَصَلِّ فَصَلَّی الْمَغْرِبَ ثُمَّ جَاءَهُ لِلْعِشَاءِ حِینَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّیْلِ الْأَوَّلُ فَقَالَ قُمْ فَصَلِّ فَصَلَّی الْعِشَاءَ ثُمَّ جَاءَهُ لِلصُّبْحِ حِینَ أَسْفَرَ جِدًّا فَقَالَ قُمْ فَصَلِّ فَصَلَّی الصُّبْحَ فَقَالَ مَا بَیْنَ هَذَیْنِ وَقْتٌ کُلُّهُ (نسائی، حدیث نمبر ۵۲۵، باب اول وقت العشاء، واللفظ لهٗ،سنن دارقطنی، باب امامة جبریل ،صحیح ابنِ حبان، باب مواقیت الصلاۃ، مستدرک حاکم حدیث نمبر ٦٦٣، ج ا ص ١٩٦)

ترجمہ: حضرت جبریل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس سورج کے زوال کے وقت تشریف لائے، اور فرمایا اے محمد (ﷺ) اٹھئے، اور ظہر کی نماز پڑھئے، جس وقت سورج کا زوال ہوگیا، پھر تھوڑی دیر ٹھہرے، یہاں تک آدمی کا سایہ اس کے ایک مثل ہوگیا، تو عصر کے لئے تشریف لائے، اور فرمایا کہ اے محمد (ﷺ) اٹھئے، اور عصر کی نماز پڑھئے، پھر تھوڑی دیر ٹھہرے، یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا، تو جبریل امین (علیہ السلام) تشریف لائے اور فرمایا کہ اٹھئے اور مغرب کی نماز پڑھئے، تو رسول اللہ ﷺ نے مغرب کی نماز پڑھی، یہ ٹھیک سورج کے غروب ہونے کے بعد کا وقت تھا، پھر حضرت جبریل امین رکے رہے، یہاں تک کہ شفق چلی گئی، تو تشریف لائے اور فرمایا کہ اٹھئے اور عشاء کی نماز پڑھئے، تو کھڑے ہوئے اور عشاء کی نماز پڑھی، پھر صبح کو فجر کے طلوع ہونے کے وقت تشریف لائے، اور فرمایا کہ اے محمد (ﷺ) کھڑے ہویئے، اور نماز پڑھئے، تو آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور فجر کی نماز پڑھی، پھر اگلے دن حضرت جبریل امین (علیہ السلام) اس وقت تشریف لائے، جبکہ آدمی کا سایہ اس کے برابر ہوگیا تھا، ، اور فرمایا کہ اے محمد (ﷺ) اٹھئے، اور نماز پڑھئے، پھر ظہر کی نماز پڑھی، پھر حضرت جبریل امین اس وقت تشریف لائے، جب آدمی کا سایہ اس کے دو مثل ہوگیا تھا، ، اور فرمایا کہ اے محمد (ﷺ) اٹھئے، اور نماز پڑھئے، تو آپ (ﷺ) نے عصر کی نماز پڑھی، پھر حضرت جبریل امین (علیہ السلام) مغرب کے لئے عین سورج غروب ہونے کے عین وقت تشریف لائے، اور اس سے آگے پیچھے نہیں ہوئے، اور فرمایا کہ اٹھئے، اور نماز پڑھئے، تو آپ ﷺ نے مغرب کی نماز پڑھی، پھر حضرت جبریل عشاء کے لئے رات کا ابتدائی تہائی حصہ گزرنے کے وقت تشریف لائے، اور فرمایا کہ اٹھئے، اور نماز پڑھئے، پھر

آپ ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی، پھر فجر کی نماز کے لئے اس وقت تشریف لائے، جب بہت زیادہ اسفار ہوگیا تھا (یعنی روشنی بہت زیادہ ہوگئی تھی) اور فرمایا کہ کھڑے ہوئیے اور نماز پڑھیئے، پھر آپ نے فجر کی نماز پڑھی، اس کے بعد حضرت جبریل امین (علیہ السلام) نے فرمایا کہ ان دونوں کے درمیان سارا نماز کا وقت ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے امامتِ جبریل کے واقعہ میں مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم - أَمَّنِى جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ فَصَلَّى بِىَ الظُّهْرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَتْ قَدْرَ الشِّرَاكِ وَصَلَّى بِىَ الْعَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَهُ وَصَلَّى بِىَ -يَعْنِى الْمَغْرِبَ -حِينَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ وَصَلَّى بِىَ الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ وَصَلَّى بِىَ الْفَجْرَ حِينَ حَرُمَ الطَّعَامُ وَالشَّرَابُ عَلَى الصَّائِمِ فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ صَلَّى بِىَ الظُّهْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَهُ وَصَلَّى بِىَ الْعَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَيْهِ وَصَلَّى بِىَ الْمَغْرِبَ حِينَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ وَصَلَّى بِىَ الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ وَصَلَّى بِىَ الْفَجْرَ فَأَسْفَرَ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَىَّ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ هَذَا وَقْتُ الأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِكَ وَالْوَقْتُ مَا بَيْنَ هَذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ

(ابوداؤد حدیث نمبر ٣٩٣، كتاب الصلاة، باب فى المواقيت، واللفظ لهٗ، سنن ترمذى، حديث نمبر ١٣٨، ابواب الصلاة، مصنف ابنِ ابى شيبة، حديث نمبر ٣٢٣٩)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے بیت اللہ کے قریب دومرتبہ میری امامت کی، تو مجھے ظہر کی نماز اس وقت پڑھائی، جب سورج کا زوال ہوگیا، اور زوال کے بعد جوتے کے تسمہ کے برابر ہوگیا، اور مجھے عصر کی نماز اس وقت پڑھائی، جب سایہ ایک مثل ہوگیا، اور مجھے مغرب کی نماز اس وقت پڑھائی، جب روزے دار نے افطار کرلیا (یعنی سورج غروب ہونے کے بعد) اور مجھے عشاء کی نماز اس وقت پڑھائی، جب شفق غائب ہوگئی، اور مجھے فجر کی نماز اس وقت پڑھائی، جب روزے دار پر کھانا پینا حرام ہوگیا (یعنی سحری کا وقت ختم ہوگیا) پس جب اگلا دن ہوا، تو مجھے ظہر کی نماز اس وقت پڑھائی، جب سایہ ایک مثل ہوگیا، اور مجھے عصر کی نماز اس وقت پڑھائی، جب سایہ دومثل ہوگیا، اور مجھے مغرب کی نماز اس وقت پڑھائی، جب روزے دار نے افطار کرلیا، اور مجھے عشاء کی نماز تہائی رات تک مؤخر کر کے پڑھائی، اور مجھے فجر کی نماز روشنی ہونے پر پڑھائی، پھر میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا اے محمد! یہ آپ

سے پہلے نبیوں کا وقت ہے،اور نمازوں کا وقت ان دونوں وقتوں کے درمیان ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام جَاءَ كُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ فَصَلَّى الصُّبْحَ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ وَصَلَّى الظُّهْرَ حِينَ زَاغَتْ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِينَ رَأَى الظِّلَّ مِثْلَهُ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ حِينَ غَرَبَتْ الشَّمْسُ وَحَلَّ فِطْرُ الصَّائِمِ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ حِينَ ذَهَبَ شَفَقُ اللَّيْلِ ثُمَّ جَاءَهُ الْغَدَ فَصَلَّى بِهِ الصُّبْحَ حِينَ أَسْفَرَ قَلِيلًا ثُمَّ صَلَّى بِهِ الظُّهْرَ حِينَ كَانَ الظِّلُّ مِثْلَهُ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِينَ كَانَ الظِّلُّ مِثْلَيْهِ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ بِوَقْتٍ وَاحِدٍ حِينَ غَرَبَتْ الشَّمْسُ وَحَلَّ فِطْرُ الصَّائِمِ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ حِينَ ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنْ اللَّيْلِ ثُمَّ قَالَ الصَّلَاةُ مَا بَيْنَ صَلَاتِكَ أَمْسِ وَصَلَاتِكَ الْيَوْمَ (سنن نسائی حدیث نمبر ۵۰۱، باب آخر وقت الظهر)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ جبریل امین تشریف لائے ہیں، تاکہ تم کو دین سکھائیں ، پس جبریل امین نے صبح کی نماز فجر کے طلوع ہونے (یعنی صبح صادق ہونے) پر پڑھائی، اور ظہر کی نماز سورج کے زوال ہونے پر پڑھائی، اور عصر کی نماز سایہ کے ایک مثل ہونے پر پڑھائی، پھر مغرب کی نماز اس وقت پڑھائی، جب سورج غروب ہوگیا اور روزہ دار کے لئے افطار جائز ہوگیا، پھر عشاء کی نماز اس وقت پڑھائی، جب رات کی شفق چلی گئی، پھر حضرت جبریل اگلے دن تشریف لائے اور صبح کی نماز کچھ روشنی ہوجانے پر پڑھائی، پھر ظہر کی نماز ایک مثل سایہ ہوجانے پر پڑھائی، پھر عصر کی نماز سایہ کے دو مثل ہوجانے پر پڑھائی، پھر مغرب کی نماز سورج کے ٹھیک غروب ہونے پر پڑھائی، جبکہ روزہ دار کے لئے افطار جائز ہوگیا، پھر عشاء کی نماز رات کا کچھ حصہ گزر جانے کے بعد پڑھائی، پھر فرمایا کہ نماز کا وقت آپ کی کل کی اور آج کی نمازوں کے درمیان ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :أَمَّنِي جِبْرِيلُ فِي الصَّلَاةِ، فَصَلَّى الظُّهْرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ، وَصَلَّى الْعَصْرَ حِينَ كَانَ الْفَيْءُ قَامَةً ، وَصَلَّى الْمَغْرِبَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ، وَصَلَّى الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ ، وَصَلَّى الْفَجْرَ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ، ثُمَّ جَاءَهُ الْغَدُ، فَصَلَّى الظُّهْرَ وَفَيْءُ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلُهُ،

Idara Ghufran

وَصَلَّى الْعَصْرَ وَالظِّلُّ قَامَتَانِ ، وَصَلَّى الْمَغْرِبَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ، وَصَلَّى الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ الْأَوَّلِ، وَصَلَّى الصُّبْحَ حِينَ كَادَتِ الشَّمْسُ تَطْلُعُ، ثُمَّ قَالَ :الصَّلَاةُ فِيمَا بَيْنَ هَذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ (مسند احمد حديث نمبر ۱۱۲۴۹، واللفظ لهٗ، المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ۵۵۰۳)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری حضرت جبریل (علیہ السلام) نے نماز میں امامت کی، تو ظہر اس وقت پڑھائی، جب سورج کا زوال ہوگیا، اور عصر اس وقت پڑھائی، جب سایہ ایک مثل ہوگیا، اور مغرب کی نماز سورج غروب ہونے کے بعد پڑھائی، اور عشاء کی نماز اس وقت پڑھائی، جب شفق غائب ہوگئی، اور فجر کی نماز سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھائی، پھر اگلے دن حضرت جبریل امین تشریف لائے، اور ظہر اس وقت پڑھائی، جب ہر چیز کا سایہ اس کے ایک مثل تھا، اور عصر کی نماز اس وقت پڑھائی، جب سایہ دو مثل تھا، اور مغرب کی نماز سورج غروب ہونے کے بعد پڑھائی، اور عشاء کی نماز رات کی اول تہائی رات تک پڑھائی، اور فجر کی نماز اس وقت پڑھائی، جب سورج بالکل طلوع ہونے کے قریب تھا، اور پھر حضرت جبریل امین (علیہ السلام) نے فرمایا کہ ان ہر دو وقتوں کے درمیان (اس وقت کی) نماز کا وقت ہے (ترجمہ ختم)

نماز کے اوقات سے متعلق حضرت جبریل امین کی امامت کے واقعہ سمیت ان تمام صحیح اور مرفوع احادیث سے ایک مثل ہونے پر عصر کے وقت کی ابتداء کا ہونا معلوم ہو رہا ہے۔

لہٰذا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی اس روایت کو ترجیح حاصل ہے، جو ان صحیح اور صریح مرفوع احادیث کے مطابق ہے۔

جبکہ بہت سے مشائخِ احناف نے فرمایا کہ مناسب اور احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ ظہر کی نماز تو ایک مثل کے اندر اندر ادا کرلی جائے، اور عصر کی نماز دو مثل ہونے کے بعد ادا کی جائے، تاکہ اختلاف سے بھی حفاظت ہوجائے، اور دونوں نمازیں اپنے اپنے یقینی اوقات میں ادا ہوجائیں۔

(كذافي:فتح القدير، كتاب الصلاة، باب المواقيت ،منية المصلي، كتاب الصلاة، ردالمحتار، كتاب الصلاة، الجوهرة النيرة، كتاب الصلاة، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الصلاة، الباب الاول، الفصل الاول ،مجمع الانهر، كتاب الصلاة، وقت الظهر)

جس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک مثل کے اندر کا وقت تو ظہر کے ساتھ خاص رکھا جائے، اور دو مثل کے بعد کا وقت عصر کے ساتھ خاص رکھا جائے، اور ایک مثل سے لے کر دو مثل کے درمیان نہ تو ظہر کی نماز پڑھی

جائے، اور نہ ہی عصر کی۔ البتہ اگر کوئی معذور شخص ہو، کہ کسی عذر ومجبوری کی وجہ سے ظہر کی نماز میں تاخیر ہوجائے، اور وہ ایک مثل کے بعد اور دو مثل سے پہلے پہلے ظہر کی نماز پڑھے، تو اس کی نماز ادا کہلائے گی۔ اور اسی طرح اگر کسی مجبوری کی وجہ سے عصر کی نماز ایک مثل کے بعد پڑھنے کی ضرورت پیش آئے، تو اس کی گنجائش ہوگی (کذافی معارف السنن ج۲ص ۱۲ ،فیض الباری شرح البخاری، باب مواقیت الصلاۃ)

پس اختلاف سے بچنے اور مرفوع احادیث واحتیاط پر عمل کا تقاضا یہی ہے کہ جب تک کوئی عذر نہ ہو، ظہر کی نماز ایک مثل کے اندر اندر اور عصر کی نماز دو مثل ہونے پر پڑھی جائے۔

گرمیوں میں ظہر کی نماز تاخیر سے پڑھنا افضل ہے

پہلے گزر چکا ہے کہ ظہر کا وقت سورج کے زوال پر شروع ہوجاتا ہے، اس لئے سورج کے زوال کے بعد ظہر کی نماز پڑھنا جائز ہے، البتہ گرمیوں کے موسم میں ظہر کی نماز کچھ تاخیر کرکے پڑھنا افضل ہے۔

چنانچہ امام محمد رحمہ اللہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کرتے ہیں کہ:

أن رسول الله ﷺ قال :إذا كان الحر فأبردوا عن الصلاة فإن شدة الحر من فيح جهنم (مؤطا امام محمد، كتاب الصلاة، باب الصلاة فى شدة الحر)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب گرمی ہو تو ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کرکے (یعنی تاخیر سے) پڑھو، کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے سانس لینے سے ہے (ترجمہ ختم)

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وبهذا نأخذ نبرد لصلاة الظهر فى الصيف ونصلى فى الشتاء حين تزول الشمس وهو قول أبى حنيفة رحمه الله (مؤطا امام محمد،حوالهٔ بالا)

ترجمہ: ہم اسی حدیث کو لیتے ہیں، گرمیوں میں ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کرکے پڑھنے کے قائل ہیں، اور سردیوں میں سورج کے زوال کے بعد (جلدی) پڑھنے کے قائل ہیں، اور یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ الْحَرُّ أَبْرَدَ بِالصَّلَاةِ وَإِذَا كَانَ الْبَرْدُ عَجَّلَ (سنن النسائى ،حديث نمبر ۴۹۸،باب تعجيل الظهر فى البرد، واللفظ لهٔ، شرح معانى الآثار حديث نمبر ۱۱۲۸)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ گرمی کے وقت ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کر کے (یعنی تاخیر سے) پڑھا کرتے تھے، اور سردی کے وقت جلدی پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَأَرَادَ الْمُؤَذِّنُ أَنْ يُؤَذِّنَ لِلظُّهْرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْرِدْ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ لَهُ أَبْرِدْ حَتَّى رَأَيْنَا فَيْءَ التُّلُولِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ (بخاری حدیث نمبر ۵۰۶، كتاب مواقيت الصلاة، باب الإبراد بالظهر فى السفر، واللفظ لهٗ، مسلم حديث نمبر ۱۴۳۱، باب استحباب الإبراد بالظهر فى شدة الحر، ابوداؤد حديث نمبر ۴۰۱، باب فى وقت صلاة الظهر)

ترجمہ: ہم نبی ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے، مؤذن نے ظہر کی اذان دینی چاہی، تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ ٹھنڈی کرو، پھر اس نے دوبارہ اذان دینی چاہی، تو نبی ﷺ نے پھر فرمایا کہ ٹھنڈی کرو، یہاں تک کہ ہم نے ٹیلوں کے سائے کو دیکھ لیا (یعنی سورج کے زوال کو اتنی تاخیر ہوگئی کہ ٹیلوں کے سائے بھی زمین پر نظر آنے لگے) پھر نبی ﷺ نے فرمایا کہ گرمی کی شدت جہنم کے سانس لینے کی وجہ سے ہے، پس جب گرمی کی شدت ہوا کرے، تو تم ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کر کے (یعنی تاخیر سے) پڑھا کرو (ترجمہ ختم)

یعنی جب سورج کے زوال کو اتنی تاخیر ہوگئی کہ ٹیلوں کے سائے بھی زمین پر نظر آنے لگے، پھر آپ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر اور حضر میں ہر جگہ گرمی کے موسم میں ظہر کی نماز ٹھنڈی کر کے یعنی تاخیر سے پڑھنا افضل وسنت ہے (كذافى ترمذى، بَاب مَا جَاءَ فِي تَأْخِيرِ الظُّهْرِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ)

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَبْرِدُوا بِالظُّهْرِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ (بخاری، حديث نمبر ۵۰۵، كتاب مواقيت الصلاة، باب الابراد بالظهر فى شدة الحر، سنن ابنِ ماجة حديث نمبر ۶۷۱، واللفظ لهما، مسند احمد حديث نمبر ۱۱۴۹۰)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھو، کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے سانس لینے سے ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

أَبْـرِدُوا بِـالظُّهْرِ فَإِنَّ الَّذِى تَجِدُونَ مِنُ الُحَرِّ مِنُ فَيُحِ جَهَنَّمَ (سنن نسائی حدیث نمبر ۵۰۰)

ترجمہ: ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھو، کیونکہ تم جو گرمی کی شدت پاتے ہو، وہ جہنم کے سانس لینے سے ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْرِدُوا بِالظُّهْرِ (سنن ابنِ ماجة حديث نمبر ۶۷۳، كتاب الصلاة، باب الإبراد بالظهر فى شدة الحر)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھو (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :أَبْرِدُوا بِالظُّهْرِ، فَإِنَّ حَرَّهَا مِنُ فَيُحِ جَهَنَّمَ "(مسند احمد حديث نمبر ۸۹۰۰ وحديث نمبر ۱۰۸۰۲)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھو، کیونکہ گرمی جہنم کے سانس لینے سے ہے (ترجمہ ختم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ گرمیوں کے موسم میں ظہر کی نماز تاخیر کر کے پڑھنا افضل ہے، بشرطیکہ اتنی تاخیر نہ ہو کہ ایک مثل سے زیادہ سایہ ہو جائے (مرقاۃ، کتاب الصلاۃ، باب تعجیل الصلوات)

عصر کی نماز ہمیشہ تاخیر سے پڑھنا افضل ہے

عصر کی نماز کا وقت شروع ہونے کی تفصیل تو پیچھے ذکر کی جا چکی ہے، لہٰذا عصر کا وقت داخل ہونے کے بعد عصر کی نماز پڑھنا جائز ہے۔

لیکن ہمارے فقہائے کرام کے نزدیک عام حالات میں گرمی اور سردی میں ہمیشہ عصر کی نماز تاخیر (یعنی دیر) سے پڑھنا افضل و مسنون ہے، اور تاخیر کا مطلب یہ ہے کہ دو مثل سایہ ہو جانے کے بعد سے لے کر سورج کے ماند پڑنے سے پہلے پہلے عصر کی نماز پڑھ لی جائے، کیونکہ سورج کے ماند پڑنے پر مکروہ وقت شروع ہو جاتا ہے (بدائع الصنائع، کتاب الصلاۃ، فصل شرائط ارکان الصلاۃ)

جبکہ بعض دوسرے فقہاء اور خاص کر امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک عصر کی نماز تعجیل سے (یعنی جلدی) پڑھنا افضل ہے، اور تعجیل کا مطلب ان کے نزدیک یہ ہے کہ ایک مثل سایہ ہو جانے سے لے کر دو مثل

ہونے سے پہلے پہلے عصر کی نماز پڑھی جائے۔

اور ہمارے فقہائے کرام کا قول دلائل کی رو سے زیادہ درست اور مضبوط ہے۔

چنانچہ امام محمد رحمہ اللہ اپنی کتاب الحجہ علیٰ اہل المدینہ میں فرماتے ہیں کہ:

قال ابو حنيفة رضى الله عنه تأخير صلاة العصر افضل من تعجيلها اذا صليت والشمس بيضاء نقية لم تتغير وعلى ذلك كان اصحاب عبد الله بن مسعود بالكوفة (الحجة على اهل المدينة، باب اختلاف أهل الكوفة وأهل المدينة فى الصلوات و المواقيت)

ترجمہ: حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عصر کی نماز تاخیر سے پڑھنا افضل ہے، بنسبت جلدی پڑھنے کے، بشرطیکہ اس وقت پڑھی جائے، جبکہ سورج صاف اور چمکدار رہو، اس میں تغیر پیدا نہ ہوا ہو، اور اسی پر کوفہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب کا عمل تھا (ترجمہ ختم)

اور حضرت امام محمد رحمہ اللہ اپنی دوسری کتاب مؤطا میں فرماتے ہیں کہ:

وتأخير العصر أفضل من تعجيلها ما دامت الشمس بيضاء نقية لم تخالطها صفرة .وهو قول أبى حنيفة رحمه الله والعامة من فقهائنا رحمهم الله تعالى (مؤطاامام محمد، كتاب السير وغيره، باب التفسير)

ترجمہ: اور عصر کی نماز تاخیر سے پڑھنا افضل ہے، بنسبت جلدی پڑھنے کے، اس وقت تک جبکہ سورج صاف اور چمکدار رہو، اس میں زردی شامل نہ ہوئی ہو، اور یہی حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ہمارے عام فقہائے کرام رحمہم اللہ کا قول ہے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے نزدیک سورج کے صاف اور چمکدار رہنے اور زردی شامل نہ ہونے سے پہلے تک مستحب وقت جاری رہتا ہے۔

اور ایک مقام پر حضرت امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

تأخير العصر أفضل عندنامن تعجيلها إذا صليتها والشمس بيضاء نقية لم تدخلها صفرة وبذلك جاء ت عامة الآثار وهوقول أبى حنيفة وقد قال بعض الفقهاء :إنما سميت العصر لأنها تعصر وتؤخر (المؤطاللامام محمد، كتاب الصلاة، باب وقوت الصلاة)

ترجمہ: ہمارے نزدیک عصر کی نماز تاخیر سے افضل ہے، بنسبت جلدی پڑھنے کے، بشرطیکہ

اس وقت پڑھی جائے، جبکہ سورج صاف اور چمکدار ہو، اس میں زردی شامل نہ ہوئی ہو، اور عمومی احادیث اسی سے متعلق آئی ہیں، اور یہی حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے، اور بعض فقہاء نے فرمایا کہ عصر کا نام عصر اسی لئے رکھا گیا ہے، کہ اس کو نچوڑا اور مؤخر کیا جاتا ہے(ترجمہ ختم)

حضرت امام محمد رحمہ اللہ کے کلام سے معلوم ہوا، کہ عصر کی نماز تاخیر سے پڑھنا افضل ہے، جبکہ سورج صاف اور چمکدار ہو، اور زرد اور ماند نہ پڑ جائے (کیونکہ یہ گناہ ہے) اور عمومی احادیث سے یہی معلوم ہوتا ہے اور عصر کے نام سے بھی اس کو تاخیر سے پڑھنے کی طرف اشارہ ہے۔

ہم آگے اسی کی تفصیل ذکر کرتے ہیں۔

(۱)......حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کی امامتِ جبریل کی ایک لمبی حدیث میں ہے کہ:

ثُـمَّ صَـلَّـى مِنَ الْغَدِ الظُّهْرَ حِينَ كَانَ الظِّلُّ طُولَ الرَّجُلِ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ مِثْلَيْهِ قَدْرَ مَا يَسِيرُ الرَّاكِبُ سَيْرَ الْعَنَقِ إِلَى ذِى الْحُلَيْفَةِ (سنن نسائی حدیث نمبر ۵۲۳،باب آخر وقت المغرب، واللفظ لهٗ، مصنف ابنِ ابی شیبة حدیث نمبر ۳۲۴۵)

ترجمہ: پھر رسول اللہ ﷺ نے اگلے دن ظہر کی نماز اس وقت پڑھی، جب آدمی کا سایہ اس کے قد کے برابر تھا، پھر عصر کی نماز اس وقت پڑھی، جب آدمی کا سایہ اس کے دو مثل تھا، اور غروب ہونے میں اتنا وقت باقی تھا کہ اونٹ پر سوار شخص ذوالحلیفہ پہنچ جائے (ترجمہ ختم)

امامتِ جبریل کی اس حدیث میں صاف وضاحت ہے کہ حضور ﷺ نے عصر کی نماز جو دو مثل ہونے پر پڑھی، تو اس کے بعد سورج غروب ہونے میں اتنا وقت باقی تھا کہ اونٹ پر سوار شخص ذوالحلیفہ کا فاصلہ طے کرلیا کرتا تھا، اور ذوالحلیفہ مدینہ منورہ سے چھ میل کے فاصلہ پر تھا، جس کی احادیث میں بھی تصریح پائی جاتی ہے۔

(کذافی مرقاة، کتاب الصلاة، باب صلاة السفر،فیض الباری شرح البخاری، کتاب الصلاة، باب المساجد التی علی طرق المدینة،فتح الباری لابنِ حجر،باب مهل أهل مكة للحج والعمرة،شرح النووی علی مسلم ، باب صلاة المسافرين وقصرها)

پس اس بات میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ ذوالحلیفہ یا چھ میل کا فاصلہ طے کرنے سے مراد دو مثل کے بعد کا ہی وقت ہے۔

(۲)......اور حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- يَقُولُ نَزَلَ جِبْرِيلُ -صلى الله عليه وسلم- فَأَخْبَرَنِى بِوَقْتِ الصَّلاَةِ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ . يَحْسُبُ بِأَصَابِعِهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- صَلَّى الظُّهْرَ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ وَرُبَّمَا أَخَّرَهَا حِينَ يَشْتَدُّ الْحَرُّ وَرَأَيْتُهُ يُصَلِّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ قَبْلَ أَنْ تَدْخُلَهَا الصُّفْرَةُ فَيَنْصَرِفُ الرَّجُلُ مِنَ الصَّلاَةِ فَيَأْتِى ذَا الْحُلَيْفَةِ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ (ابوداؤد حديث نمبر ۳۹۴، كتاب الصلاة، باب فى المواقيت،واللفظ لهٗ، سنن دارقطنى حديث نمبر ۱۰۰۰ ، صحيح ابنِ حبان حديث نمبر ۱۴۴۹ ،باب ذكر البيان بأن الصلوات الخمس أخذها محمد عن جبريل صلوات الله عليهما،المعجم الكبير ۱۴۱۳۵ ،المعجم الاوسط للطبرانى، حديث نمبر ۸۶۹۴)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرمارہے تھے کہ جبریل علیہ السلام نازل ہوئے، اورانہوں نے مجھے نماز کے وقت کی خبر دی، میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی،، پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی، رسول اللہ ﷺ نے پانچ انگلیوں سے پانچ نمازوں کو شمار کرایا۔اس کے بعد میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ظہر کی نماز سورج کے زوال ہونے پر پڑھی، اور بہت سی مرتبہ تاخیر سے پڑھی، جبکہ گرمی کی شدت تھی، اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ عصر کی نماز اس وقت پڑھتے تھے، جبکہ سورج بلند اور چمکدار ہوتا تھا، اس میں پیلا پن داخل ہونے سے پہلے، پس آدمی عصر کی نماز پڑھ کر سورج غروب ہونے سے پہلے ذوالحلیفہ پہنچ جاتا تھا (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امامتِ جبریل کے بعد حضور ﷺ کا معمول گرمی کی شدت میں ظہر کی نماز تاخیر سے پڑھنے کا، اور عصر کی نماز سورج کے پھیکا اور ماند ہونے سے پہلے پڑھنے کا تھا، جبکہ عصر کی نماز پڑھ کر ذوالحلیفہ پہنچنا ممکن ہوا کرتا تھا، جو کہ مدینہ سے چھ میل کے فاصلہ پر تھا۔

(۳)......اور ابنِ ابی عاصم نے حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ کی جو حدیث روایت کی ہے، اس میں اس کی بھی وضاحت ہے کہ عصر کی نماز کے بعد سوار شخص ذوالحلیفہ پہنچ جاتا تھا۔

چنانچہ اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول :نزل جبريل عليه السلام على فصليت معه ثم صليت معه فرأيته بعد يصلى الظهر حين تزيغ الشمس ، وربما أخرها في شدة الحر ، والعصر والشمس بيضاء نقية يسير الراكب حين ينصرف منها إلى ذى الحليفة ستة أميال قبل غروب الشمس ، ويصلى المغرب إذا وجبت الشمس ويصلى العشاء إذا اسود الأفق (الآحاد والمثانى لابنِ ابى عاصم حديث نمبر ۱۷۵۵)

ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے، تو میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر میں نے دوسری مرتبہ ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ حضرت ابومسعود فرماتے ہیں کہ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کے بعد ظہر کی نماز سورج کے زوال کے بعد پڑھتے ہوئے دیکھا، اور گرمی کی شدت میں بسا اوقات مؤخر کر کے پڑھتے ہوئے دیکھا، اور عصر کی نماز سورج کے روشن اور صاف ہونے کے وقت پڑھتے ہوئے دیکھا، جبکہ سوار شخص عصر کی نماز پڑھ کر مدینہ سے ذوالحلیفہ جو کہ چھ میل کے فاصلے پر ہے، غروب سے پہلے پہنچ جاتا تھا، اور مغرب کی نماز سورج غروب ہونے پر پڑھتے ہوئے دیکھا، اور عشاء کی نماز افق پر اندھیرا ہونے کے وقت پڑھتے ہوئے دیکھا (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا معمول عصر کی نماز پڑھنے کا ایسے وقت تھا، جبکہ نماز پڑھ کر سوار شخص چھ میل کا فاصلہ طے کرلیا کرتا تھا۔

اور ایسے وقت پر سورج کا روشن اور صاف ہونا قرار دیا گیا ہے، اور آگے آتا ہے کہ سوار شخص کو اتنا فاصلہ طے کرنا دو مثل کے بعد نماز پڑھنے کی صورت میں بآسانی ممکن ہے۔

(۴)......اور حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- الْمَدِينَةَ فَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَصْرَ مَا دَامَتِ الشَّمْسُ بَيْضَاءَ نَقِيَّةً .(ابوداؤد حديث نمبر ۴۰۸، كتاب الصلاة، باب فى وقت صلاة العصر، واللفظ لهٗ، معرفة الصحابة لابى نعيم حديث نمبر ۴۹۵۲)

ترجمہ: ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے، تو رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز اتنی تاخیر سے پڑھا کرتے تھے کہ اس وقت تک سورج صاف اور چمکدار رہا کرتا تھا (ترجمہ ختم)

اس حدیث میں حضور ﷺ کے عصر کی نماز کو تاخیر سے ادا کرنے کی وضاحت ہے، اور ساتھ ہی یہ بھی کہ اس

وقت تک سورج صاف اور چمکدار رہا کرتا تھا۔

اور اس سے مراد دو مثل کے بعد کا وقت ہے، جیسا کہ پہلے گزرا (عمدۃ القاری، باب وقت العصر)

(۵)......اور حضرت سلیمان بن موسیٰ فرماتے ہیں کہ:

نبئت أن رسول الله صلى الله عليه و سلم يقول صلوا صلاة العصر بقدر ما يسير الراكب إلى ذى الحليفة ستة أميال (مصنف عبدالرزاق حديث نمبر ۲۰۷۳، كتاب الصلاة، باب وقت العصر)

ترجمہ: مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عصر کی نماز اس وقت پڑھو کہ جب سورج غروب ہونے میں اتنی مقدار باقی ہو کہ سوار شخص ذوالحلیفہ تک جو کہ چھ میل کے فاصلہ پر ہے، پہنچ جائے (ترجمہ ختم)

یہ حدیث اگرچہ منقطع ہے، لیکن دیگر احادیث و روایات کے ساتھ مل کر قابلِ استدلال ہے۔

اور اس حدیث سے بھی عصر کی نماز کو اتنی تاخیر سے پڑھنے کا ثبوت ہوتا ہے کہ سوار شخص ذوالحلیفہ تک پہنچ جائے، اور یہ وقت دو مثل کے بعد کا ہی ہے۔ اور تاخیر کے لفظ سے اس طرف اشارہ ہے کہ اگرچہ عصر کی نماز کا وقت ایک مثل پر شروع ہو جاتا ہو، لیکن بہر حال افضل دو مثل پر پڑھنا ہے، اور یہی تعجیل کے مقابلہ میں تاخیر ہے۔

(۶)......اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- الْعَصْرَ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِى سَلِمَةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ عِنْدِى جَزُورًا أُرِيدُ أَنْ أَنْحَرَهَا فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ تَحْضُرَهَا فَانْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- وَانْصَرَفْنَا فَنُحِرَتِ الْجَزُورُ وَصُنِعَ لَنَا مِنْهَا وَطَعِمْنَا مِنْهَا قَبْلَ أَنْ تَغِيبَ الشَّمْسُ وَكُنَّا نُصَلِّى الْعَصْرَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فَيَسِيرُ الرَّاكِبُ سِتَّةَ أَمْيَالٍ قَبْلَ أَنْ تَغِيبَ الشَّمْسُ (سنن دارقطنى حديث نمبر ۱۰۱۲)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی، پھر جب نماز سے فارغ ہوئے، تو بنی سلمہ کے ایک آدمی نے کہا کہ اے اللہ کے رسول میرے پاس ایک بھیڑ ہے، میں اسے ذبح کرنا چاہتا ہو، اور میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ بھی تشریف لائیں، تو رسول اللہ ﷺ اس کے ساتھ تشریف لے گئے، اور ہم بھی ساتھ تھے، بھیڑ کو ذبح کیا گیا، اور اس میں سے کچھ پکایا گیا، اور ہم نے اس سے کھالیا، سورج غروب ہونے سے پہلے، اور ہم رسول اللہ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھا

کرتے تھے،تو سوار شخص سورج غروب ہونے سے پہلے چھ میل کا سفر کرلیا کرتا تھا(ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز اس وقت پڑھا کرتے تھے، کہ سورج غروب ہونے میں اتنی دیر باقی ہوتی تھی، کہ سوار شخص چھ میل کا سفر طے کرلیا کرتا تھا،اور جو بھیڑ ذبح کرنے کا واقعہ ہے، وہ بھی اسی پر محمول ہے، کہ اتنے وقت میں بھیڑ کو ذبح کر کے اس کا کچھ گوشت پکا کر تناول کرنا ممکن ہے، بالخصوص جبکہ ذبح کرنے والا ماہر ہو،اور گوشت پکانے میں آج کل کی طرح کے مختلف تکلفات بھی شامل نہ ہوں،جیسا کہ حضور ﷺ کے زمانے میں صحابۂ کرام کا حال تھا۔

اور یہ بات اپنے مقام پر طے ہوچکی ہے کہ سوار شخص چھ میل کا فاصلہ دو مثل کے بعد نماز پڑھ کر بآسانی طے کرسکتا ہے۔لہٰذا اس حدیث سے حضور ﷺ کا تاخیر سے نماز پڑھنا ثابت ہوا۔

(کذافی فتح القدیر، کتاب الصلاۃ، باب المواقیت ،شرح معانی الآثار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ العصر ھل تعجل أو تؤخر ؟)

(۷)......اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- كَانَ يُصَلِّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ حَيَّةٌ فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى الْعَوَالِى فَيَأْتِيهَا وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ (سنن دارقطنی حدیث نمبر ۱۰۰۷)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز سورج کے روشن اور صاف ہونے کے وقت پڑھتے تھے، جبکہ جانے والا اعوالی کی طرف جاتا تھا،اور وہاں پہنچتا تھا،اور سورج بلند ہوتا تھا(ترجمہ ختم)

سورج کے زندہ ہونے کا مطلب تو یہ ہے کہ وہ ماند نہیں پڑتا تھا،یعنی اصفرارِ شمس نہیں ہوتا تھا۔

اور عوالی مدینہ سے دو یا تین میل کے فاصلے پر تھا،جبکہ بعض نے چار اور بعض نے چھ میل کہا ہے۔

اور سورج بلند ہونے کا مطلب یا تو یہ ہے کہ نماز سے فراغت پر سورج بلند ہوتا تھا،اور یا پھر مطلب یہ ہے کہ بعض موسموں میں تیز سواری پر سفر کر کے عوالی پہنچنے پر بھی سورج نظر آرہا ہوتا تھا۔

اور اس دور میں مدینہ منورہ میں کثیر و رفیع عمارات کا سلسلہ نہیں تھا،جس کی وجہ سے دیر تک سورج افق سے بلند نظر آتا تھا،جیسا کہ آج کل بھی گاؤں دیہات وغیرہ میں اس کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

(۸)......اور حضرت ثابت بن عبید فرماتے ہیں کہ:

سَأَلْتُ أَنَسًا عَنْ وَقْتِ الْعَصْرِ ؟ فَقَالَ :وَقْتُهَا أَنْ تَسِيرَ سِتَّةَ أَمْيَالٍ إِلَى أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ (مصنف ابنِ ابی شیبة حدیث نمبر ۳۳۳۵)

ترجمہ: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے عصر کے وقت کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا کہ اس کا وقت وہ ہے کہ آپ غروب ہونے سے پہلے چھ میل کا سفر کرلیں (ترجمہ ختم)

اس روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی گذشتہ حدیث کی وضاحت بھی موجود ہے۔

اور خلیفۂ راشد حضرت عمر بن خطاب اور دیگر کئی صحابۂ کرام وتابعینِ عظام سے بھی مذکورہ تفصیل مروی ہے

(۹)......چنانچہ حضرت نافع رحمہ اللہ ایک لمبی روایت میں فرماتے ہیں کہ:

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَتَبَ إِلَى عُمَّالِهِ إِنَّ أَهَمَّ أَمْرِكُمْ عِنْدِي الصَّلَاةُ فَمَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا حَفِظَ دِينَهُ وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا أَضْيَعُ ثُمَّ كَتَبَ أَنْ صَلُّوا الظُّهْرَ إِذَا كَانَ الْفَيْءُ ذِرَاعًا إِلَى أَنْ يَكُونَ ظِلُّ أَحَدِكُمْ مِثْلَهُ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ قَدْرَ مَا يَسِيرُ الرَّاكِبُ فَرْسَخَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ وَالْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتْ الشَّمْسُ وَالْعِشَاءَ إِذَا غَابَ الشَّفَقُ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ (مؤطاامام مالک ،حدیث نمبر ۵، کتاب الصلاة،باب وقوت الصلاة، واللفظ لہٗ، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۰۳۷، کتاب الصلاة، باب المواقیت)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنروں کو یہ لکھا کہ میرے نزدیک تمہارے کاموں میں سب سے اہم کام نماز ہے، پس جس نے نماز کی حفاظت کی اور (ہمیشہ) اس کی حفاظت کرتا رہا تو اس نے اپنے دین کی حفاظت کرلی، اور جس نے نماز کو ضائع کردیا تو وہ اس کے علاوہ (دوسری عبادات واعمال) کو بدرجۂ اولیٰ ضائع کرنے والا ہوگا، پھر یہ تحریر فرمایا کہ ظہر کی نماز اس وقت پڑھو، جبکہ سایہ ایک ہاتھ ہوجائے، یہاں تک کہ تمہارے سائے کے برابر پہنچ جائے (یعنی ظہر کی نماز اس عرصہ کے درمیان پڑھو) اور عصر کی نماز اس وقت پڑھو، جبکہ سورج بلند ہو، روشن اور چمکدار ہو، سورج غروب ہونے سے پہلے اتنی دیر باقی ہو کہ سوار شخص دو یا تین فرسخ سفر کرلے، اور مغرب سورج غروب ہونے پر پڑھو، عشاء شفق غائب ہونے پر تہائی رات تک پڑھو (ترجمہ ختم)

ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے (شرح النووی علی مسلم، کتاب الصیام، باب جواز الصوم والفطرالخ، المنتقی شرح المنتقی جلد۱)

اس روایت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے اس کی تصریح ہے کہ عصر کی نماز اس وقت پڑھی جائے ،جبکہ سورج غروب ہونے میں اتنی دیر باقی ہو، کہ سوار شخص دو فرسخ (یعنی چھ میل) یا تین فرسخ (یعنی نو میل) کا سفر طے کرلے، اور یہ وقت دو مثل کے بعد کا ہی ہے، جس کی تفصیل پہلے گزری، لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ

عنہ کا یہ ارشاد مرفوع احادیث اور حضور ﷺ کے معمول کے مطابق ہے۔

اور دو کے ساتھ تین فرسخ کا ذکر اس لئے کیا گیا کہ ہر موسم اور ہر زمانہ میں وقت یکساں نہیں ہوتا، بعض موسموں میں جبکہ دن لمبا ہو تین فرسخ کا بھی سفر کیا جا سکتا ہے۔

(۱۰)......اور حضرت عروہ سے روایت ہے کہ:

كتب عمر بن الخطاب أن صلوا والشمس بيضاء نقية قدر ما يسير الراكب فرسخين إلى أن تغرب الشمس (مصنف عبدالرزاق حديث نمبر ۲۰۷۳، كتاب الصلاة، باب وقت العصر)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ تحریر فرمایا کہ تم لوگ عصر کی نماز اس وقت پڑھو، جبکہ سورج روشن اور صاف ہو، اور سورج غروب ہونے میں اتنی دیر باقی ہو کہ سوار شخص دو فرسخ (چھ میل) کا سفر کر سکے (ترجمہ ختم)

اس کی تفصیل پیچھے گزر چکی۔

(۱۱)......اور حضرت نافع بن جبیر فرماتے ہیں کہ:

كَتَبَ عُمَرُ إِلَى أَبِي مُوسَى :أَنْ صَلِّ الظُّهْرَ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ ، وَصَلِّ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ حَيَّةٌ ، وَصَلِّ الْمَغْرِبَ إِذَا اخْتَلَطَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ ، وَصَلِّ الْعِشَاءَ أَيَّ اللَّيْلِ شِئْتَ ، وَصَلِّ الْفَجْرَ إِذَا نَوَّرَ النُّورُ .(مصنف ابنِ ابی شيبة حديث نمبر ۳۲۵۰)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا کہ آپ ظہر کی نماز سورج کے زوال ہونے کے بعد پڑھیں، اور عصر کی نماز اس وقت پڑھیں، جبکہ سورج زندہ اور چمکدار ہو، اور مغرب کی نماز اس وقت پڑھیں، جب رات اور دن کا اختلاط ہو، اور عشاء کی نماز رات میں جس وقت چاہیں پڑھیں، اور فجر کی نماز صبح کی روشنی ہو جانے پر پڑھیں (ترجمہ ختم)

اور سورج کے زندہ و چمکدار ہونے کی وضاحت پہلے گزر چکی ہے کہ یہ دو مثل کے بعد کا وقت ہے۔

(۱۲)......اور حضرت مالک فرماتے ہیں کہ:

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَتَبَ إِلَى أَبِي مُوسَى أَنْ صَلِّ الظُّهْرَ إِذَا زَاغَتْ الشَّمْسُ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَهَا صُفْرَةٌ وَالْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتْ

الشَّمُسُ وَأَخِّرُ الْعِشَاءَ مَا لَمْ تَنَمْ (مؤطا امام مالک ،حدیث نمبر ۶، کتاب الصلاۃ،باب وقوت الصلاۃ،واللفظ لہٗ، الحجة علی اهل المدینة، باب اختلاف أهل الکوفة وأهل المدینة فی الصلوات و المواقیت،مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۰۳۶، کتاب الصلاۃ، باب المواقیت)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ کی طرف یہ لکھا کہ ظہر کی نماز سورج کے زوال ہونے کے بعد پڑھیں اور عصر کی نماز اس وقت پڑھیں، جب سورج روشن اور چمکدار ہو،اوراس میں زردی نہ آئی ہو،اور مغرب سورج غروب ہونے کے بعد پڑھیں، اورعشاء کی نماز سونے کے وقت تک مؤخر کریں (ترجمہ ختم)

اس حدیث کونقل کرنے کے بعد حضرت امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

و کذلک نقول (الحجة علی اهل المدینة، باب اختلاف أهل الکوفة وأهل المدینة فی الصلوات و المواقیت)

ترجمہ: ہم اسی طرح کہتے ہیں (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ ہمارا قول حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ہدایت کے مطابق ہے۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد میں اس کی بھی وضاحت ہے کہ اتنی تاخیر نہ کی جائے کہ سورج ماند پڑجائے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجموعی روایات سے عصر کی نماز کا تاخیر سے پڑھنا معلوم ہوا، جو کہ ایک مثل کے بجائے دو مثل کے بعد کا وقت ہے۔

(۱۳)......اور حضرت ابنِ جریج فرماتے ہیں کہ:

قلت لنافع متی کان ابن عمر یصلی العصر قال والشمس بیضاء لم تتغیر من أسرع السیر سار قبل اللیل خمسة أمیال (مصنف عبدالرزاق،حدیث نمبر ۲۰۸۴ کتاب الصلاۃ، باب وقت العصر، واللفظ لہٗ، الاوسط لابن المنذر حدیث نمبر ۹۸۲)

ترجمہ: میں نے حضرت نافع سے عرض کیا کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ عصر کی نماز کب پڑھا کرتے تھے؟ تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ اس وقت جب سورج روشن ہوتا تھا،اور وہ متغیر (پھیکا) نہیں ہوتا تھا،تیز رفتار سوار رات شروع (یعنی سورج غروب) ہونے سے پہلے پانچ میل کا سفر کرلیا کرتا تھا (ترجمہ ختم)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کا یہ عمل اپنے والد ماجد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضور ﷺ کے معمول

اور ارشادات کے مطابق تھا، جس کی تفصیل پہلے گزر چکی۔

(۱۴)......اور حضرت عبداللہ بن رافع فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نماز کے وقت کے بارے میں سوال کیا:

فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَا أُخْبِرُكَ صَلِّ الظُّهْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ وَالْعَصْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَيْكَ وَالْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ (مؤطا امام مالک، حدیث نمبر ۸، باب وقوت الصلاۃ، واللفظ لہٗ، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۰۴۱، کتاب الصلاۃ، باب المواقیت،مؤطاامام محمد ،کتاب الصلاۃ، باب وقوت الصلاۃ)

ترجمہ: تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں آپ کو نماز کے وقت کی خبر دیتا ہوں، ظہر کی نماز اس وقت پڑھئے جب آپ کا سایہ ایک مثل ہو جائے، اور عصر کی نماز اس وقت پڑھئے جبکہ آپ کا سایہ دو مثل ہو جائے، اور مغرب کی نماز اس وقت پڑھئے، جب سورج غروب ہو جائے (ترجمہ ختم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا دو مثل پر عصر کی نماز پڑھنے کا حکم فرمانا کم از کم اس وقت عصر کی نماز کے مسنون و مستحب ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ظاہر ہے کہ یہ بات آپ ﷺ سے سن کر یا آپ کے عمل کو دیکھ کر ہی ارشاد فرمائی ہے، اور پہلے احادیث کے ذیل میں گزر چکا ہے کہ حضور ﷺ کا معمول دو مثل ہونے کے بعد ہی نمازِ عصر ادا فرمانے کا تھا۔

اور یہی وہ وقت ہے کہ جس کے بعد سوار تقریباً چھ میل کا سفر طے کر سکتا ہے۔

(۱۵)......اور حضرت سوار بن شبیب فرماتے ہیں کہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؛ أَنَّهُ كَانَ يُؤَخِّرُ الْعَصْرَ حَتَّى أَقُولَ :قَدِ اصْفَرَّتِ الشَّمْسُ .(مصنف ابنِ ابی شیبۃ، حدیث نمبر ۳۳۲۸، کتاب الصلاۃ، باب مَنْ كَانَ يُؤَخِّرُ الْعَصْرَ ، وَيَرَى تَأْخِيرَهَا)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ عصر کی نماز کو تاخیر سے ادا فرمایا کرتے تھے، یہاں تک کہ میں کہا کرتا تھا کہ سورج زرد پڑ گیا ہے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ عصر کی نماز اتنی تاخیر سے پڑھا کرتے تھے کہ حضرت سوار بن شبیب کو اصفرارِ شمس کا خطرہ ہونے لگتا تھا، اگرچہ فی الواقع ایسا نہیں ہوتا تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دونوں روایات ایک دوسرے کی تفصیل وتوضیح کرتی ہیں۔

Idara Ghufran

(۱۶)......اور حضرت عبدالرحمٰن بن یزید فرماتے ہیں کہ:

"أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ، كَانَ يُؤَخِّرُ الْعَصْرَ ." (المعجم الكبير للطبرانی حدیث نمبر ۹۱۷۶،واللفظ لهٔ، مصنف ابنِ ابی شيبة، حديث نمبر ۳۳۲۹ ، كتاب الصلاة، باب مَنْ كَانَ يُؤَخِّرُ الْعَصْرَ ، وَيَرَى تَأْخِيرَهَا، سنن دارقطنی حديث نمبر ۱۰۱۸)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عصر کی نماز تاخیر سے ادا فرمایا کرتے تھے(ترجمہ ختم)

(۱۷)......اور حضرت اعمش فرماتے ہیں کہ:

عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، قَالَ :كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ أَشَدَّ تَأْخِيرًا لِلْعَصْرِ مِنْكُمْ (مصنف ابنِ ابی شيبة حديث نمبر ۳۳۳۱)

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تم سے پہلے لوگ (یعنی صحابۂ کرام) تمہارے مقابلہ میں عصر کو زیادہ تاخیر سے پڑھنے والے تھے(ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم عصر کی نماز تاخیر سے پڑھا کرتے تھے، لہٰذا عصر کی نماز تاخیر سے پڑھنا افضل ہوا۔لیکن اتنی تاخیر سے نہیں کہ مکروہ وقت داخل ہو جائے۔

(كذافی شرح معانی الآثار، كتاب الصلاة، باب صلاة العصر هل تعجل أو تؤخر ؟)

(۱۸)......اور حضرت اعمش سے روایت ہے کہ:

كان أصحاب عبد الله بن مسعود يعجلون الظهر ويؤخرون العصر ويعجلون المغرب ويؤخرون العشاء (مصنف عبدالرزاق حديث نمبر ۲۰۴۳، باب المواقيت، كتاب الصلاة)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب ظہر کی نماز جلدی، اور عصر کی نماز تاخیر سے، اور مغرب کی نماز جلدی، اور عشاء کی نماز تاخیر سے ادا کیا کرتے تھے(ترجمہ ختم)

(۱۹)......اور حضرت خالد حذاء فرماتے ہیں کہ:

أَنَّ الْحَسَنَ وَابْنَ سِيرِينَ وَأَبَا قِلابَةَ كَانُوا يُمْسُونَ بِالْعَصْرِ . (سنن دارقطني، حديث نمبر ۱۰۱۵ كتاب الصلاة، باب ذكر بيان المواقيت واختلاف الروايات في ذلک، مصنف عبدالرزاق حديث نمبر ۲۰۸۸)

ترجمہ: حضرت حسن بصری اور محمد بن سیرین اور حضرت ابوقلابہ عصر کی نماز کو شام کر کے پڑھتے تھے(ترجمہ ختم)

اس روایت کے راوی ثقہ ہیں، اور یہ تینوں حضرات جلیل القدر تابعین شمار ہوتے ہیں، اور عصر کی نماز کو شام

کر کے پڑھنے سے مراد یہ ہے کہ تاخیر سے پڑھا کرتے تھے، جو کہ دو مثل کے بعد کا وقت ہوتا تھا۔

مذکورہ احادیث وآثار سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ وصحابۂ کرام وتابعین کا معمول عصر کی نماز اتنی تاخیر سے پڑھنے کا تھا کہ عصر کی نماز کے بعد تقریباً چھ میل کا سفر طے ہو جاتا تھا، جو کہ دو مثل کے بعد کا ہی وقت ہے۔

اور عصر کی نماز کے بعد ذوالحلیفہ یا چھ میل کا سفر کرنے سے مراد سواری پر سفر کرنا ہے، بعض روایات میں عام سوار کے الفاظ آئے ہیں، جبکہ بعض روایات میں اونٹ سوار کے الفاظ آئے ہیں، اور ظاہر ہے کہ اونٹ کی رفتار انسان کی رفتار سے غیر معمولی تیز ہوا کرتی ہے، بالخصوص جبکہ وہ ریگستانی علاقہ میں ہو، اور اسی وجہ سے اونٹ کو ریگستان کا جہاز کہا جاتا ہے۔ اور جن روایات میں سوار کے الفاظ نہیں آئے، ان سے مراد بھی سوار ہی ہے، گویا کہ سوار کی قید والی احادیث دوسری مطلق احادیث کی تشریح وتفسیر ہیں۔

اور ایک روایت میں مذکورہ سفر پیدل طے کرنے کی تصریح ہے۔

(ملاحظہ ھو :المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۱۸۳۶۰، معرفة الصحابه لابی نعیم حدیث نمبر ۶۶۹۵، الکنی والاسماء للدولابی حدیث نمبر ۹۷)

مگر اولاً تو یہ روایت محدثین کے نزدیک ضعیف ہے، اور مذکورہ بالا کا قوی اور کثیر احادیث کا مقابلہ نہیں کرسکتی (ملاحظہ ھو :الاصابة ، تحت رقم الترجمة ۹۵۰۱،شرح ابن ماجة لمغلطائی ،کتاب الصلاة، باب وقت صلاة العصر)

اور اگر اس روایت کو تسلیم کرلیا جائے، تو یہ اطولِ ایام اور تیز چلنے پر محمول ہوگی، تاکہ دوسری روایات سے اس کا تعارض لازم نہ آئے، بالخصوص جبکہ پہلے دور کے لوگ پیدل چلنے کے عادی اور ان کے قویٰ مضبوط تھے، اور اس دور میں گزرگاہوں پر ہجوم بھی نہیں ہوا کرتا تھا، لہٰذا دو مثل پر نماز پڑھنے کے بعد اتنا سفر طے کرنا کوئی بعید نہیں۔ اور کیونکہ مثلین کے بعد غروب تک کا وقفہ ہر زمانے میں یکساں نہیں ہوتا، بلکہ موسموں کے مختلف اور دنوں کے چھوٹے وبڑے ہونے کے اعتبار سے اس وقفے کا دورانیہ کم وزیادہ ہوتا رہتا ہے۔

اس لئے تھوڑے بہت تفاوت سے فرق واقع نہیں ہوتا۔

پس عصر کے بعد ہر موسم وہر زمانہ میں غروب میں کم ازکم اتنا وقت ہونا افضل ہے، کہ تیز رفتار سوار غیر ہجوم والے اور کھلے راستے پر چھ میل (تقریباً دس کلومیٹر) کا سفر طے کرسکے، اور مثلین کا وقت داخل ہونے کے بعد عصر کی نماز ادا کرنے کی صورت میں بہرحال اتنا وقت باقی ہوا کرتا ہے۔

اور احادیث وروایات کے علاوہ عصر کے نام سے بھی عصر کی نماز تاخیر سے پڑھنے کی تائید ہوتی ہے۔

(۲۰)...... چنانچہ حضرت خالد حذاء سے روایت ہے کہ

عَنْ أَبِى قِلاَبَةَ قَالَ إِنَّمَا سُمِّيَتِ الْعَصْرَ لأَنَّهَا تَعْصِرُ. (سنن دارقطنی، حدیث نمبر ۱۰۱۴، کتاب الصلاۃ، باب ذکر بیان المواقیت واختلاف الروایات فی ذلک، مصنف ابن ابی شیبة حدیث نمبر ۳۳۳۷، شرح مشکل الآثار ،باب بیان مشکل ما روی عن رسول اللہ ﷺ فی اسم الصلاۃ التالیة لصلاۃ المغرب من الصلوات الخمس)

ترجمہ: حضرت ابوقلابہ نے فرمایا کہ عصر کا نام تو اسی لئے رکھا گیا ہے، کیونکہ وہ نچڑتی ہے(ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ عصر کے معنیٰ نچڑنے کے آتے ہیں،جس سے مراد دن کا نچڑ جانا ہے،اور یہ صورتِ حال دن کے آخری حصہ میں ہوتی ہے۔

(۲۱)......اورابنِ شبرمہ فرماتے ہیں کہ:

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَنَفِيَّةِ إِنَّمَا سُمِّيَتِ الْعَصْرَ لِتَعْصِرَ .(سنن دارقطنی،حدیث نمبر ۱۰۱۶ کتاب الصلاۃ، باب ذکر بیان المواقیت واختلاف الروایات فی ذلک)

ترجمہ: جلیل القدر تابعی حضرت محمد بن حنفیہ نے فرمایا کہ عصر کا نام تو اسی لئے رکھا گیا ہے، کیونکہ وہ نچڑتی ہے(ترجمہ ختم)

(۲۲)......اور ایک اور جلیل القدر تابعی حضرت طاؤس کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے عصر کی نماز تاخیر سے ادا کی،اور جب ان سے اس کے بارے میں سوال کیا گیا،تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ:

إِنَّمَا سُمِّيَتِ الْعَصْرَ لِتَعْصِرَ .(سنن دارقطنی، ،حدیث نمبر ۱۰۱۶ کتاب الصلاۃ، باب ذکر بیان المواقیت واختلاف الروایات فی ذلک)

ترجمہ: عصر کا نام تو اسی لئے رکھا گیا ہے، کیونکہ وہ نچڑتی ہے(ترجمہ ختم)

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ عصر کی نماز تاخیر سے پڑھنے سے متعلق حضور ﷺ کی مرفوع احادیث اور صحابۂ کرام وتابعین کے آثار اتنی کثرت کے ساتھ ہیں کہ جن کو تواتر کا درجہ حاصل ہے۔

اور یہ ہم پہلے ذکر کرچکے ہیں کہ اس تاخیر سے مراد وہ وقت نہیں ہے کہ مکروہ وقت داخل ہوجائے، جو کہ سورج میں زردی آجانے اوراس کی روشنی پھیکا پڑ جانے کا وقت ہے، بلکہ اس سے پہلے پہلے کا وقت مراد ہے، جو کہ دومثل کے بعد کا وقت ہے(کذافی:بدائع الصنائع، کتاب الصلاۃ، فصل شرائط ارکان الصلاۃ،شرح معانی الآثار ، کتاب الصلاۃ ، باب صلاۃ العصر هل تعجل او تؤخر؟)

اورحضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں جو یہ مضمون آیا ہے کہ حضور ﷺ کے عصر کی نماز پڑھ لینے کے

بعدان کے حجرے سے سورج کی روشنی نہیں نکلتی تھی(ملاحظہ ہو:بخاری حدیث نمبر ۵۱۱،عمدۃالقاری للعینی، باب وقت العصر)

تواس سے عصر کی نماز کا دو مثل سے پہلے پڑھنا ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی دیواریں چھوٹی تھیں، اوراس وقت مدینہ منورہ میں موجودہ طرز کی طرح کثیر اوراونچی آبادی کا سلسلہ نہیں تھا، جس کی وجہ سے کافی دیر تک سورج کی روشنی گھر کے اندر پڑتی تھی، جیسا کہ آج کل کے دور میں بھی جنگلوں اور دیہاتوں میں اس کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے(بدائع الصنائع، کتاب الصلاۃ،فصل شرائط ارکان الصلاۃ)

اسی طرح بعض احادیث میں جواس طرح کا مضمون آیا ہے کہ حضورﷺ کی نماز پڑھ لینے کے بعد سورج بلند ہوا کرتا تھا۔ان سے بھی حضورﷺ کے دو مثل کے بعد عصر کی نماز پڑھنے کی نفی لازم نہیں آتی۔

کیونکہ اولاً تو دو مثل کے بعد نماز پڑھنے کی صورت میں بھی یہ صورتحال موجود ہوتی ہے، بالخصوص جبکہ کثیر اور رفیع عمارات موجود نہ ہوں، اورخاص کر گرمیوں کے موسم میں جبکہ دن لمبا ہوتا ہے۔دوسرے ان احادیث سے عصر کی نماز کے وقت کی تحدید وتعیین ثابت نہیں ہوتی، اوران کے مقابلہ میں دو مثل کے بعد اور تاخیر سے نماز پڑھنے کی جو احادیث وروایات ذکر کی گئیں، ان سے عصر کی نماز کے وقت کی تعیین وتحدید ثابت ہوتی ہے۔

لہٰذا ان احادیث وروایات کو ان مبہم اور مجمل احادیث پر ترجیح حاصل ہے، بلکہ وہ احادیث وروایات ان مجمل ومبہم احادیث کی تفسیر وتوضیح کرتی ہیں۔فلا تعارض بینہما۔

خلاصہ

خلاصہ یہ کہ عصر کی نماز سورج غروب ہونے سے پہلے اور دن کے آخری حصہ کی نماز ہے، اوراحادیث اور صحابہ وتابعین کے آثار سے اس کو تاخیر سے پڑھنے کا افضل ومسنون ہونا معلوم ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں عصر کی نماز تاخیر سے ادا کرنے کے افضل ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ احادیث میں عصر کی نماز کے بعد نوافل ادا کرنے کی ممانعت آئی ہے، اورعصر کی نماز تاخیر سے ادا کرنے کی صورت میں نماز سے پہلے نوافل ادا کرنے کا زیادہ وقت ملتا ہے، اوراس کے برخلاف جلدی ادا کر لینے کی صورت میں کم وقت ملتا ہے۔نیز عصر کی نماز پڑھ کر سورج غروب ہونے تک مسجد(اور نماز پڑھنے کی جگہ) میں ٹھہرے رہنے کی حدیث میں فضیلت آئی ہے، اوراس فضیلت کا حاصل کرنا اسی وقت سہل اور آسان ہے، جبکہ عصر کی نماز تاخیر سے ادا کی جائے(بدائع الصنائع، کتاب الصلاۃ، فصل شرائط ارکان الصلاۃ)

عصر کی نماز سورج کے پھیکا اور ماند پڑنے تک مؤخر کرنا گناہ ہے

گذشتہ تفصیل سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ عصر کی نماز میں اتنی تاخیر کرنا کہ سورج ماند پڑ جائے، وہ جائز نہیں، اور ہمارے فقہائے کرام نے عصر کی نماز تاخیر سے ادا کرنے کو جو افضل اور مسنون قرار دیا ہے، وہیں اس کی وضاحت بھی کر دی ہے کہ سورج ماند پڑ جانے تک عصر کی نماز کو مؤخر کرنا جائز نہیں، بلکہ گناہ ہے۔

چنانچہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- أَلاَ أُخْبِرُكُمْ بِصَلاَةِ الْمُنَافِقِ أَنْ يُؤَخِّرَ الْعَصْرَ حَتَّى إِذَا كَانَتْ كَثَرْبِ الْبَقَرَةِ صَلاَّهَا (سنن دارقطني، ،حديث نمبر ۱۰۰۶ كتاب الصلاة، باب ذكر بيان المواقيت واختلاف الروايات فى ذلك، واللفظ لهٔ، مستدرك حاكم حديث نمبر ۶۶۱)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں منافق کی نماز کی خبر نہ دے دوں، وہ یہ ہے کہ عصر کی نماز میں اتنی تاخیر کرتا ہے کہ جب (سورج) گائے کے پیٹے (اوجھ) کی چربی کی طرح ہو جاتا ہے، تو پھر عصر کی نماز پڑھتا ہے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ جب سورج ماند اور ہلکا پڑ جاتا ہے، جس طرح سے کہ گائے کے پیٹے کی چربی رقیق اور نرم ہوتی ہے، اور مسلسل نہیں ہوتی، بلکہ کسی کسی جگہ ہوتی ہے، پھر وہ نماز پڑھتا ہے۔

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- يَقُولُ تِلْكَ صَلاَةُ الْمُنَافِقِ يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتَّى إِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَىِ الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَهَا أَرْبَعًا لاَ يَذْكُرُ اللَّهَ فِيهَا إِلاَّ قَلِيلاً .(مسلم حديث نمبر ۱۴۴۳، كتاب الصلاة، باب استحباب التبكير بالعصر، واللفظ لهٔ، ترمذى حديث نمبر ۱۴۸، سنن نسائى حديث نمبر ۵۰۱، مسند احمد حديث نمبر ۱۱۹۹۹، صحيح ابنِ خزيمة حديث نمبر ۳۳۳)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ یہ منافق کی نماز ہے کہ وہ بیٹھا رہتا ہے، اور سورج کو دیکھتا رہتا ہے، یہاں تک کہ جب وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان (یعنی غروب ہونے کے قریب) ہوتا ہے، تو وہ اٹھتا ہے، اور چار ٹھونگیں لگا لیتا ہے، جس میں وہ اللہ تعالیٰ کا تھوڑا ہی ذکر کرتا ہے (ترجمہ ختم)

اس حدیث میں سورج کے شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سورج غروب

ہونے کے قریب ہوتا ہے (مسند الطیالسی حدیث نمبر۲۲۳۲)

اور سورج کے غروب کے قریب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سورج زرد اور پھیکا پڑ جائے، جیسا کہ درجِ ذیل روایت میں وضاحت ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں:

تِلْکَ صَلاۃُ الْمُنَافِقِینَ تِلْکَ صَلاۃُ الْمُنَافِقِینَ تِلْکَ صَلاۃُ الْمُنَافِقِینَ یَجْلِسُ أَحَدُھُمْ حَتَّی إِذَا اصْفَرَّتِ الشَّمْسُ فَکَانَتْ بَیْنَ قَرْنَیْ شَیْطَانٍ أَوْ عَلَی قَرْنَیِ الشَّیْطَانِ قَامَ فَنَقَرَ أَرْبَعًا لاَ یَذْکُرُ اللَّهَ فِیھَا إِلَّا قَلِیلاً (ابوداؤد حدیث نمبر ۴۱۳، کتاب الصلاۃ، باب فی وقت صلاۃ العصر، واللفظ لہٗ، مسند احمد حدیث نمبر ۱۲۵۰۹ و ۱۲۹۲۹، صحیح ابنِ خزیمۃ حدیث نمبر ۳۳۴، مسند البزار حدیث نمبر ۶۱۸۴ و ۶۱۸۵، مؤطا امام مالک حدیث نمبر ۴۵۹، مستخرج ابی عوانۃ حدیث نمبر ۸۱۹)

ترجمہ: یہ منافقوں کی نماز ہے، یہ منافقوں کی نماز ہے، یہ منافقوں کی نماز ہے، کہ کوئی منافق بیٹھا رہتا ہے، یہاں تک کہ جب اصفرارِ شمس ہوجاتا ہے (یعنی سورج زرد و پھیکا پڑ جاتا ہے) اور وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان یا شیطان کے دو سینگوں کے اوپر ہوتا ہے، تو پھر کھڑا ہوتا ہے، اور چار ٹھونگیں لگالیتا ہے، جن میں وہ اللہ تعالیٰ کا تھوڑا ہی ذکر کرتا ہے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ عصر کی نماز میں بلا عذر اتنی تاخیر کرنا کہ سورج پھیکا اور ماند پڑ جائے، یہ نفاق کی علامت ہے۔ اور چار ٹھونگیں لگانے سے مراد یہ ہے کہ وہ جلدی جلدی نماز پڑھتا ہے، جس طرح سے کہ جانور جلدی جلدی ٹھونگیں لگا کر دانہ اٹھاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا تھوڑا ذکر کرنے سے مراد یہ ہے کہ وقت کم اور تنگ ہونے کی وجہ سے توجہ اور خشوع کے ساتھ ذکر (قرأت، تسبیح وتحمید وغیرہ) سے محروم رہتا ہے (مرقاۃ، کتاب الصلاۃ، باب تعجیل الصلوات)

اور حدیث میں جس وقت کو اصفرارِ شمس کہا گیا ہے، اس سے مراد سورج کی روشنی کا اتنا ہلکا اور ماند پڑ جانا ہے، کہ اس پر نظر کرنا اور جمانا ممکن ہو۔ عصر کی نماز میں بلا عذر اتنی تاخیر کرنا گناہ، بلکہ نفاق کی علامت ہے۔

فقط اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

محمد رضوان

۷/ جمادی الاولیٰ/۱۴۳۰ھ 22 / اپریل/2010ء

ادارہ غفران، راولپنڈی

Idara Ghufran

کیا آپ جانتے ہیں؟ ترتیب: مولانا محمد ناصر

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

سوالات وجوابات

مؤرخہ ۳/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۴ھ بمطابق دسمبر ۲۰۰۴ء بعد نماز جمعہ کے سوالات اور حضرت مدیر کی طرف سے ان کے جوابات

ان مضامین کو ریکارڈ کرنے، ٹیپ سے نقل کرنے، اور ترتیب وتخریج نیز عنوانات قائم کرنے کی خدمت مولانا محمد ناصر صاحب نے انجام دی ہے، اور اب حضرت مدیر صاحب دامت برکاتہم کی نظرِ ثانی کے بعد انہیں شائع کیا جارہا ہے، اللہ تعالیٰ ان خدمات کو شرفِ قبولیت عطا فرمائیں......ادارہ

صاحبِ ترتیب کی نماز کا مسئلہ

سوال:......فرض نماز کی جماعت ہورہی ہو، اور جماعت کے پیچھے کوئی شخص قضاء نماز پڑھ رہا ہو، تو اس طرح قضا نماز پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب: اس مسئلے سے متعلق پہلے یہ بات سمجھ لیں کہ وہ قضا نماز پڑھنے والا شخص صاحبِ ترتیب ہوگا، یا غیر صاحبِ ترتیب ہوگا۔

صاحبِ ترتیب کیا ہے، اور کون ہوتا ہے؟ تو صاحبِ ترتیب ایک تو وہ شخص ہوتا ہے، جو جب سے بالغ ہوا ہے، تب سے پابندی سے نماز پڑھتا آرہا ہو، اور زندگی کی پوری نمازیں پڑھ رکھی ہوں، کوئی فرض نماز بھی قضاء نہ ہوئی ہو، یہ تو شروع سے ہی صاحبِ ترتیب ہے۔

اور ایک صاحبِ ترتیب وہ ہوتا ہے، جس کی اتفاق سے کوئی نماز قضاء ہوگئی، لیکن پانچ نمازوں سے زیادہ قضاء نہ ہوں، مثلاً ایک نماز قضاء ذمے میں ہو، یا دو یا تین یا چار، یا پانچ، لیکن چھ سے کم کم ہوں، تو یہ شخص بھی صاحبِ ترتیب ہے۔

صاحبِ ترتیب شخص کو ترتیب سے نماز پڑھنا واجب ہے، جب تک وہ قضا نماز ترتیب وار نہ پڑھے اس وقت تک اس کی ادا نماز درست نہیں ہوگی، اس لیے وہ ادا نماز سے پہلے قضاء نماز پڑھے۔

اسی وجہ سے اگر ادا نماز کی جماعت ہو رہی ہو، اور اس ادا نماز کا وقت بھی باقی ہو، تو پھر صاحبِ ترتیب شخص کے لیے حکم یہ ہے کہ پہلے وہ قضاء نماز پڑھے، اس کے بعد پھر جماعت میں شامل ہو، چاہے اس کی جماعت نکل جائے، یا کچھ رکعتیں نکل جائیں (فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۳۳۱)

یہ ہے صاحبِ ترتیب کے لیے قضاء کا مسئلہ۔

البتہ اگر صاحبِ ترتیب شخص قضا نماز پڑھنی بھول جائے، اور ادا نماز پڑھنا شروع کر دے، پھر ادا نماز پڑھنے کے بعد یاد آئے کہ نماز قضاء ہوگئی تھی، یا اسی طرح وقت اتنا تنگ ہے کہ قضا نماز پڑھے گا تو اس وقت کی ادا نماز قضا ہو جائے گی۔

تو ایسے صاحبِ ترتیب شخص کو چاہیے کہ وہ ادا نماز پڑھ لے، اس کے بعد قضا پڑھے، کیونکہ اگر وہ ادا نماز پہلے نہیں پڑھے گا، تو یہ بھی قضاء ہو جائے گی؛ تو ان صورتوں میں ادا نماز پہلے پڑھ لے، اور قضاء نماز بعد میں پڑھے۔

اب یہ مسئلہ جو پوچھا گیا ہے کہ فرض نماز کی جماعت کے پیچھے قضا نماز پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟

اگر کوئی صاحبِ ترتیب ہو، تو اُسے تو ایسا ہی کرنا چاہیے کہ پہلے قضاء نماز پڑھے، اور پھر بعد میں ادا نماز پڑھے، خواہ اس کی وجہ سے جماعت چھوٹ جائے (بشرطیکہ قضا نہ ہو)

اور اگر کوئی غیر صاحبِ ترتیب ہے، تو اسے چاہئے کہ وقتی اور ادا نماز کو جماعت سے نہ چھوڑے، بلکہ اس کو جماعت سے پڑھے، اور قضاء کو بعد میں پڑھ لے۔

البتہ اگر غیر صاحبِ ترتیب شخص نے پہلے سے کسی قضاء نماز کی نیت باندھ رکھی ہو، اور جماعت شروع ہو جائے، تو ایسی صورت میں اس کو اپنی قضاء فرض نماز پوری کر کے ہی جماعت میں شامل ہونا چاہئے، کیونکہ وہ جو نماز پڑھ رہا ہے، وہ فرض نماز ہے، نہ کہ سنت ونفل۔

البتہ عام سنت ونفل نمازوں کا حکم مختلف ہے، وہ یہ کہ ان کی نیت باندھنے کے بعد اگر جماعت کھڑی ہو جائے، تو چار رکعت والی نماز میں اگر ایک رکعت پڑھی ہو تو دو پر سلام پھیر دے، اور اگر دو سے زیادہ پڑھ لی ہیں، مثلاً تین پڑھ لیں ہیں، تو ایک اور ملا لے، اور چار پوری کر لے، اور ادا نماز کی جماعت میں شامل ہو جائے۔

اور اگر سنتِ مؤکدہ مکمل نہیں ہوتیں، تو ان کو فرضوں کے بعد پڑھ لے۔

عبرت کدہ ﴿اِنَّ فِیۡ ذَالِکَ لَعِبۡرَۃً لِّاُولِی الۡاَ بۡصَارِ﴾ ابوجویریہ

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت لوط علیہ السلام (قسط۹)

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب

جب حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے لوگ فرشتوں کے ڈر سے اندھے ہوکر بھاگے، تو فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے کہا:

فَأَسۡرِ بِأَهۡلِکَ بِقِطۡعٍ مِنَ اللَّیۡلِ وَلَا یَلۡتَفِتۡ مِنۡکُمۡ أَحَدٌ إِلَّا امۡرَأَتَکَ إِنَّهُ مُصِیبُهَا مَا أَصَابَهُمۡ إِنَّ مَوۡعِدَهُمُ الصُّبۡحُ أَلَیۡسَ الصُّبۡحُ بِقَرِیبٍ (سورة هود آیت ۸۱)

ترجمہ: آپ رات کے کسی حصہ میں اپنے گھر والوں کو لے کر (یہاں سے باہر) چلے جایئے، اور تم میں سے کوئی پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھے (یعنی سب جلدی چلے جائیں) ہاں مگر آپ کی بیوی (بوجہ مسلمان نہ ہونے کے نہیں جائے گی) اس پر بھی وہی آفت نے والی ہے، جو اور لوگوں پر آئے گی (اور ہم رات کے وقت نکل جانے کو اس لئے کہتے ہیں کہ) ان کے (عذاب کے) وعدہ کا وقت صبح کا وقت ہے (لوط علیہ السلام بہت دق ہو گئے تھے، فرمانے لگے کہ جو کچھ ہوا بھی ہو جائے، فرشتوں نے کہا) کیا صبح کا وقت قریب نہیں؟ [۱]

یہ جو حضرت لوط علیہ السلام کو بتلایا گیا کہ آپ کی بیوی پر بھی وہی آفت آئے گی جو آپ کی قوم پر آئے گی، تو اس کے یہ معنیٰ بھی ہو سکتے ہیں کہ بیوی کو ساتھ نہ لیں، اور یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ بیوی ہونے کی حیثیت سے وہ آپ کے اہل میں داخل ہو کر ساتھ چلے گی، مگر وہ آپ کے اس حکم پر عمل نہ کرے گی، جو آپ اپنے اہل وعیال کو دیں گے کہ کوئی مڑ کر نہ دیکھے۔

چنانچہ بعض روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ ایسا ہی ہوا، کہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی بھی ساتھ چلی، مگر جب قوم پر عذاب آنے کا دھماکہ سنا، تو پیچھے مڑ کر دیکھا، اور قوم کی تباہی پر اظہارِ افسوس کرنے لگی، اسی

---

[۱] (إِنَّهُ مُصِیبُهَا مَا أَصَابَهُمۡ) من العذاب، (إِنَّ مَوۡعِدَهُمُ الصُّبۡحُ) أی :موعد هلاکهم وقت الصبح، فقال لوط :أرید أسرع من ذلک، فقالوا (أَلَیۡسَ الصُّبۡحُ بِقَرِیبٍ). (تفسیر بغوی تحت آیت ۸۱ من سورة هود)

Idara Ghufran

وقت ایک پتھر آیا، اوراس کا بھی خاتمہ کردیا۔ [۱]

پھراس عذاب کا واقعہ قرآن مجید میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ جب ہمارا عذاب آ گیا، تو ہم نے ان بستیوں کے اوپر کا حصہ نیچے کردیا، اوران پر ایسے پتھر برسائے، جن پر ایک ایک کے نام کی علامت لگی ہوئی تھی۔

چنانچہ ارشاد ہے:

فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِنْ سِجِّيلٍ مَنْضُودٍ مُسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ (سورۃ هود آیت ۸۲،۸۳)

ترجمہ: سو جب ہمارا حکم (عذاب کے لئے) آ پہنچا تو ہم نے اس زمین کو (الٹ کراس) کا اوپر کا تختہ تو نیچے کردیا (اور نیچے کا تختہ اوپر کردیا) اوراس زمین پر کھنگر کے پتھر برسانا شروع کیئے، جو لگا تار گر رہے تھے، جن پر آپ کے رب کے پاس (یعنی عالمِ غیب میں) خاص نشان بھی تھے (جس کی وجہ سے اور پتھروں سے وہ پتھر ممتاز تھے) [۲]

روایات میں آتا ہے کہ یہ چار بڑے بڑے شہر تھے، جن میں یہ لوگ بستے تھے، انہوں بستیوں کو قرآن مجید میں دوسری جگہ ''مؤتفکات'' کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا تو جبریل امین نے اپنا پَر ان سب شہروں کی زمین کے نیچے پہنچا کر سب کو اس طرح اوپر اٹھالیا کہ ہر چیز اپنی جگہ رہی، پانی کے برتن سے پانی بھی نہیں گرا، فضا ان کے کتوں اور جانوروں اور

---

[۱] حدثنا ابن حمید قال ، حدثنا یعقوب، عن جعفر، عن سعید، قال :فمضت الرُّسل من عند إبراهیم إلی لوط، فلما أتوا لوطًا، وکان من أمرهم ما ذکر الله، قال جبریل للوط :یا لوط ، إنا مهلکو أهل هذه القریة إن أهلها کانوا ظالمین ، فقال لهم لوط :أهلکوهم الساعة !فقال له جبریل علیه السلام :(إن موعدهم الصبح ألیس الصبح بقریب) ؟ فأنزلت علی لوط :(ألیس الصبح بقریب) ، قال :فأمره أن یسری بأهله بقطع من اللیل، ولا یلتفت منهم أحد إلاامرأته، قال :فسار، فلما کانت الساعة التی أهلکوا فیها ، أدخل جبریل جناحه فرفعها ، حتی سمع أهلُ السماء صیاح الدیکة ونباحَ الکلاب، فجعل عالیها سافلَها، وأمطر علیها حجارة من سجِّیل .قال :وسمعت امرأة لوط الهَدَّة، فقالت :واقوماه !فأدرکها حَجَرٌ فقتلَها .(تفسیر طبری تحت آیت ۸۱ من سورة هود)

[۲] قال أبو جعفر :والصواب من القول فی ذلک عندنا ما قاله المفسرون، وهو أنها حجارة من طین، وبذلک وصفها الله فی کتابه فی موضع، وذلک قوله :(لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِنْ طِينٍ مُسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِينَ)(تفسیر طبری تحت آیت ۸۱ من سورة هود)

انسانوں کی آوازوں سے گونج رہی تھی۔

ان سب بستیوں کو آسمان کی طرف سیدھا اٹھانے کے بعد اوندھا کر کے پلٹ دیا، اور اس کے بعد ان کے اوپر پتھروں کی بارش کر دی۔

روایات میں آتا ہے کہ وہ پتھر جس کو لگنا ہوتا تھا، اس کا نام اس کے اوپر لکھا ہوا ہوتا تھا، اور وہ سیدھا اسی کو جا کر لگتا تھا۔ [1] (جاری ہے..........)

[1] وقوله :(مُسَوَّمَةً) أى مُعْلمَة مختومة، عليها أسماء أصحابها، كل حجر مكتوب عليه اسم الذى ينزل عليه...............وذكروا أنها نزلت على أهل البلد، وعلى المتفرقين فى القرى مما حولها، فبينا أحدهم يكون عند الناس يتحدّث، إذ جاءه حجر من السماء فسقط عليه من بين الناس، فدّمره، فتتبعهم الحجارة من سائر البلاد، حتى أهلكتهم عن آخرهم فلم يبق منهم أحد.

وقال مجاهد :أخذ جبريلُ قوم لوط من سَرْحهم ودورهم، حملهم بمواشيهم وأمتعتهم، ورفعهم حتى سمع أهل السماء نُباح كلابهم ثم أكفأهم (وقال) وكان حملهم على خوافى جناحه الأيمن .قال :ولما قلبها كان أول ما سقط منها شُذانها .

وقال قتادة :بلغنا أن جبريل أخذ بعروة القرية الوسطى، ثم ألوَى بها إلى جو السماء ، حتى سمع أهل السماء ضواغى كلابهم، ثم دمر بعضها على بعض، ثم أتبع شُذّاذ القوم سُخُرًا - قال :وذكر لنا أنهم كانوا أربع قرى، فى كل قرية مائة ألف -وفى رواية :(كانوا) ثلاث قرى، الكبرى منها سَدُوم .قال :وبلغنا أن إبراهيم، عليه السلام، كان يشرف على سدوم، ويقول :سدوم، يومٌ، ما لَک؟.

وفى رواية عن قتادة وغيره :بلغنا أن جبريل عليه السلام، لما أصبح نشر جناحه، فانتسف به أرضهم بما فيها من قُصُورها ودوابها وحجارتها وشجرها، وجميع ما فيها، فضمها فى جناحه، فحواها وطواها فى جوف جناحه، ثم صعد بها إلى السماء الدنيا، حتى سمع سكان السماء أصوات الناس والكلاب، وكانوا أربعة آلاف ألف، ثم قلبها، فأرسلها إلى الأرض منكوسة، وَدَمْدَم بعضها على بعض، فجعل عاليها سافلها، ثم أتبعها حجارة من سجيل.

وقال محمد بن كعب القُرَظى :كانت قرى قوم لوط خمس قريات " :سدوم"، وهى العظمى، و "صعبة" و"صعوة "و"عثرة "و"دوما"، احتملها جبريل بجناحه، ثم صعد بها، حتى إنّ أهل السماء الدنيا ليسمعون نابحة كلابها، وأصوات دجاجها، ثم كفأها على وجهها، ثم أتبعها الله بالحجارة، يقول الله تعالى :(جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِنْ سِجِّيلٍ)فأهلكها الله وما حولها من المؤتفكات.

وقال السدى :لما أصبح قوم لوط، نزل جبريل فاقتلع الأرض من سبع أرضين، فحملها حتى بلغ بها السماء ، حتى سمع أهل السماء الدنيا نباح كلابهم، وأصوات ديوكهم، ثم قلبها فقتلهم، فذلک قوله(وَالْمُؤْتَفِكَةَ أَهْوَى)ومن لم يمت حين سقط للأرض، أمطر الله عليه وهو تحت الأرض الحجارة، ومن كان منهم شاذا فى الأرض يتبعهم فى القرى، فكان الرجل يتحدث فيأتيه الحجر فيقتله، فذلک قوله عز وجل :(وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ) أى :فى القرى حجارة من سجيل .هكذا قال السدى(تفسير ابنِ كثير تحت آيت ۸۱ من سورة هود)

طب وصحت حکیم محمد فیضان

پپیتا غذائیت سے بھرپور پھل

پپیتا غذائیت سے بھرپور تر وتازگی دینے والا پھل ہے۔اسے غذا اور دوا کے طور پر استعمال کرایا جاتا ہے۔
پپیتا امریکہ کے گرم مرطوب علاقوں کا پھل ہے۔اسپین کے سیاحوں نے سولہویں صدی عیسوی میں پانامہ اور میکسیکو کے مقام پر اسے دریافت کیا تھا اور اس وقت پوری دنیا میں اس کی کاشت کی جاتی ہے۔
اس کے لئے گرم مرطوب ہوا مفید ہوتی ہے یہ زرخیز زمین میں پیدا ہوتا ہے اور پہلے سال ہی پھل دیتا ہے۔ ہمارے یہاں صوبہ سندھ میں پپیتا بکثرت پیدا ہوتا ہے۔یہ مارچ اور اپریل کے مہینہ میں بہت پھل دیتا ہے۔بقول کولمبس امریکہ کے قدیم باشندے بہت تندرست اور صحت مند ہوتے ہیں کیونکہ ان کی غذا کا بیشتر حصہ پپیتے پر مشتمل ہے جسے ثمر ملائکہ بھی کہتے ہیں۔اچھے قسم کا پپیتا خوش ذائقہ،فرحت بخش اور خوشبودار ہوتا ہے،اس میں بیج کم ہوتے ہیں۔

اقسام:......سولو، بلواسٹیم، بے ٹی، فیئر چائلڈ، کیمی، ہارڈٹس گورڈ، وغیرہ اس کی اقسام ہیں۔

نام:...... **پپیتا** کو عربی میں شجر البطیخ، خروع۔فارسی میں بیدانجیر۔گجراتی میں پپئی۔سندھی میں کاٹھ گدرو۔ ہندی میں رینڈ (ارنڈ) ارنڈ خربوزہ۔ارنڈ ککڑی، پپیتا۔اورانگریزی زبان میں (PAPAYA) کہتے ہیں۔اس کا نباتاتی نام Carica papaya ہے اور اس کا تعلق فیملی Caricaceae سے ہے۔

مزاج:......اطباء نے پختہ پپیتے کا مزاج گرم وتر اور خام کا گرم وخشک تحریر کیا ہے۔

ذائقہ:......خام تلخ اور پختہ پپیتے کا ذائقہ شیریں وقدرے بدمزہ سا ہوتا ہے۔

پپیتے کے خواص:...... **پپیتا** ہاضم ہے اور بھوک بڑھاتا ہے، ریح کو خارج کرتا ہے، پیشاب آور ہے، مثانہ کی پتھری کو توڑ کر نکالتا ہے، پیٹ کے کیڑے مارتا ہے۔

مقدار خوراک:......پانچ، چھ تولہ یا بقدر ہضم۔

پپیتے کے فوائد:......یہ معدہ کو طاقت دیتا ہے،بعض لوگوں کے معدے اس حد تک کمزور ہوجاتے ہیں کہ معدے کی ساخت ہی ڈھیلی ہوجاتی ہے جس کی وجہ سے غذا ہضم نہیں ہوتی چنانچہ درد، اسہال اور گیس وغیرہ کی تکالیف ہوجاتی ہیں۔ایسے مریضوں کو اگر ہر روز کھانا کھانے کے بعد پپیتا کھلایا جائے

Idara Ghufran

توان تکالیف میں کمی آجاتی ہے۔ پپیتا نہ ملنے کی صورت میں کچے پپیتے کے پاؤڈر کی ایک چٹکی بھی وہی کام دے جاتی ہے۔ پپیتا آنتوں پر قبض کشا اثر کرتا ہے، پختہ پھل کا گودا آنتوں کی خشکی اور خراش کو دور کرتا ہے ایسے لوگ جن کو مستقل قبض کی شکایت رہتی ہو اور دواؤں سے تنگ آچکے ہوں......ان کے لئے پپیتا ایک مؤثر دواء وغذا ہے۔ پپیتا تیزابیت کو کم کرتا ہے ۔ معدے کے السر اور بخار کو ختم کرتا ہے۔ یہ پیشاب آور خصوصیات کا حامل ہے۔اور ریگ مثانہ کو نکالتا ہے۔اس کے پتوں کو کھولتے پانی میں ڈال کر جوڑوں کے درد اور اعصابی درد کی جگہ باندھنے سے آرام آجاتا ہے۔اس میں موجود فائبر کولسٹرول کی سطح کو کم کرتا ہے۔ پپیتا میں موجود فولیٹ وٹامن سی، بیٹا کیروٹین اور وٹامن ای قولون کینسر کے خطرے کو کم کرتے ہیں۔ تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ لائیکوپین سے بھرپور پھل جیسا کہ پپیتا ہے کا استعمال پروسٹیٹ کینسر کے خطرے کو کم کرتا ہے۔ پپیتے میں پایا جانیوالا خامرہ جوڑوں کے پتھرا جانے (Atherosclerosis) اور ذیابیطسی امراض قلب کیلئے (Diabetic heart disease) آتھرائیٹس، ٹراما (Trama) اور الرجی کے لئے بھی مفید پایا گیا ہے۔اس کی وجہ اس میں موجود وٹامن سی، ای اور اے جیسے طاقتور دافع تکسیدی مرکبات ہیں۔ یہ غذائی اجزا کولسٹرول کی اوکسی ڈیشن کو روکتے ہیں جو کہ دل کے دورے (ہارٹ اٹیک) کا باعث بنتا ہے۔ کچے پھل کا اچار جو کہ سرکہ میں تیار کیا گیا ہو تلی کے ورم اور بواسیر کے لئے مفید ہے۔ کچے پھل کا سالن بھی پکایا جاتا ہے جو کہ دودھ کی پیدائش میں اضافہ کرتا ہے۔ پپیتے کا جوس جھائیوں (Frecles) کو ختم کرنے کے لئے بطور (Facial wash) چہرہ صاف کرنے والے مرکب کے استعمال کرنے سے چہرہ کی جھائیاں اور داغ دھبے دور ہو جاتے ہیں۔ کچے پپیتے کے دودھ کو داد پر لگانے سے چند دنوں میں داد جاتا رہتا ہے۔ یہی دودھ بچھو کے کاٹے پر لگانا اس کے زہر کو دور کرتا ہے۔ایک چمچہ پپیتا کا تازہ دودھ برابر شہد ملا کر گرم پانی شامل کر کے پلانے سے پیٹ کے کیڑے اور کیچوے نکل جاتے ہیں۔یہی فائدہ پپیتے کی چھال پانی میں ابال کر استعمال کرنے سے ہوتا ہے۔ پپیتے میں ہر طرح کے گوشت کو گلانے کی خاصیت ہے اس کی یہ خاصیت پپیتے کے دودھ یا اس وجہ سے ہے جس میں ایک خاص قسم کا جوہر ہاضم اللحم (PAPIN) موجود ہوتا ہے جس کو گوشت پر لگایا جائے تو گوشت فوراً گل جاتا ہے،اسی لئے تکے اور کباب میں گوشت کو گلانے کے لئے پپیتا ڈالا جاتا ہے۔ اگر تازہ پپیتا نہ مل سکے تو خشک پپیتے سے بھی یہی فوائد حاصل ہو جاتے ہیں۔

اخبارِ ادارہ

مولانا محمد امجد حسین

ادارہ کے شب و روز

□......۱۱/ربیع الاول جمعہ حضرت مدیر صاحب دامت برکاتہم جناب زکریا صاحب کے ہاں عشائیہ پر مدعو تھے

□...... جمعہ ۹/۱۶/۲۳/ربیع الثانی و یکم جمادی الاولیٰ کو متعلقہ مساجد میں وعظ و مسائل کی نشستیں منعقد ہوئیں

□......۱۱/۱۸/۲۵/ربیع الثانی و ۳/جمادی الاولیٰ بروز اتوار بعد عصر ہفتہ وار مجالس ملفوظات منعقد ہوتی رہیں

□......۸/۱۵/۲۲/۲۹/ربیع الثانی و ۷/جمادی الاولیٰ بروز جمعرات بعد ظہر ہفتہ وار بزم ادب برائے طلبہ کرام (شعبہ کتب) منعقد ہوتی رہی۔

□......۳۰/ربیع الاول بروز بدھ بعد ظہر دارالافتاء میں حضرت مدیر صاحب دامت برکاتہم کی طرف سے مولوی ابرار صاحب کے ادارہ سے فارغ ہوکر رخصت ہونے کے موقعہ پر ان کے اعزاز میں ظہرانہ دیا گیا جس میں سب اراکین ادارہ شریک ہوئے، مولوی ابرار صاحب نے علی پور (اپنے گھر کے قریب) میں ایک تعلیمی ادارے کے ساتھ اپنی خدمات وابستہ کرلی ہیں۔

□......۱۱/ربیع الثانی، اتوار بڑے حضرت جی نواب صاحب دامت برکاتہم کراچی سے اسلام آباد تشریف لے آئے۔

□......۱۳/ربیع الثانی، منگل حضرت مدیر صاحب دامت برکاتہم عصر میں اسلام آباد کوہسار مسجد بڑے حضرت جی نواب دامت برکاتہم سے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے۔ مفتی محمد یونس صاحب، مولوی محمد ناصر صاحب، مولوی طارق محمود صاحب زید مجدہم اور بندہ امجد بھی حضرت کے ہمرکاب تھے۔

□...... ۱۵/ربیع الثانی جمعرات رات کو مولانا عبدالسلام صاحب بمعیت قاری عبدالحلیم صاحب نشر واشاعت کتب کے امور کے سلسلہ میں لاہور تشریف لے گئے، دوسرے دن ہفتہ کی رات واپسی ہوئی۔

□......۲۱/ربیع الثانی، بدھ مولوی قاری گل بہادر صاحب (بہنوئی امجد) درخانہ امجد (ہمراہ ہمشیرہ امجد) تشریف لائے۔

□......۲۳/ربیع الثانی جمعہ بعد از جمعہ مفتی محمد یونس صاحب، مولانا عبدالسلام صاحب اور بندہ امجد تینوں حضرات ایک نجی دورہ پر لاہور جانا ہوا۔ اتوار کی صبح واپسی ہوئی۔

□......۲/جمادی الاولیٰ ہفتہ بوقت عصر، علماء کرام کی ایک جماعت بمعیت حضرت شیخ الحدیث مولانا خلیل

الرحمان صاحب دامت برکاتہم (مدرسہ اشاعت الاسلام کالج دوراہا مانسہرہ، ہزارہ) دارالافتاء میں تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب دامت برکاتہم کے ساتھ ملاقات اور علمی ودعوتی مجالست ہوئی۔قبل المغرب معزز مہمانوں کی اپنے جائے قیام پر واپسی ہوئی۔

□......۳/ جمادی الاولیٰ اتوار بزرگ عالمِ دین مولانا محمد قاسم صاحب دامت برکاتہم (مقیم برطانیہ) اور مولانا ظہیر الدین امازئی صاحب دامت برکاتہم (مہتمم مدرسہ علوم القرآن، مصریال روڈ، چوہڑ راولپنڈی) قبل ازظہر دارالافتاء میں تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب مدظلہٗ سے ملاقات ومجالست ہوئی، مفتی محمد یونس صاحب بھی اس مجلس میں شریک تھے، آپ کو ان دونوں بزرگوں سے شرف تلمذ حاصل ہے۔

□...... ۵/ جمادی الاولیٰ، منگل جناب حضرت قاری خلاد صاحب تھانوی (ابن حضرت مولانا سید حامد حسین صاحب رحمہ اللہ) اوکاڑہ سے تشریف لائے، اور دارالافتاء میں علمی نشست فرمائی۔

□...... ۶/ جمادی الاولیٰ، بدھ، مولانا نعیم صاحب دامت برکاتہم (جامعہ خیر المدارس ملتان) ادارہ میں تشریف لائے۔دارالافتاء میں حضرت مدیر صاحب دامت برکاتہم سے مجالست ہوئی۔

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۹۹ "اخبارِ عالم"﴾ **8 / اپریل**: پاکستان:3 سالوں کے دوران بیرونی قرضوں میں 20 ارب ڈالر کا اضافہ **9 / اپریل**: پاکستان: قومی اسمبلی 18 ویں ترمیم دوتہائی اکثریت سے منظور **10 اپریل** : پاکستان: فوج نے 18 ویں ترمیم میں مداخلت نہیں کی، وزیراعظم گیلانی **11 اپریل**: پاکستان: ملک بھر میں بجلی کا بحران، طویل لوڈ شیڈنگ کیخلاف احتجاجی مظاہرے، وزیراعظم نے سخت نوٹس لے لیا، آیندہ 3 سال تک لوڈ شیڈنگ ختم نہیں ہوگی، پیپکو **12 اپریل** : بجلی کی صورتحال ایک ماہ میں بہتر ہوجائے گی، پرویز اشرف **13 اپریل** : پاکستان: ایبٹ آباد پختونخواہ مخالف مظاہرین پر پولیس فائرنگ، 8 جاں بحق 128 زخمی 2 تھانے درجنوں گاڑیاں نذر آتش **14 اپریل** : پاکستان: ہزارہ میں تاریخی ہڑتال، نواز لیگ کے دفاتر نذر آتش، سرکاری املاک پر حملے، پولیس بے بس، ایف سی طلب **15 اپریل** : چین میں شدید زلزلہ 500 افراد ہلاک 10 زخمی سینکڑوں عمارتیں زمین بوس **16 اپریل**: پاکستان: ایوان بالا 18 ویں ترمیم اتفاق رائے سے منظور **17 اپریل**: سول ہسپتال کوئٹہ میں خودکش حملہ، پولیس افسران سمیت 12 جاں بحق **18 اپریل**: کوہاٹ متاثرین کیمپ میں 2 خودکش حملے 46 جاں بحق، 75 سے زائد زخمی **19 اپریل**: پاکستان: بے نظیر قتل کاروائی شروع ۱۶ افسران کی تنزلی، جاوید چیمہ کا کنٹریکٹ ختم **20 اپریل** : پاکستان: پشاور جماعت اسلامی کی ریلی میں خودکش حملہ 25 افراد جاں بحق، سکول کے باہر دھماکا، بچہ جاں بحق 11 زخمی۔

اخبارِ عالم حافظ غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

21 مارچ 2010ء بمطابق ۴ ربیع الثانی 1431ھ: پاکستان: ملک بھر میں شدید گرمی کے دوران بجلی کا بدترین بحران، 18 گھنٹے تک لوڈشیڈنگ **22 مارچ**: پاکستان: شمالی وزیرستان میں امریکی حملہ ۸ افراد جاں بحق، اورکزئی میں فورسز کی کاروائی 15 عسکریت پسند مارے گئے **23 مارچ**: پاکستان: صدر نے ڈاکٹر شمع خالد کو گورنر گلگت بلتستان مقرر کر دیا۔ پانی کے مسئلے پر بھارت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنا ہوگی، شہباز شریف۔ بھارت سے برابری کی سطح پر بات کی جائے، محلّات کی تعمیر پر سرکاری خزانے نہ لٹائے جاتے تو آج ملک میں خوشحالی ہوتی، وزیر اعلیٰ پنجاب **24 مارچ**: پاکستان: آسمان کو چھوتی مہنگائی، بجلی گیس بحران، عدلیہ سے کشیدگی، پی پی حکومت کے دوسال مکمل ہوئے، 2 سال میں تین وزیر خزانہ تبدیل ہوئے **25 مارچ**: پاکستان: ضمنی انتخابات، گجرات میں نواز لیگ، ڈی آئی خان میں پی پی کامیاب **26 مارچ**: پاکستان: آئین کمیٹی اٹھارویں ترمیم کیلئے سفارشات کو حتمی شکل دینے میں ناکام، پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس ملتوی، اے این پی (ن) لیگ، سرحد کے نام پر ڈیڈ لاک برقرار **27 مارچ**: پاکستان: آئینی اصلاحات کمیٹی (ن) لیگ کے تحفّظات اور نظر ثانی درخواست مسترد، گھڑیاں آگے کرنیکا فیصلہ ایوان کے سپرد **28 مارچ**: پاکستان: بجلی کے نرخوں میں ایک روپے دو پیسے اضافہ **29 مارچ**: پاکستان: پاکستانی اعتراض پر بھارت متنازعہ ڈیم کا ڈیزائن تبدیل کرنے پر آمادہ **30 مارچ**: روس: 2 ریلوے سٹیشنوں پر خودکش دھماکے 41 افراد ہلاک درجنوں زخمی **31 مارچ**: پاکستان: سپریم کورٹ نے ایف آئی اے افسر کو جیل بھجوا دیا، چیئرمین نیب کو مزید ایک روز کی مہلت **یکم/اپریل**: پاکستان: خیبر پختونخواہ پر (ن) لیگ اور اے این پی متفق۔ پیٹرول 2.57، ڈیزل 3.50، مٹی کا تیل 3.31 روپے مہنگا **2/اپریل**: پاکستان: خادمِ اعلیٰ کا ترک سرمایہ کاروں کو مفت اراضی دینے کا اعلان **3/اپریل**: پاکستان: سوئس مقدمات کھولنے میں وزیرِ قانون کا عدم تعاون، اٹارنی جنرل احتجاجاً مستعفی **4/اپریل**: پاکستان: چیف جسٹس آزاد کشمیر کے خلاف ریفرنس دائر، غیر فعال بنا دیا گیا **5/اپریل**: بغداد: ایران، مصر اور جرمنی کے سفارتخانوں کے باہر بم دھماکے 30 افراد ہلاک **6/اپریل**: پاکستان: پشاور لوئر دیر خودکش دھماکے 63 جاں بحق **7/اپریل**: پاکستان: سوئس مقدمات پر حکومت سے اختلافات، سیکرٹری قانون رخصت پر چلے گئے، نیب کا وزارتِ قانون کو ریکارڈ دینے سے انکار۔

﴿بقیہ صفحہ ۹۸ پر ملاحظہ فرمائیں﴾